دیوان آبرو

شاہ مبارک

مرتبہ

ڈاکٹر محمد حسن
ریڈر شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی

ناشر
ادارۂ تصنیف علی گڑھ

(مطبوعہ: یونین پرنٹنگ پریس دہلی)

فہرست مضامین

تعارف

آبرو، شمالی ہند میں اُردو کے پہلے شاعروں میں ہیں۔ ان کا کلام شمالی ہند اُردو شاعری کے اوّلین یادگاروں میں سے ہے فائز کا جو کلام اب تک دستیاب ہوا ہے وہ سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں نظر ثانی کے بعد مرتب ہوا ہے حاتم کا قدیم دیوان نایاب ہے اور ان کا "دیوان زادہ" بہت بعد میں مرتب ہوا۔ آبرو کا انتقال سنہ ۱۱۴۶ ہجری میں ہوا اور ان کا دیوان اپنے دور کی عکاسی کے اعتبار سے صحیح معنوں میں گویا مرقع دہلی ہے۔ یہ تاریخی یادگار ادبی اور جمالیاتی کیف سے بھی خالی نہیں ہے۔

آبرو کا دیوان پہلی بار شائع ہو رہا ہے۔ کلیات آبرو کے چھ مخطوطے اس وقت تک دریافت ہو چکے ہیں۔ ایک سنٹرل لائبریری پٹنہ میں ہی دوسرا رامپور میں، تیسرا پٹیالہ میں چوتھا کنگز کالج کیمبرج کی لائبریری انگلستان میں موجود ہے۔ پانچواں فورٹ ولیم کالج کا نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی لائبریری میں ہے اور چھٹا مولانا عبدالحق کے ذاتی

کتب خانے کا ہے جو اب انجمن ترقی اردو پاکستان۔ کراچی کی ملکیت ہے۔
زیرِ نظر دیوان صرف نسخۂ پٹیالہ پر مبنی ہے ایک ترجیع بند اور ایک واسوخت کے علاوہ اس نسخے میں اور کوئی صنفِ سخن نہیں ہے دوسرے مخطوطات میں آبرو کی شہرہ آفاق مثنوی در موعظہ آرائش معشوق اور متعدد مخمس بھی ملتے ہیں زیرِ نظر اشاعت میں صرف نسخۂ پٹیالہ کا صحیح متن پیش کرنا مقصود ہے۔ کلیات کا مکمل متن زیرِ ترتیب ہے۔

محمد حسن

دیباچہ

ادبی شہرت اور ناموری پر اسرار طلسم سے کم نہیں کبھی غالبؔ کے اردو کلام کی بنا پر شہرت کا قصر اعلیٰ تعمیر ہوتا ہے جسے زندگی بھر شاعر "بے رنگ من است" سے تعبیر کرتا رہا کبھی جوہر قابل کو وقت کی گرد اس طرح دھندلا تی ہے کہ اس کا نشان تک باقی نہیں رہتا ادبی تاریخ در اصل ہر دور کے بدلتے ہوئے مذاق سلیم کا آئینہ دار ہوتی ہے یہ بھی ہوتا ہے کہ روایت کا محل جن بنیادوں پر چنا جاتا ہے اکثر ان کو فراموش کر دیا جاتا ہے جن کا خون اور پسینہ اس کی بنیادمیں صرف ہوتا ہے جو کسی طرز نو کی داغ بیل ڈالتے ہیں اور خونِ جگر سے نقش ونگار بناتے ہیں آگے آنے والے ان کے چراغوں سے اپنی مشعلیں روشن کرتے ہیں اور ان مشعلوں کی روشنی میں چراغوں کی لویں دھندلا جاتی ہیں اور پھر عالی شان انتہاؤں کی توصیف کرنے والی نگاہیں پلٹ کر ان ابتدائی روشنیوں کو فراموش کر دیتی ہیں جنھوں نے ابتداؤں کو ممکن بنایا تھا۔

اردو شاعری کا قصر بھی ایسی لاتعداد ابتدائی نقوش کی بنیاد پر تعمیر ہوا ہے۔

ہمارے بزرگوں میں ایسے کئی جیالے گذرے ہیں جنھوں نے طرزِ نو اور آئین تازہ کی دریافت میں جگر خون کیا ہے ادبی تاریخ نے ان کا نام دبی زبان سے لیا اور ان کے نام ایسے فراموش کر دیئے گئے کہ ان کی داستان بھی داستانوں میں نہ رہی۔ ان کا کلام طاقِ نسیاں کی زینت ہوا اور ہمارے ادیبوں کی یاد اللہ بھی دور ہی کی رہی۔ نجم الدین شاہ مبارک آبرو (متوفی ۱۱۴۶ھ) کا حال عبرتناک ہے۔ ہر مورخ ادب نے ان کا نام لیا ہے بعض نے چند سطریں ان کے لئے وقف بھی کی ہیں۔ قدیم تذکرہ نویسوں میں سے اکثر نے ان کی اولیت کا اعتراف کیا ہے۔ حاتم کے حوالے سے مصحفی نے لکھا ہے کہ

"سنہ ۲ محمد شاہی میں دکنی کا دیوان دلی آیا اور اس کے اشعار خورد و بزرگ کی زبان پر جاری ہوئے تو جن شعرا نے سب سے پہلے اپنے ہندی کلام کی بنیاد ایہام گوئی پر رکھی ان میں ناجی مضمون اور آبرو تھے۔ حاتم دیوان زادے کے دیباچے میں اپنی شاعری کی ابتدا ۱۰۲۸ھ قرار دیتے ہیں اور اپنے معاصرین میں شاہ مبارک آبرو۔ شرف الدین مضمون۔ شیخ احسن اللہ۔ شاکر ناجی۔ غلام مصطفےٰ یکرنگ اور مرزا جان جاناں مظہر کے نام لیتے ہیں بعض تذکرہ نویس یہاں تک کہتے ہیں کہ ان شعرا سے قبل دلی میں اردو شعر و شاعری کا چرچا نہ تھا لیکن آبرو کا دیوان ابھی تک گمنامی میں پڑا رہا اور اس کے شاعرانہ خصوصیات پر توجہ نہ کی گئی۔ بعض تذکروں کے بیانات، مولانا حسرت موہانی کا انتخاب اور ۲ دو مضامین کے علاوہ ان کے باب میں اور کوئی اہم تحریر نہیں ملتی۔

حالات زندگی

آبرو کے حالات زندگی کے بارے میں ہماری معلومات ناقص ہیں۔ ان کا نام نجم الدین تھا عرف شاہ[۲] مبارک تخلص آبرو تھا مشہور صوفی بزرگ محمد غوث گوالیاری کے پوتے[۳] تھے نامور فارسی داں اور عالم خان آرزو کے رشتے[۴] دار اور شاگرد تھے گوالیار میں پیدا ہوئے سنہ پیدائش غالباً[۵] ۱۰۹۶ کے لگ بھگ تھا ملازمت شاہی[۶] کے سلسلے سے وابستہ رہے اور غالباً اس سلسلے میں فتح علی گردیزی[۷] صاحب تذکرہ گردیزی کے والد کی رفاقت میں نارنول میں بھی رہے دہلی آئے اور عہد محمد شاہ میں "درویش[۸] منش اور قلندر مشرب" مشہور تھے خانِ آرزو نے ۱۱۴۳ ہجری کے لگ بھگ نسبتی کے دیوان کا انتخاب کیا تھا اسے آبرو نے مستعار لیا تھا ۱۱۴۶ ہجری میں دہلی میں انتقال ہوا تاریخ ۲۴ رجب تھی اور ان کی قبر دلی میں مزار سید حسین

۱و۲ھ صرف تاریخ محمدی میں ان کا نام شاہ مبارک اللہ اور کریم الدین کے تذکرے میں نجم الدین علی خاں ملتا ہے۔

۳و۴ھ مجمع النفائس نسخہ رام پور ص ۵۷۹ بحوالہ کلب علی خاں فائق (اورینٹل کالج میگزین لاہور مئی ۱۹۶۰ء)

۵ھ مقالہ جناب قاضی عبدالودود، معاصر پٹنہ دور اول

۶و۷و۸ھ یہ معلومات تذکرہ گردیزی، مجموعۂ نغز، مخزن نکات اور خوش معرکۂ زیبا سے حاصل کی گئی ہیں۔

رسول نما کے نزدیک ہے۔ بعض تذکرہ نویس ان اطلاعات میں اضافہ کرتے ہیں تو ان کے حلیے اور وضع قطع کے بارے میں چند جملے نقل کر دیتے ہیں۔ "شخصے بود یک چشم و باریش و عصا" اور ان کی یک چشمی دوستوں میں جملے بازی کا موضوع بنتی تھی چنانچہ قائم نے مخزنِ نکات میں بے نوا کے حال میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:

"محمد شاہ کے ابتدائی ایام حکومت میں دہلی آیا اور ہر ایک سے ملاقات کی۔ ایک دن مشاعرہ کی محفل میں گیا۔ میاں شاہ مبارک آبرو نے دیکھا لیکن مزاج پرسی نہ کی کچھ دیر بعد جب بے نوا سے مخاطب ہوئے تو بے نوا نے کہا کہ میاں آبرو صاحب آپ مخلصوں کے احوال سے اس قدر تغافل کرتے ہیں جیسے آپ کی آنکھ میں ہماری جگہ ہی نہیں، چونکہ آبرو یک چشم تھے اس لئے یہ لطیفہ برمحل تھا حاضرین مجلس ہنس پڑے۔"

قائم نے ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ آبرو کے اس شعر کی تعریف میں کہا کہ "کانے نے کیا اندھا شعر کہا ہے"۔

تمھارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے
کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے

سعادت خاں ناصر نے خوش معرکہ زیبا میں مرزا مظہر جانجاناں اور آبرو میں مکابرہ ہوا یہ بیت اس کی مذمت میں مظہر نے کہی:

آبرو کی آنکھ میں اک گانٹھ ہے
آبرو سب شاعروں کی ...... ہے

جواب آبرو:

جب ستی ست پر چڑھے تو پان کھانا رسم ہے
آبرو جگ میں رہے تو جانِ جاناں پشم ہے

اس کے علاوہ بعض تذکرہ نویسوں نے آبروؔ کی حسن پرستی اور عاشق مزاجی کا ذکر کیا ہے قائمؔ لکھتے ہیں کہ "حسن پرستی میں بڑی شہرت تھی چنانچہ حسینوں کی آرائش کے سلسلے میں ڈیڑھ سو اشعار کی مثنوی بھی لکھی ہے۔" قاسمؔ مجموعۂ نغز میں لکھتے ہیں کہ "میر مکھن پاک باز تخلص سے جو سید شاہ کمال بخاری کے بیٹے تھے دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ بعض اشعار میں اس کا اظہار بھی کیا ہے۔" کریم الدین نے بھی اس دلی تعلق کا زور دیا ہے اور آبروؔ کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے:

مکھن میاں غضب ہیں فقیروں کے حال پر
آتا ہے ان کو جوش جمالی کمال پر

اولیت کا مسئلہ

اس مختصر سے تعارف کے بعد ان کے کلام کی تاریخی اہمیت کا سوال قابل غور ہے۔ دیوان فائز دہلوی کے دیباچے میں پروفیسر مسعود حسن رضوی لکھتے ہیں:

"حاتم ۱۱۲۸ھ سے فارسی میں شاعری کر رہے تھے مگر جب محمد شاہی عہد کے دوسرے سال یعنی ۱۱۳۲ھ میں ولی کا دیوان دہلی آیا اور ان کا کلام ہر طبقے میں مقبول ہوا تو حاتم نے ناجی، مضمون اور آبرو کے ساتھ اردو میں شعر کہنا شروع کیا۔ فائز اپنا کلیات جس میں اردو دیوان بھی شامل ہے ۱۱۲۷ھ میں مرتب کر چکے تھے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فائز کا کلیات مرتب ہو چکنے کے ایک سال بعد حاتم نے فارسی میں اور پانچ سال بعد اردو میں شعر کہنا شروع کیا۔ اس طرح حاتم اور ان کے ساتھ اردو شاعری شروع کرنے والے تمام شاعروں پر فائز کا تقدم ثابت ہے۔"

اس دلیل میں کئی باتیں قابل توجہ ہیں۔ حاتم کی اولیت کی بنیاد "دیوان زادہ" کے دیباچے میں ان کے اس بیان پر قائم کی گئی تھی:

"از سنہ یک ہزار وہشت تا یک ہزار شصت[1] و نو کہ قریب چہل سال باشد

---

[1] دیوان زادۂ حاتم: مخطوطہ رام پور

نقد عمر دریں فن صرف نمودہ ..... در شعر فارسی پیروئے مرزا صائب است
و در ریختہ ولی را استاد می داند اول کسے کہ دریں فن دیوان ترتیب
نمود او بود۔ ..... دیوان قدیم از بست و پنج سال در بلاد ہند مشہور دارد
و بعد ترتیب آں تا امروز کہ سنہ احد عزیز الدین عالم گیر بادشاہ
شد .... ہر رطب و یابس کہ زبان ایں بے زبان بر آمد داخل
دیوان قدیم نمودہ۔"

حاتم کا دوسرا بیان مصحفی کے حوالے سے تذکرۂ ہندی میں ملتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"روزے پیش فقیر نقل می کرد کہ سنہ دویم فردوس آرام گاہ دیوان ولی
در شاہجہان آباد آمدہ و اشعارش بر زبان خورد و بزرگ جاری گشتہ۔
با دو سہ کسی کہ مراد از ناجی و مضمون و آبرو باشد بنائے شعر ہندی را بہ
ایہام گوئی نہادہ داد معنی یابی و تلاش مضمون تازہ می دادیم۔"

ان دونوں بیانات میں تضاد ہے پہلے بیان کے مطابق حاتم نے شاعری ۱۰۲۸ ہجری میں شروع کی دوسرے بیان کے مطابق ۱۱۳۲ھ کے لگ بھگ۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی نے ان میں اس طرح تطابق پیدا کیا ہے کہ ۱۰۲۸ میں حاتم نے فارسی میں شعر گوئی شروع کی ہو گی اور ۱۱۳۲ کے لگ بھگ ریختہ میں۔ یہ استدلال حتمی نہیں خصوصاً اس وقت جبکہ 'دیوان زادہ' کے مخطوطۂ رام پور کے مطابق کم سے کم ایک غزل ایسی بھی ملتی ہے جو ۱۱۲۰ھ میں مظہر جانجاناں کی زمین "آشیاں اپنا" میں کہی گئی ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اول تو اس کو تسلیم کرنے کا واضح جواز موجود نہیں کہ حاتم نے ریختہ گوئی ۱۱۳۲ھ سے قبل شروع نہیں کی تھی اور ۱۱۲۸ھ سے وہ محض فارسی میں

شعر کہتے تھے دوسرے یہ کہ ۱۱۳۲ھ سے قبل اردو میں شعر کہنے کا رواج ہو چکا تھا۔ البتہ حاتم کے پہلے دیوان کی ترتیب و تدوین کی تاریخ کا تعین جب تک نہ کیا جائے اس وقت تک انھیں پہلا صاحب دیوان شاعر قرار دینا دشوار ہے حاتم اسی دیباچے میں ۱۰۶۸ میں لکھتے ہیں کہ دیوان قدیم ۲۵ سال سے بلاد ہند میں مشہور ہے۔ اس حساب سے دیوان قدیم غالباً ۱۱۴۳ میں مرتب ہوا ہوگا جبکہ آبرو کا سال وفات ۱۱۴۶ ہجری ہے اور یقیناً آبرو کا دیوان اس سنہ سے قبل مرتب ہو چکا تھا عین ممکن ہے کہ حاتم پر اولیت آبرو کو حاصل ہو اس کا ایک ثبوت اس بات سے بھی مل سکتا ہے کہ حاتم کے دیوان زادے میں آبرو کی طرح میں تین غزلیں ملتی ہیں جو ۱۱۲۷، ۱۱۴۰، اور ۱۱۴۴ کی تصنیف ہیں اس کے علاوہ دیوان زادے کے دیباچے میں حاتم آبرو کے اشعار نقل کرتے ہیں:

ولفظ در و بر واز وا و کہ فعل و حروف باشد بیش از قول شاہ مبارک آبرو بندہ در دیوان قدیم خود بداشت و معاصرین دیگر مثل شرف الدین مضمون و شیخ احسن اللہ و میر شاکر ناجی و غلام مصطفیٰ یک رنگ و مرزا جانجاناں مظہر و غیرہ نیز...... داشتند۔ شاہ آبرو......

وقت جن کا ریختہ کی شاعری میں صرف ہے
ان سنی کہتا ہوں بوجھو صرف میرا ژرف ہے
جو کہ لاوے ریختہ میں فارسی کے فعل و حرف
لغو ہیں گے فعل اس کے ریختہ میں حرف ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حاتم نے آبرو سے اثر قبول کیا۔ آبرو کا انتقال ۱۱۴۶ ہجری

میں ہوا اس کا امکان ہے کہ انھوں نے اپنے انتقال سے تین چار سال قبل دیوان ترتیب دیا ہو۔ دیوان آبروؔ کے مخطوطۂ فورٹ ولیم کالج۔ کلکتہ کے اندر جو ترقیمہ ہے اس کی عبارت یہ ہے:

"دیوان آبروؔ بتاریخ بیست و دویم ذی الحجہ ۱۵ھ بوقت سپہری تحریر یافت۔"

ظاہر ہے کہ اس سے مراد ۱۵ھ جلوس محمد شاہی ہے اس لحاظ سے یہ مخطوطہ ۱۱۴۶ میں لکھا گیا یہ مخطوطہ نہایت غلط سلط لکھا ہوا ہے لہٰذا یہ مصنف کا اپنا مرتب کردہ نہیں ہو سکتا اس سے یہ اندازہ لگانا بعید از قیاس نہیں کہ اس سے قبل دیوان آبرو مرتب ہو چکا تھا اور یہ اس کی نقل ہے اگر تین چار سال قبل ہی دیوان آبروؔ کی ترتیب تسلیم کر لی جائے تو آبرو اگر شمالی ہند میں اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر نہ سہی تو کم سے کم ان کا دیوان شمالی ہند کا سب سے پہلا دستیاب شدہ اردو دیوان ضرور قرار پاتا ہے۔ رہا فائزؔ کی اولیت کا سوال۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی کے نزدیک فائزؔ کی اولیت ان کے اس بیان پر مبنی ہے:

"مخفی نماند کہ ایں رسالہ در ابتدا ئے سنِ شباب چناں چہ مذکور شد مرقوم شدہ بود۔ منجملہ آں اشعار نشیبے داشتم کہ موافق طبع خود پارۂ انتخاب کردہ بود واز روئے آں منتخب اکثر عزیزاں نقول برداشتہ بودند و فقیر نظر بر آں کہ رطب و یابس در کلام می باشد ارادۂ نظر ثانی بر آں داشت۔ لیکن تا پانزدہ سال میسر نیامد کہ اشغال دیگر درمیاں بود۔ بعد از انقضائے ایں مدت در سنہ یک ہزار و یک صد و چہل دو

فرصتے اتفاق افتاد نظر ثانی برآں مجموعہ کردم۔" [1]

اس سے پروفیسر مسعود حسن رضوی یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ۱۱۴۲ھ میں انھوں نے اس مجموعے پر نظر ثانی کی جو پندرہ سال قبل ۱۱۲۷ھ سن شباب میں مرتب کیا گیا تھا اس میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ نظر ثانی سے پہلے بھی اس مجموعے میں اردو کلام شامل رہا ہوگا یہ عین ممکن ہے کہ اردو کلام نظر ثانی کے وقت شامل کر لیا گیا ہو اور اس سے قبل اس مجموعے میں شامل نہ رہا ہو۔

قاضی عبدالودود [2] نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس دعوی کے لئے معقول شواہد موجود نہیں ہیں کہ ۱۱۲۷ھ کے مرتب شدہ کلیات میں فائز کا اردو کلام بھی شامل تھا یہ ممکن ہے کہ اردو دیوان بعد کا اضافہ ہو۔ کلیات پر نظر ثانی ۱۱۴۲ھ میں ہوئی اس لئے :

"یہ کہنا بھی ممکن نہیں کہ ۱۱۲۷ھ میں فائز کی ریختہ گوئی کا آغاز ہو چکا تھا۔ ۱۱۴۲ھ کے کتنے سال قبل اس کی ابتدا ہوئی اس کا فیصلہ موجودہ مواد کی مدد سے نہیں ہو سکتا۔"

اس کی دلیل قاضی صاحب نے یہ بھی پیش کی ہے کہ کم سے کم اردو دیوان کی دو مثنویوں میں اس بات کی داخلی شہادت ملتی ہے کہ ان کا اضافہ بعد میں کیا گیا۔

---

[1] سید مسعود حسن رضوی۔ شمالی ہند میں اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر۔ مقدمہ ص ۲۶ مطبوعہ انجمن ترقی اردو (ہند)

[2] قاضی عبدالودود۔ عبارستان ص ۶

یک مثنوی جس کے چند اشعار مقدمے میں درج ہیں اس میں بادشاہوں کے عبرتناک انجام کا ذکر ہے ۔ عالمگیر کے سال وفات کے ۱۳ سال بعد تک جتنے بادشاہ ہوئے ہیں سب کے نام آئے ہیں ایک مصرعے میں محمد شاہ کا نام ہے جس کا سال جلوس ۱۱۳۱ھ ہے ۔

پس از وے محمد شہ آمد پدید[1]

ظاہر ہے کہ یہ مثنوی ۱۱۲۷ھ میں شامل کلیات نہیں کی جاسکتی تھی اسی طرح فہرست آکسفرڈ میں جس مثنوی کا ذکر ہے وہ ~~۱۱۳۱ھ~~ کی تصنیف ہے ۔ اس کے علاوہ فائز نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں یک رنگ کا ایک مصرعہ تضمین کردیا ہے :

فائز کو بھایا مصرع یک رنگ اے سجن
"گر تم ہوئے غیر سے دیکھو گے ہم نہیں"

یک رنگ حاتم کے ہمعصروں میں شمار کیے جاتے ہیں ۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یک رنگ دراصل حاتم وغیرہ سے بہت پہلے اردو میں شعر کہنے لگے تھے[2] اس طرح مسعود صاحب نے فائز کو میر جعفر زٹلی یا زٹلی کے معاصرین میں شمار کیا ہے میر جعفر زٹلی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ عہد فرخ سیر میں قتل کردیئے گئے تھے اس لحاظ سے فائز میر جعفر زٹلی سے عمر میں بہت کم اور یک رنگ اور حاتم وغیرہ کے ہمعصر قرار پاتے ہیں کیونکہ ان کی عمر کا تعین اس

---

[1] قاضی عبدالودود ۔ عبارستان ص ۶

[2] سید مسعود حسن رضوی ۔ شمالی ہند میں اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر ۔ مقدمہ ص ۸

طرح کیا گیا ہے کہ ۱۱۴۲ھ میں ان کی عمر پینتالیس پچاس برس کی ہوگی۔ ۱۱۴۲ھ میں فائز نے نظر ثانی کی اور "تاریخ محمد شاہی" میں ۱۱۵۱ھ کے تحت یہ عبارت موجود ہے کہ ترتیب کے وقت بقول فائز کے "شباب کی ابتدا" تھی اور نظر ثانی ترتیب سے ۱۵ سال بعد ہوئی۔ اس کا تعین دشوار ہے کہ "شباب کی ابتدا" سے فائز کی مراد ۱۵ سال ہے یا ۲۵ سال اس کے علاوہ یک رنگ کے بارے میں جو باتیں اس وقت تک معلوم ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں:

ان کا نام غلام مصطفیٰ خاں (مجموعۂ نغز) یا مصطفیٰ قلی خاں (تذکرہ میرحسن) یا مصطفیٰ خاں (طبقات سخن) تھا بعض کے نزدیک خان آرزو کے شاگرد تھے (مخزن نکات) بعض کے نزدیک میاں آبرو کے شاگرد تھے (تذکرہ میرحسن) بعض انھیں مرزا مظہر جان جاناں کا شاگرد بتاتے ہیں (مجموعۂ نغز، تذکرۂ ہندی) اور میاں آبرو کا معاصر قرار دیتے ہیں۔ یہ محمد شاہی دور کے عمدہ مین اور خان جہاں لودھی نبائر میں تھے (تذکرہ میرحسن و مخزن نکات) اور "سلک ملازمان شاہی" سے منسلک تھے (ایضاً) یہ بھی معلوم ہے کہ ان کے ایک برادر حقیقی ولاور خاں ہم رنگ شاعر تھے (مخزن نکات) اور ان کے شاگردوں میں بیرنگ۔ محمد اسمٰعیل بےتاب اور میاں مکھن پاک[1] باز تھے (تذکرہ عشقی، تذکرۂ شورش) تذکرۂ گلشن عشق نے پاک باز کو عزلت اور یک رنگ کا شاگرد بتایا ہے۔ صاحب مخزن نکات قائم

۱؎ یہ وہی میاں مکھن پاک باز ہیں جن کے بارے میں صاحب چمنستان شعرا کا بیان ہے کہ یہ اپنے کلام میں فارسی اضافت نہیں آنے دیتے تھے

چاند پوری نے ان کا دیوان دیکھا تھا اور اشعار کا انتخاب دیوان ہی سے کیا تھا لکھتا ہے:

"ابیات دیوانش ہمگی و تمامی قریب پانصد شعر خواہد بود..... ابیاتے کہ از دیوانش فراہم آوردہ ام این است"۔

"آب حیات" میں مولانا محمد حسین آزاد نے اس پر اضافہ کیا ہے:

"مگر یہ لوگ باانصاف ہوتے تھے اور ہر کام کے حسن و قبح کو خوب سمجھتے تھے اس لئے باوجود کہن سالی اور کہنہ مشقی کے آخر عمر میں کلام اپنا مرزا جان جاناں مظہر کو بھی دکھاتے تھے"۔

"تذکرۂ ہندی" میں مصحفی نے ان کی شاگردی کے بارے میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا:

"از فحوائے کلامش می تراود کہ شاگرد مرزا مظہر خواہد بود"۔

آبرو کے دیوان میں یکرنگ کا ذکر دو اشعار میں آیا ہے

آبرو یک رنگ نیں تفسیر اوس خط کی لکھی
صفحۂ سادہ رقم ہونے میں قرآں ہو گیا

سخن یک رنگ کا سب گانٹھ باندھو
تو یہ گوہر ہیں بحرِ آبرو کے

پروفیسر مسعود حسن رضوی نے اس کی یہ توجیہہ فرمائی ہے کہ یہاں آبرو تخلص کے بجائے لغوی معنوں میں آیا ہے جس کی مثالیں اس دور کے بعض دوسرے

شعرا کے ہاں بھی مل جاتی ہیں جنھوں نے اپنے تخلص کو مقطع میں لغوی معنوں میں استعمال کیا ہے ۔ اس بنا پر وہ اس شعر سے یہ نتیجہ نہیں نکالتے کہ یک رنگ آبرو کے شاگرد تھے ۔

فائز کے دور میں یک رنگ کے کلام کے مشہور ہو جانے کا ثبوت موجود ہے اور یہ بھی علم ہے کہ انھوں نے خان آرزو۔ مرزا مظہر جان جاناں یا آبرو سے اصلاح لی تھی جس کے یہ معنی ہوئے کہ موخر الذکر دونوں حضرات ریختہ گوئی میں خصوصیت کے ساتھ استادی کا درجہ حاصل کر چکے تھے پھر یہ بھی معلوم ہے کہ یک رنگ نے جو ریختہ گوئی کے اعتبار سے فائز سے پہلے یا ان کے دور میں مشہور ہو چکے تھے ریختہ کا دیوان مرتب کیا تھا جو قائم کی نظر سے گذرا تھا اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ فائز کے زمانے میں ہی یا ان کے دیوان سے کچھ قبل یک رنگ نے ریختہ کا دیوان مرتب کیا ہو یا ان کے اساتذہ میں سے کسی نے کلیات مرتب کی ہو۔ ان میں خان آرزو یا مرزا مظہر جان جاناں کے ریختے کے دیوان کا تذکرہ نہیں ملتا اور نہ کسی تذکرہ نویس کی نظر سے یہ دواوین گذرے ہیں البتہ آبرو کا دیوان آج بھی ملتا ہے ۔ اتفاق سے دیوان آبرو کے جتنے نسخے دستیاب ہوئے ہیں ان میں کسی کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آبرو کی زندگی میں مرتب ہوا۔ نسخہ رام پور کے مرتب نے اشارہ کیا ہے یہ نسخہ آبرو کے انتقال کے بعد مرتب ہوا دیوان میں غزل کے ایک دو شعر نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے :

غزل کہ آخر وقت گفتید بعد ازیں ہیچ شعرے

نہ گفتید :

خداوندا اٹھا دے درمیاں سوں ہجر کے پردے
ہمارے دام میں صیاد کو یا یا ہمیں پردے
کئی عشاق معشوقوں کے دیداروں کے ہیں پردے
غبار غم بھی دلداروں کی تصویروں کے ہیں گردے"

لیکن یہ پوری غزل نسخہ کیمبرج میں موجود ہے اور اس کے باقی تین اشعار سے یہ قیاس غلط ثابت ہوتا ہے کہ یہ غزل آخر وقت میں لکھی گئی ہوگی۔ اگر آخر وقت سے مراد وقت مرگ نہیں ہے بلکہ یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اس غزل کے بعد آبرو نے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا تو بھی کم سے کم اس غزل کے اشعار سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا:

نتیجا پرورش کا ان کی بے مہری نہ خفگی ہے
یہ لونڈے پیار کے حق میں گویا پاتے ہیں پر زدے
نہیں ہے بار دینا خوب ان بے درد لوگوں کو
خداوندا مجھے خلوت سرا ایک دے پیئے بے پردے

غزل فائز کی تقدیم کا فیصلہ مندرجہ ذیل وجوہ سے دشوار ہے۔

پہلے۔ اس وجہ سے کہ ۱۱۴۲ھ میں فائز نے کلیات پر نظر ثانی کی لیکن یہ طے نہیں کہ اس سے قبل ۱۱۲۷ھ کے لگ بھگ مرتب شدہ کلیات میں اردو کلام شامل تھا یا نہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ نظر ثانی کرتے وقت کلام میں اضافہ کیا گیا جس کا ثبوت محمد شاہ محمد شاہ کے ذکر سے ملتا ہے۔

دوسرے۔ اس وجہ سے کہ فائز نے یک رنگ کے مصرعے پر گرہ لگائی ہے اور یک رنگ، صاحب دیوان شاعر تھے اور یہ طے کرنا دشوار ہے کہ یک رنگ نے دیوان

کب مرتب کیا تھا۔

تیسرے۔ اس وجہ سے کہ حاتم نے دیوان زادہ کے مخطوطۂ رام پور کے مطابق (اگر یہ تاریخ کتابت کی غلطی نہیں ہے تو) ۱۱۳۰ھ میں مظہر کی زمین "آشیاں اپنا" میں غزل لکھی اور ۱۱۳۱ھ سے ۱۱۴۲ھ تک دلی، مضمون، شاکر ناجی، آبرو، مظہر، آرزو کی طرحوں پر غزلیں کہی ہیں ان میں فائز کی طرح پر کوئی غزل نہیں ہے اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ کم سے کم اس دور میں فائز کا اردو کلام مقبول خاص و عام نہیں ہوا گو ان کے فارسی کلام نے شیخ علی حزیں سے بھی خراج تحسین[۵] وصول کیا ہے

اس بحث سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ فائز کی موجودہ کلیات کو جو نظر ثانی کے بعد مرتب ہوئی شمالی ہند میں اردو کے پہلا دیوان قرار دینے کے لئے ہمارے پاس قطعی اور مستحکم دلائل موجود نہیں ہیں = فائز کے بعد اولیت کے اعزاز کا حق صرف حاتم اور آبرو کو ملتا ہے۔ حاتم کا دیوان دستیاب نہیں ہوتا صرف نظر ثانی کے بعد مرتب کیا ہوا دیوان زادہ ملتا ہے جو یقیناً بہت بعد کا کلام ہے۔ ایسی صورت میں آبرو کا دیوان یقیناً شمالی ہند میں اردو کا پہلا مستند دیوان ہے جواب تک دریافت کیا جا سکا ہے۔ اس اعتبار سے آبرو کے کلام کا مطالعہ شمالی ہند کے قدیم ترین شعری مجموعے کا مطالعہ ہے اور تاریخی اور ادبی دونوں حیثیتوں سے نہایت اہم ہے۔

---

[۵] قاضی عبدالودود صاحب نے پروفیسر مسعود حسن رضوی کی کتاب فائز دہلوی پر تبصرہ کرتے ہوئے عیار ستان میں حزیں اور فائز کے خط و کتابت کا حوالہ دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حزیں، فائز کے معترف تھے۔

طرزِ کلام

مقدمہ شعر و شاعری میں حالی لکھتے ہیں :-

"ہر زبان میں نیچرل شاعری ہمیشہ قدما کے حصے میں رہی ہے، مگر قدما کے اول طبقے میں شاعری کو قبولیت کا درجہ حاصل نہیں ہوتا انھیں کا دوسرا طبقہ اس کو سڈول بناتا ہے اور سانچے میں ڈھال کر اس کو خوشنما اور دلربا صورت میں ظاہر کرتا ہے" ؎۱

قدما کی مثال وہ اس باورچی سے دیتے ہیں "جو ایسے مقام پر جہاں لوگ سالم کچے اور الونے ماش یا مونگ پانی میں بھیگے ہوئے کھاتے تھے انھیں پانی میں ابال کر اور نمک ڈال کر لوگوں کو کھلایا انھوں نے اپنی معمولی غذا سے اسی کو بہت غنیمت سمجھا۔"

آبرو قدما کے اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سے قبل بھی اردو میں شعر کہنے کی روایت شمالی ہند میں موجود تھی جس کا رشتہ بعض لوگ امیر خسرو سے جا ملاتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر حضرات فارسی کے شاعر تھے اور اردو میں شعر گوئی صرف منہ کا مزا بدلنے کے لئے کرتے تھے آبرو کے بارے میں بھی بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ پہلے انھوں نے فارسی میں شعر کہنا شروع کیا مثلاً صاحب طبقات سخن لکھتے ہیں :

"پیشتر مشق فارسی می کرد ہرگاہ دیوان ہندی شاہ ولی اللہ از گجرات بدارالخلافہ آید او نیز ہندی اختیار کرد" ؎۲

؎۱ مقدمہ شعر و شاعری ص ۹۱ ؎۲ طبقات سخن مخطوطہ شاعری شاہجہاںپور فیض عام کالج لائبریری

اس کا ثبوت ان کے ایک شعر سے بھی ملتا ہے :

ریختے کے شعر یہ لگتے ہیں اس کوں وارسی
آبرو کہہ آوتا ہے شعر جس کو پارسی

آبرو نے ریختے میں شعر گوئی اس وقت شروع کی جب فارسی کا سکہ چلتا تھا اور متاخرین شعرائے فارسی کا کلام مقبول تھا اس میں شک نہیں کہ آبرو نے فارسی اور برج دونوں کے شعری رنگ و آہنگ سے اثرات قبول کئے اور اپنے دور کے مزاج کو پوری طرح اپنایا لیکن اس کا اظہار ریختے میں کیا ہوا اور اسی بے ساختگی اور بانکپن کے ساتھ ہوا جو محمد شاہی دور کی خصوصیت ہے ۔

محمد شاہی دور کے مزاج کے بارے میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے لکھا ہے :

"یہ تحریک مغل ہندی کلچر کی تحریک تھی ۔ محمد شاہ خالص راجپوتی طرزِ حیات کا حامی نہ تھا مگر مغلئی طرزِ حیات کو دوبارہ زندہ کرنا بھی اس کے بس کی بات نہ تھی لہذا وہ ایک ایسے کلچر کی بنیاد رکھنا چاہتا تھا جو قومی اور نسلی بھی ہو اور دیسی و مقامی بھی ۔ جس کی جڑیں اسی سرزمین میں پیوست ہوں ...... اس کا ایک رُخ ملکی شاعری (ریختہ) کا فروغ تھا اور دوسرا قومی فن کا احیا ...... محمد شاہ کے زمانے میں قوالی کی ایک خاص وضع ، موسیقی کے مخلوط راگ اور مصوری کا ایک خاص دبستان ، کہانی اور ناٹک کی ایک خاص شکل اس زمانے کے فنی اور تہذیبی فیشن میں داخل ہو چکے تھے "[۱]

---

[۱] نقد میر ۔ ص ۴۸

محمد شاہی دور کے مزاج کو پہچاننے کے لئے صرف فنونِ لطیفہ کی اس 'مغل ہندی' شکل کو پہچاننا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کھلے ڈلے اور بانکے رویے کو جاننا بھی ضروری ہے جو اس وقت کی زندگی کا جوہر تھا۔ اس اندازِ نظر کو بانکپن کے لفظ سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ میر کا ایک مصرعہ ہے:

کفنی پہنی سو زعفرانی تھی

یہ "نک داری" اس دور کے مختلف شعرا کے لب و لہجے کی خصوصیت ہے:

ہماری گفتگو سب سے جُدا ہے
ہمارے سب سخن ہیں بانکپن کے — حاتم

"نک داری" اور "بانکپن" کے الفاظ اس دور کی شاعری میں عموماً اور آبرو کے کلام میں بالخصوص کلیدی الفاظ کا درجہ رکھتے ہیں۔

طور کیا پوچھتے ہو کافر کا
شوخ ہے بانکا ہے سپاہی ہے — آبرو

مل گیا تھا باغ میں معشوق اک نک دار سا
رنگ و رو میں پھول کی مانند سج میں خار سا — آبرو

سر پہ یہ بلدار بانکے طور پگڑی کیوں کجی
اس قدر بھی جان جائز نہیں ہے قبلہ کی کجی — آبرو

وہی دلدار خوش آیا ہے جو ہووے بانکا

خوب لگتی نہیں وہ تیغ جو خم دار نہیں مضمون

لباس اور ناز و ادا میں بھی یہی بنک داری مدنظر رہتی ہے اس کی مثالیں آبرو کی غزلوں میں جا بجا بکھری ہوئی ہیں اور مثنوی "در موعظہ آرایش معشوق" میں مربوط اور مرتب شکل میں ملتی ہیں۔

آبرو کی ایک اور خصوصیت خوش وقتی اور مزے داری ہے۔ آبرو زمانے کے مدّو جزر دیکھے اور ان کے نشانات ان کے کلام میں جا بجا ملتے ہیں[1] لیکن اس کے باوجود ان کی شاعری کا لب و لہجہ خوش دلی اور خوش وقتی کا ہے ان کی شاعری کی فضا تمامتر مجلسی ہے ان کے ہاں یاران عاشق مزاج کا مجمع ہے خوش مذاقوں اور عیش و عشرت کے متوالوں کا جمگھٹا ہے بقول ڈاکٹر سید عبداللہ "سر جوڑ جوڑ کر بیٹھنے اور مجلسی مفاہمتوں[2]" کا سماں ہے اس مجلسی آہنگ میں رکاوٹیں اور پابندیاں بہت کم ہیں اور بے جھجک اور بے محابا لطف لینے کے مواقع بہت ہیں یہاں عشق و عاشقی بھی اتنا "اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام" نہیں ہے جتنا نشاط زیست کا بہانہ ہے = یہ نشاط زیست نت نئے جلوے دکھاتا ہے کبھی امرد پرستی کی شکل میں کھل کھیلتا ہے، کبھی درد فراق کا روپ بھرتا ہے کبھی لذت وصل کا رنگ پکڑتا ہے کہیں رقص و نغمہ سے دل بستگی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ کبھی حسن پرستی خوش لباسی خوش ادائی کی شگفتگی بن کر مقابل ہوتا ہے۔

---

[1] نقد میر۔ مطبوعہ جہانگیر بک ڈپو کھاری باؤلی دہلی۔ ص ۲۸ م

[2] مرقع دہلی (ذکر ارباب طرب)

آبرو سے زیادہ شاید ہی کسی اردو شاعر کے کلام میں موسیقی سے یہ دل بستگی اور رقاصاؤں اور موسیقاروں سے یہ شیفتگی ملے۔ نعمت خاں۔ سدا رنگ۔ ممولا۔ جمال۔ پنا سے ان کا تعلق خاطر ان کی غزلوں سے جابجا نمایاں ہوتا ہے۔

میٹھے بچن سنا دے طوطی کوں تب لجاوے
جب ناچنے میں آوے تب مور ہے ممولا

الٰہی شکر میں کرتا ہوں تیرا
سرنہ تنزیں نعمت خاں کو پھیرا

خدا تجھے بھی کرے باغ بیچ راگ کے سبز
تری صدا نیں کیا ہے ہمیں نہال جمال

قیامت راگ ظالم بھاؤ کافرگت ہے اے پنّا
تمھاری چیز سو دیکھی سو اک آفت ہے لے پنّا

اس کے علاوہ راگ۔ راگنی۔ سر۔ تال وغیرہ کی اصطلاحیں کثرت سے اور کیفیت کے ساتھ آبرو کے کلام میں استعمال ہوئی ہیں اس کے داخلی شواہد موجود ہیں کہ سدا رنگ جی سے آبرو کو خاص طور پر عقیدت اور قربت تھی۔

بھولو گے تم اگر چہ سدا رنگ جی ہمیں
تو نا نو بین کے تم کوں دھریں گے ہم

پوری غزل شاید سدا رنگ جی کے آگرے جاتے وقت کہی گئی ہے۔ سدا رنگ محمد شاہی دور کے عہد آفریں بین نواز تھے۔ ان کا تفصیلی ذکر مرقع دہلی میں موجود ہے نعمت خاں کے بارے میں صاحب مرقع دہلی نے لکھا ہے:

"در ہندوستان وجودش از نعمت ہائے عظمیٰ است...... اختراع نغمات وایجاد شعبات ید طولیٰ دارد و با نائکان پیشین پہلو می زند و موجد خیال ہائے رنگین است...... و بمقتضائے تمنائے ذاتی غیر از بادشاہ ہیچ کس سر فرو نمی آید" [۱]

اسی طرح کی دل بستگی اور شیفتگی دوسرے ارباب فن سے بھی ملتی ہے۔ آبرو رقص اور موسیقی کی کیفیات سے بے اختیار ہو کر تعریف کرتے ہیں۔ راگ، بھاؤ اور گت پہ جھومتے ہیں اور داد دیتے ہیں۔ سُر اور تال پہ بے اختیار ہو اُٹھتے ہیں۔ یہ بے اختیاری ایک جمال دوست حسن پرست اور رنگین مزاج کی بے اختیاری ہے جس نے مولانا محمد حسین آزاد کے لفظوں میں "رواج عام کے راجہ کی ہولی کی چھینٹیں فخر سمجھ کر سر و دستار پہ لی ہیں"۔ آبرو کا دیوان اس لحاظ سے مرقع دہلی ہے۔

آبرو کی حسن پرستی کھلی ڈلی ہے ان کے نزدیک عشق سوز و گداز، محرومی اور مایوسی، ضبط نفس اور دردمندی سے عبارت نہیں بلکہ نشاط زیست کا مظہر ہے اسی لئے ان کو زندگی کی خوبصورت چیزوں سے پیار ہے ان میں یارانِ با مزا کے مجمعے بھی شامل ہیں اور ان مجمعوں کا سب سے بڑا موقع تہواروں میں ملتا ہے لہذا انھیں تہوار عزیز ہیں

---

[۱] کوثر تسنیم صاحب لکھتے ہیں: "سدا رنگ اور ادا رنگ نے خیال کی گائیگی کو اس قدر مرغوب خاطر بنا دیا کہ دھرپد کا رنگ پھیکا پڑ گیا"۔ رسالہ آج کل موسیقی نمبر۔ ماہ اگست ۱۹۵۶ء

بسنت اور ہولی سے انہیں رغبت ہے میلے ٹھیلے بھلے لگتے ہیں ۔ "بسنت" کی ردیف کے ساتھ انھوں نے دو غزلیں کہی ہیں۔ ہولی پر ان کی نظم اس تہوار کی پوری کیفیت کو بیان کرتی ہے اسی راستے سے وہ ہندو رسم و رواج، دیو مالا اور تلمیحات تک پہنچتے ہیں۔ ان حوالوں کو جس بے ساختگی اور مزے سے اپنے کلام میں سمو لیتے ہیں اسکا جواب ہمارے شعرا کے ہاں بہت کم ملے گا۔

خوش یوں قد خم شیخ کا ہے معتقداں کو
جیوں کشن کو کبجا کا لگے کوب پیارا

مرا اے ماہ رو کیوں خون اپنے سر چڑھاتے ہو
رکت چندن کا یہ کس واسطے ٹیکا لگاتے ہو

تری گلی کی خاک کوں کر آبرو بھبھوت
اودھوت خاکسار مثال ملنگ ہے

ہنسی ہاتھ کو پکڑنا کیا سحر ہے پیارے
پھونکا ہے تم نے منتر گویا کہ ہم کو چھو کر

پھر کر اے صنم زنار کوں کا جبہ کی ہر ساعت (پہن)
تری چشم سیہ کرتی ہے عاشق ساتھ کافریاں (کاجل)

تیرے زنان پن کی نازک ہے شکل بند مغنی
تصویر پدمنی کی اب چاہئے چتر نی

حسن پرستی اور نشاط زیست سے یہ والہانہ دل بستگی لباس کے ذکر اور خوش پوشی کی تفصیل کی شکل میں بھی ملتی ہے اس سے نہ صرف اس زمانہ کی پوشاک کا اندازہ ہو سکتا ہے بلکہ اس دور کی سج دھج، بانکپن اور نک داری کا بھی پتہ چلتا ہے۔ آبرو کے ہاں لباس کی یہ تفصیلات لکھنؤ کے بعض شعرا کے کلام کی طرح بے نمک اور محض بیانیہ نہیں ہیں بلکہ رعایت لفظی کے باوجود ان شعروں میں بھی ایک مزا ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں :۔

زرد پھینٹا سج کے تم نے خوب جھلکائی بسنت
سر چڑھا کیوں کر نہ لیں جب اس طرح آئی بسنت

ہو کے دیوانا گریباں چاک سب کرتا ہے شہر
وہ پری پیکر سجے جس وقت جاما گھوم کا

بر میں سجن کے قادری از بس کہ تنگ ہے
غنچے کے دل میں رشک سیں خوں جائے رنگ ہے

چیرے نے سرخ تیرے سارے جگت کو موہا
اے شوخ تیرے سر پر یہ آج خوب سوہا

لگی چپ جس گھڑی سے پہر بیٹھے
پھٹے یارب یہ محمودی کا (زہین) جاما

اب تو سجا ہے جاما اس شوخ نے چکن کا
کیوں کر رہے نہ ہم سیں وہ سرو قد کشیدہ

شکست پے بہ پے یوں خوش نما ہے دل کو تنگی میں
کہ جوں سیمیں براں کی قادری اوپر رفو کیجے

آبرو کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت ایہام گوئی قرار دی جاتی ہے۔ تمام تذکرہ نویس متفق ہیں کہ ایہام گوئی کے موجد نہ سہی تو اردو شاعری میں اس کو رواج دینے والوں میں ان کا نام سرفہرست ہے ایہام یقیناً ان کے کلام میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے مگر بدقسمتی سے اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ تمام ناقدوں نے آبرو کو ایہام گو کہہ کر ان کے کلام کی دوسری خصوصیات اور کیفیات کو نظر انداز کر دیا۔ ایہام کے بارے میں تفصیلی بحث " دہلی میں اردو شاعری کے فکری اور تہذیبی پس منظر" میں پیش کی جا چکی ہے اس کے بعض اقتباسات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

" ایہام (۱) بلاشبہ عربی لفظ ہے۔ فن بدیع کی شاید سبھی کتابوں میں " صنعت ایہام " کا ذکر موجود ہے اور اس سلسلہ میں لفظ ایہام کے لغوی معنی بھی پہنائے گئے ہیں۔ ان کتابوں میں فارسی کی سب سے قدیم کتاب رشید وطواط کی حدائق السحر فی دقائق الشعر ہے جس کی تصنیف

کو تقریباً سوا آٹھ سو برس گزر چکے ہیں۔ اس میں ایہام کے معنی "بہ گمان افگندن" لکھے گئے ہیں اس کے بعد شمس قیس رازی کی کتاب المعجم فی معاییر اشعار العجم ہے۔ بدیع کی بعض دوسری مستند کتابوں میں مثلاً مجمع الصنائع مصنفہ نظام الدین احمد۔ حدائق البلاغہ مصنفہ شمس الدین فقیر اور مختصر البدائع مؤلفہ رجب علی امانی میں بھی ایہام کے صرف اصطلاحی معنے بتائے گئے ہیں۔ فخری بن امیری نے صنائع الحسن میں ایہام کے لغوی معنی بھی بتائے ہیں اور وہ ہیں "بگمان و وہم انداختن"

"ایہام گوئی کے رواج کی دو وجہ قابل غور ہیں ایک یہ کہ ہر ایسے دور میں جب محفل نشاط گرم ہو اور عیش و مستی کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہو الفاظ کے پہلو دار استعمال کی طرف ذہن منتقل ہونے لگتا ہے۔ اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں ایک اس وجہ سے کہ عشق و عاشقی داخلی جذبہ کے ساتھ ساتھ ایک اجتماعی عیش و نشاط کا موضوع بن جاتی ہے اور کلبۂ احزان کے بجائے میلے ٹھیلوں، مجلسوں اور محفلوں میں بھی زیر بحث آتی ہے اور عشق کا بیان رمز و کنائے میں مزا دیتا ہے اور اسی لئے پہلو دار الفاظ کا استعمال لامحالہ زیادہ ہونے لگتا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ ایسے دور میں جب محفلیں آباد ہوں اور اجتماعی زندگی کا راگ رنگ ہر طرف بکھرا ہوا ہو ضلع جگت اور ذومعنی الفاظ سے پھبتی کنایہ اور بدیہہ گوئی میں لطف پیدا ہو جاتا ہے۔

ایک اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ریختہ گو شعرا کو اس دور میں خصوصیت کے ساتھ اپنی وسعت داماں کا احساس ہوا ہوگا۔ ایک طرف تو وہ عربی اور فارسی کے الفاظ اور تراکیب مضامین اور تلمیحات کو بے محابا استعمال کر سکتے تھے۔ دوسری طرف کھڑی بولی اور

عام بول چال کے الفاظ اور ہندی افعال نہ اسما ان کے اپنے تھے۔ بول چال کے محاورے اور بات چیت کے موڑ پھیر اور نئے نئے پہلو بھی پیدا ہو رہے تھے۔ اس لئے لفظ اور محاورے کی حیثیت ہشت پہلو نگینہ کی سی ہو رہی تھی۔ جس سے مختلف کام لئے جا سکتے تھے۔ ان الفاظ و تراکیب کی نوعیت کو متعین کرنے اور ان کو واضح شکل میں ڈھالنے کا کام ایہام گو شعرا کے ہاتھوں شروع ہوا۔

ایہام گوئی کے خلاف مشاہیر کے اقوال کثرت سے ملتے ہیں "نکات الشعرا" میں میر نے احسن اللہ کے بارے میں لکھا ہے ؎۔

"....طبعش بسیار مسائل بہ ایہام بود ازیں جہت شعر او بے رتبہ ماند"....[۱]

میر حسن نے اپنے تذکرے میں نسبتاً زیادہ متوازن رائے دی ہے اور اسد یار خاں انسان کے ذکر میں لکھا ہے:

"باید دانست کہ سخن سنجان آں زمان در پئے صنعت ایہام بودند و تلاش لفظ تازہ می نمودند چوں طرز تازہ بود خوش می آمد لیکن اکثرے ازیں بحر گوہر شہوار بر دند و بعضے بہ سبب تلاش لفظ حذف ریزہ بہ کف آوردند چارو ناچار یادگار قلمی می نماید۔ معذور باید داشت"[۲]

قائم نے اپنے تذکرے میں ایہام گوئی کے خلاف زیادہ سخت الفاظ استعمال کئے اور لکھا:

"این ستم کہ شاعران ابتدائی زمانہ محمد شاہ بہ اعتقاد خود تلاش الفاظ تازہ و ایہام نمودہ شعر را از مرتبۂ بلاغت انداختند تا بہ معنی چہ رسد

---

[۱] نکات الشعرا۔ ص ۲۷۔ [۲] میر حسن۔ تذکرہ ص ۴۴

غرض ناگفتہ بہ" [1]

اس کے علاوہ شعرا میں حاتم نے ایہام کی مخالفت میں یہ اعلان کیا:

کہتا ہے صاف و شستہ سخن بس کہ بے تلاش
حاتم کو اس سبب نہیں ایہام پر نگاہ

سوداؔ نے ایہام گوئی سے مکمل برأت کا اظہار کیا:

یک رنگ ہوں آتی نہیں خوش مجھ کو دو رنگی
منکر سخن و شعر میں ایہام کا ہوں میں

اور ایہام گو شعرا کی روش پر سخت طنز کی ہے، ان کا مذاق اڑایا ہے۔

اس میں شک نہیں، کہ ایہام گوئی نے مجموعی طور پر شعریت اور تغزل کو مجروح کیا۔ شاعری کی بے ساختگی اور جذبات نگاری کے راستے میں جب صنعت گری اور آراستگی حائل ہو جاتی ہے تو اس کی تاثیر اور لطافت میں کمی آجاتی ہے۔ ذہن جذبے اور احساس کے بجائے الفاظ کے در و بست میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

ایہام گو شعرا نے الفاظ کی پیکر تراشی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ ایک لفظ کی معنوی حیثیت میں کتنا متنوع ہو سکتا ہے اور بیک وقت کتنے مفہوم ادا کر سکتا ہے محاورہ کا جزو بن کر کس طرح اس میں معنوی تبدیلی آجاتی ہے الفاظ کس طرح دوسرے الفاظ سے مربوط ہو کر اپنے معنی تبدیل کر سکتے ہیں۔ ان لطیف نکات کی طرف جس طرح ایہام گو شعرا نے توجہ کی اس سے قبل نہیں کی گئی تھی۔ ایہام گو شاعر کے نزدیک

---

[1] مخزن نکات

لفظ گنجینۂ معنی کے طلسم کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس سے مختلف آوازیں اور مختلف نفسیے پیدا ہوتے ہیں۔ لفظیات کا یہ نیا ادراک زبان اور ادب کے ابتدائی دور میں خدمت کی حیثیت رکھتا ہے۔

بعض جگہ ایہام صرف الفاظ کی ظاہری شکل وصورت اور املا کی مدد سے پیدا ہو گیا ہے۔ مثلاً

نازک پنے پہ اپنے کرتے ہو تم غروری
موسی کمر سے اپنی فرعون ہو رہے ہو (آبرو)

ربط الفاظ اور ترتیب کلام سے بھی ایہام پیدا کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں اس دور کے شعرا نے مختلف ترکیبیں استعمال کی ہیں کہیں ترتیب کلام کسی ایک لفظ کے مناسبات سے عبارت ہے کسی ایک شئے یا تصور کو کسی چیز سے تشبیہہ دی گئی ہے اور پھر اس تشبیہہ کی مناسبت سے پوری تصویر مرتب کی گئی ہے، کبھی ترتیب کلام کے لحاظ سے معنی میں تبدیلی کر دی گئی ہے

خدا وندا اٹھا دے درمیاں سیں ہجر کے پردے
ہمارے دام میں صیاد کو یا یا ہمیں پردے (آبرو)

گور کا زور مت پکڑ کافر
موت کے سیل میں گیا بہرام (آبرو)

ہر کسی کو کیا ہے زر نے رام
نام کیوں کر نہ ہو ٹکوں کا دام (آبرو)

دیکھ وہ دست نازنیں دن رات
رشک سیں جل کنول کہے ہیہات

ہنس ہاتھ کو پکڑنا کیا سحر ہے پیارے
پھونکا ہے تم نے منتر گویا کہ ہم کو چھو کر

رعایت لفظی اور استعارہ در استعارہ کی مثالیں۔

موئی انکھیاں بنا کر دانہ ہائے اشک کی تسبیح
فجر ہر تہ بکھیتی ہیں تجھ درس کے استخارے کون (آبرو)

فرہاد کا دل کوہ کو مے کا بھرا پیالا ہوا
مستی سے اس کے شوق کی ہر سنگ متوالا ہوا
تم یوں سیہ چشم اے سجن مکھڑے کے جھمکے سے ہوئے
خورشید نے گرمی کری تب تو ہرن کالا ہوا

عالم آز سیں آساں نہیں اے شیخ کنار
خوف سیں غرق کے اس بحر ہے کشتی ہیں سوار (آبرو)

صائب کے طرز میں ایک مصرعے میں دعویٰ اور دوسرے مصرع میں حسن تعلیل سے اس دعوے کا ثبوت پیش کرنے کا انداز بھی اس دور کی ایہام گوئی کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔

نہ ہووے کام دل کا کیوں نہ حاصل عجز و خواری سیں

کہ دانا ہو ہے سبز افتادگی سیں خاکساری سیں (آبرو)

اسی کے ساتھ ساتھ ایہام گوئی کی ایک اور تاریخی خدمت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایہام اور رعایت لفظی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس دور کی شاعری یعنی تاریخی تلمیحات۔ سماجی حوالے۔ لباس۔ میلے ٹھیلے۔ نشست و برخاست عام گفتگو کے انداز۔ محاورے۔ عام روایتیں اور اصطلاحیں نظم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں تو تاریخی اور معاشرتی اصطلاحیں اور جھلکیاں بعد کے دوسرے شعرا کے کلام میں بھی ملتی ہیں لیکن یہاں فرق یہ ہے کہ ایہام گوئی کی بدولت یہ حوالے اپنے دوسرے متعلقات اور مناسبات کے ساتھ آئے ہیں اور اسی لئے زیادہ واضح ہو گئے ہیں۔

ایہام گوئی کو "ستم" کہنا بڑی حد تک مناسب ہے یہ بات بھی بالکل بجا ہے کہ ایہام گوئی کا حد سے تجاوز کرنا گویا شعریت۔ تغزل اور کیفیت کے لئے سم قاتل کا اثر رکھتا تھا۔ لیکن ایہام گو شعرا کی خدمات کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ ایہام گوئی صرف طرز سخن نہیں تھا بلکہ اس نے الفاظ کے در و بست کا سلیقہ سکھایا۔ ان کی معنوی نزاکتوں کی طرف توجہ مبذول کرائی اور ان کے لطیف امتیازات کو برتنے کا ہنر سکھایا۔ ربط کلام، ترتیب الفاظ اور صنعت گری کے اسلوب قائم کئے۔

لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ آبرو کے ہاں ایسے اشعار کی کثیر تعداد ہے جن میں ایہام گوئی کی رعایت کے باوجود شعریت اور بے ساختگی موجود ہے مثلاً

پھرتے تھے دشت دشت دِوانے کدھر گئے

وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

مجھے ان کہنہ افلاکوں میں رہنا خوش نہیں آتا
بنایا اپنے دل کا ہم نے اور ہی ایک نو محلا

کرنے تو ہو تغافل پر حال آبرو کا
دیکھو تو تم پیارے بے اختیار رو دو

باگیں لئے چلو ٹک گھوڑوں کی ترک زادو
پہنچے ہیں ہم پیارے تم پاس لگ دوادو

جلوہ حسن کو دلدار کے گلزار کہو
شوق کو دل کے ترے مستی سرشار کہو

مرتا ہوں مرے حال پہ یارو نظر کرو
ٹک جا خدا کے واسطے اوس کو خبر کرو
اے نالہ ہائے شوق اگر تم میں درد ہے
اس دفا کے دل نے جاکر اثر کرو

جدائی کے زمانے کی سجن کیا زیادتی کہیے
کہ اوس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گذری سو جگ بیتا

کوئل نے آ کے کوک سنائی بسنت رت
بورائے خاص و عام کہ آئی بسنت رت
ٹیسو کے پھول دشنۂ خونین ہوئے اسے
برہن کے جی کے تئیں ہے کسائی بسنت رت

ٹک واسطے خدا کے مرا عجز جا کہو
بے کس کہو غریب کہو خاک پا کہو

وصل کے گھر میں خودی کے ساتھ نہیں پانے کا راہ
آپ سیں اولاً خالی ہو تب یوسف کو چاہ

ولی کی بات سن کرتا ہوں تسلیم
کہ راضی ہوں تری جس میں رضا ہے

وہی رشتہ کہ دانایان کو ہے اسلام کی تسبیح
وہی رشتہ کے من کفر کے زنار ہوتا ہے

جس قدر کرتے ہیں خرچ اخلاص کم ہوتا نہیں
آبرو گنج رواں ہے جگ میں تا آل دوستی

کہا جس کام میں ہوتیں ہیں محکم گاڑ پاؤں اپنا
مجھے واعظ کی سب باتوں میں یہ بات استوار آئی

ان اشعار سے جو شعور پیدا ہوتا ہے وہ ایک کھلے دل کے سادہ مزاج اور تصنع سے ناآشنا ایک ایسے شخص کا تصور ہے جو نہ داخلیت میں گرفتار ہے اور عین فلسفیانہ ذہن رکھتا ہے۔ وہ زندگی کی موٹی موٹی سچائیوں اور خوبیوں کے گن گاتا ہے۔ اس کے ہاں خلوص اور خاکساری کی قدر ہے وہ کمینگی اور دوسروں کے خلاف سازش کرنے سے نفرت ہے۔ دوستی اور دل کو ہاتھ میں لینا عبادت ہے اور جو ایثار۔ قربانی۔ رضا برضا ہونے اور استقلال کا بندہ ہے۔ یہ قدریں زندگی کی گہری بصیرت کی غماز نہیں لیکن ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ ان شعراء کا رشتہ اجتماعی زندگی کی اقدار سے بڑا گہرا تھا اور وہ اصول و ضوابط کے قائل تھے جو انسانوں کے درمیان شریفانہ برتاؤ اور باہمی میل ملاپ کے نقطۂ نظر سے ضروری تھے وہ زندگی کی گہری فلسفیانہ حقیقتوں سے نہ پہنچے ہوں مگر عملی زندگی کی عام سچائیوں تک ان کی دسترس ضرور تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ آبرو کا شمار ان قدما میں ہے جو نیچرل شاعری سے قریب ہوتے ہیں گو ان کی شاعری کو قبولیت کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ آبرو ایہام گوئی کے باوجود بھولے بھالے شاعر ہیں ان کے ہاں جذبات کا کھلا ڈلا بیان ہے، عشق و محبت، وصل و اختلاط کی جھلکیاں، بے تکلف صحبتوں کے تذکرے، خوش لباسی کے چرچے، زمانے کی بے وفائی اور کساد بازاری سے جی کا کڑھنا غرض جو ہے بڑے ہی بے حجابا اور بھولے بھالے انداز میں بیان ہوا ہے۔ آبرو کا لب و لہجہ ایک ایسے انسان کا لب و لہجہ ہے جس کی شخصیت کھلی ہوئی کتاب ہے جہاں سے چاہو پڑھ لو اور جس کی ذات

اور سماج کے گرد کوئی دیوار نہیں ہے وہ اپنے دور کے مذاق اور آہنگ سے اس قدر ل جل گیا ہے کہ دونوں کو الگ الگ پہنچاننا دشوار ہے اس کی رندی اور عشق بازی اس کی سرمستی اور والہانہ پن سب میں وہ معصومانہ ادا ہے جو گناہ کو بھی پاکیزہ بنا دیتی ہے۔

آبرو کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ایہام گوئی کے باوجود وہ تلازمۂ خیال کی مختلف منازل سے گزرتے ہیں ان کی ایہام گوئی ناسخ کی طرح سپاٹ رعایت لفظی نہیں ہے بلکہ الفاظ کی ترتیب اور آہنگ سے معنویت کی ایک سے زیادہ لہریں ابھرتی ہیں وہ کلیدی الفاظ سے اس ہنرمندی سے کھیلتے ہیں کہ ان کے باہمی ربط، صوتی آہنگ اور طرز املا، معنی اور فضا کے مختلف اور متنوع Pattern بناتے گزر جاتے ہیں مرغول اور پیچ میں جو ربط ہے وہ ظاہر ہے غول بیابانی کا راہ میں ملنا اور مسافروں کو بہکانا بھی عام عقیدہ رہا ہے۔

اب اس شعر کو ملاحظہ کیجئے، پڑھنے والے کا ذہن پیچ کی رعایت سے پہلے مرغول کی طرف جاتا ہے لیکن آبرو مرغول کو دو ٹکڑے کر کے اس سے دوسرا مفہوم حاصل کرتے ہیں۔

بلا ہے راہ بہکانے کوں یہ زلف
گیا ہے پیچ اس کے دیکھ مرغول

آبرو کے کلام کی اس اعتبار سے محض تاریخی اہمیت ہی نہیں ادبی اہمیت بھی ہے اس میں ہماری شاعری نے ایک بانکا ترچھا انداز بیان بھی سیکھا ہے جو شعریت سے یکسر عاری نہیں ہے اس میں ایک انوکھی کیفیت ہے۔ اس کی صناعی بھی محض نقلی اور جعلی

نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اس شعر کا موازنہ ناسخ کے کسی شعر سے کر دیکھئے۔

بہار بیچ جو بن مے رہے سو مورکھ ہے

پئے شراب کا پیالا نہی ہے مست والا

اس شعر میں سبھی رعایتیں موجود ہیں متوالا، شراب کا پیالا۔ بہار۔ سب کچھ ہے پھر مست والا اور متوالا میں صنعت ایہام بھی ظاہر ہے۔ مگر اس تمام دروبست کے باوجود یہ شعر کیفیت سے خالی نہیں۔ اسی طرح انداز بیان اور ربط کلام کے کئی انوکھے اسالیب آبرو کے کلام میں بکھرے ہوئے ہیں۔

دراصل آبرو صرف ایک مخصوص طرز بیان کا نہیں بلکہ ایک شخصیت، ایک دور اور ایک مزاج کا نام ہے اور اس شخصیت، اس دور اور اس مزاج کا اپنا ایک نشہ ہے اس میں عظمت نہیں مزا ضرور ہے، بالیدگی نہ سہی چاشنی ضرور ہے۔

لسانی اہمیت

آبرو کے کلام کی لسانی اہمیت پر زیادہ تفصیلی بحث کی ضرورت ہے اور اس کی گنجایش اس مختصر سے دیباچے میں نہیں ہے۔ علاوہ بریں مستند ماہرین لسانیات کی موجودگی میں میرے لئے اس بارے میں کچھ کہنا مناسب بھی نہیں ہے۔ یہاں صرف کلام آبرو کی چند لسانی خصوصیات کی نشان دہی کی جا رہی ہے۔ ان سے نتائج نکالنے یا ان کا تفصیلی تجزیہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے

۱۔ صرف و نحو سے متعلق

(۱) 'نے' جگہ جگہ حذف کر دیا گیا ہے مثلاً جن نے تجھ کو سنوارا ہے
کی جگہ جن تجھ کو سنوارا ہے

(۲) 'کر' حذف کر دیا گیا مثلاً بجھ بجھ کر کے بجائے بجھ بجھ

(۳) 'و' کا اضافہ مختلف الفاظ میں موجود ہے مثلاً لہو کی جگہ لوہو۔
گھی کی جگہ گھیو - آزمانا کی جگہ آزماؤ
سونا کی جگہ سوونا
جینا کی جگہ جیونا

(۴) 'ی' کا اضافہ بھی جگہ جگہ کیا گیا ہے۔ مثلاً پھر کی جگہ پھیر۔ دکھاؤ

کی جگہ دیکھاؤ۔

(۵) کئی الفاظ میں ی یا ے کو حذف بھی کیا گیا ہے مثلاً لے جانا کی جگہ لجانا

(۶) 'ئیں' کی جگہ صرف 'ن' لکھا گیا ہے مثلاً کدھر جائیں کی جگہ کدھر جان۔ یا مرجائیں کی مرجاں۔

(۷) آخر میں الف کی آواز دبائی گئی ہے اور کبھی کبھی اس کو حذف کر دیا گیا ہے مثلاً چاہیئے کی چھیئے۔

(۸) 'ن' کا اضافہ بھی جگہ جگہ کیا گیا ہے مثلاً کرنا کو کرناں لکھا گیا ہے جیسے کو جیسیں لکھا گیا ہے۔

(۹) کیجیے کی بجائے کرہیئے اور جئے کی جیئیے استعمال ہوا ہے

(۱۰) 'کھیلتے تھے' کے بجائے 'کھیلن تے' بھی استعمال ہوا ہے مگر اس کی مثالیں کم ہیں

(۱۱) 'ہوتے ہیں' یا 'ہوتا ہے' کی جگہ 'ہوہے' استعمال کیا گیا ہے،

(۱۲) کئی جگہ الف کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ کہیں کہیں پیار کے لئے کبھی ضرورت شعری کے لئے کبھی ایہام کی ضرورت سے الف کا اضافہ کیا گیا ہے مثلاً میت کی میتا، وار کی وارا۔

(۱۳) فارسی محاورات کا ترجمہ کر کے نئے افعال تراشے گئے ہیں۔ مثلاً خوش انا۔ زاری کرنا۔ یاری کرنا۔ زور پکڑنا۔ سر بہ ہونا۔ حرف لا۔ حال آنا بمعنی جلد آنا۔ خوش نہ آنا۔ گرم ملنا۔ دریا کشتی کرنا۔

(۱۴) فارسی اور ہندی الفاظ کو ملا کر متعدد تراکیب آبرو کے ہاں

ملتی ہیں وہ ہندی اور فارسی الفاظ کے درمیان اضافت کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ مثلاً کحل نیں۔ خوش نیں وغیرہ

۱۵۔ بعض اسما اور افعال صفات وغیرہ سے آبرو نے خود بنا لئے ہیں مثلاً نازک سے نازک پنا۔ منکر سے منکر پنا۔ غرور سے غروری کرنا۔ کافر سے کافری کرنا۔

۲۔ تلفظ

(۱) جنگل کو ہر جگہ نون غنہ کے ساتھ باندھا ہے۔ غزل کا ہم قافیہ ہوگیا ہے۔ اسی طرح انگارا میں بھی اعلان نون کے بجائے اخفائے نون ہے اسی طرح خنجر۔ ننگی میں ہے

(۲) انکھیاں ہر جگہ گو اسی طرح لکھا ہے مگر شعر میں بعض جگہ اس کا تلفظ "ے" کے بغیر کیا گیا ہے۔ اور "ے" کو حذف نہ کیا جائے تو شعر ساقط الوزن ہو جاتا ہے۔

(۳) اول میں تشدید حذف کر دی

(۴) نہیں کو نیں بحذف "ہ" تلفظ کیا گیا ہے

(۵) ترک کو تُرُک باندھا گیا ہے

(۶) الف ممدودہ کے مد کو ساکت کر دیا گیا ہے مثلاً آزمانا کی ازمانا

۳۔ ہندی اثرات

(۱) ہندو تلمیحات اور اصطلاحات کثرت سے ملتی ہیں۔ مثلاً کشن جی،

کبجا ۔ کنھیا ۔ سبایا ۔ گیتا

(۲) ٹھیٹھ ہندی جو ہندی شاعری میں رائج تھے استعمال ہوئے ہیں مثلاً مرم ۔ سنمکھ ۔ برن ۔ جوت ۔ درسن پنتھ ۔ پرگھٹ ۔ دیہ ۔ آسن ۔ برہ ۔ بیورا ۔ برکھا ۔ گیان ۔ اگن ۔ بیتھا ۔ بیتھن ۔ لٹکا ۔ سوہا ۔ برہن ۔ لبن ۔ سادھنا ۔ سدھی ۔ بدھ ۔ سگھڑ ۔ دھمال ۔ سالنا ۔ بجر سل ۔ ادھوت ۔ رکت چندن

(۳) ان کے اضافہ سے بہت سی منفی صفات بنائی گئی ہیں ۔ مثلاً انمنا ۔ ان ملا

(۴) 'ل' کو 'ر' سے بدل دیا گیا ہے مثلاً بہن کو بہر ۔ جل کو جر لکھا ہے ۔

(۵) یہ کو 'یہ' اور وہ کو 'وہ' لکھا ہے ۔

(۶) کھیلتے تھے کی جگہ کھیلن تھے بھی استعمال ہوا ہے

(۷) تم نے کی 'تمنا' استعمال کیا ہے ۔

۴ ۔ پنجابی مماثلت:

(۱) زیادہ 'ڑ' کو 'ڈ' سے بدل دیا گیا ہے ۔ بڑھا کو بڈھا ۔ کاڑھا کو کاڈھا ۔

(۲) جمع بنانے میں 'اں' کا استعمال کرتے ہیں مثلاً یار سے یاراں بھوں سے بھواں لیکن 'وں' کے اضافے سے بھی جمع بنائی گئی ہے مثلاً فلک کی جمع الجمع افلاکوں بنائی ہے ۔

(۳) 'ھ' کا استعمال زیادہ ہے مثلاً جھوٹ کو جھوٹھ ۔ آپ ہی کو اپھی ۔ تڑپنا کو تڑپھنا ۔ اور کئی الفاظ میں 'ھ' بعد میں آنے کی بجائے پہلے کردی گئی ہے ۔ مثلاً پڑھنا کی بجائے پھڑنا ۔ یا کھائیے کی جگہ کھئے (بہ حذف الف) اس کے برعکس مثلاً پہچانا کے بجائے پچھانا۔

(۴) نال کا لفظ بمعنی ساتھ استعمال ہوا ہے ۔

۵ ۔ دکنی اثرات

(۱) سے کی جگہ سیں ۔ سیتی کا استعمال ملتا ہے ۔

(۲) میں کی جگہ منے ۔ منیں کا استعمال کیا گیا ہے ۔ دو ایک جگہ 'دیں' کی جگہ 'دے' بھی لکھا ہے

(۳) اتنا کی جگہ ایتا ۔ ادھر ادھر کی جگہ ایدھر اودھر موجود ہے۔

(۴) 'کے تئیں' کا استعمال 'کو' کی جگہ پر ہوا ہے ۔

(۵) حرف تشبیہ کے طور پر 'کے جوں' کے الفاظ ہوئے ہیں ۔

(۶) اب تک کی جگہ اب لگ ۔ لیکن کی جگہ لیک ۔ جی کی جگہ جیو ۔ محبوب کے لئے بالم ۔ سجن ۔ سری جن ۔ پیا ۔ من ہرن کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔

(۷) آنسو کی جگہ انجھو ۔ ذرا کی جگہ نپٹ ۔ ہر دن کی نس دن استعمال ہوا ہے ۔

(۸) 'کو' کی جگہ کوں اور سے کی جگہ بعض بعض مقامات سوں

بھی استعمال کیا ہے۔

(۹) افعال میں بھی وہی انداز کہیں کہیں مل جاتا ہے مثلاً بکا کی جگہ بکیا۔ پکا کی پکیا

(۱۰) جگہ کی جگہ جاگہ استعمال ہوا ہے۔

(۱۱) وہی کی جگہ 'سوئی' اور 'ووئی' (سوہی اور وہی) استعمال ہوتے ہیں۔

۶۔ بعض دیگر خصوصیات:

(۱) گو آبرو کی زندگی کا کوئی حصہ پورب میں نہیں گزرا مگر پوربی کا لفظ 'بورنا' بمعنی ڈبونا انھوں نے استعمال کیا ہے۔ اسی طرح بیکن کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

(۲) متعدد الفاظ ایسے ملتے ہیں جو آج بھی مغربی یو۔پی کے اضلاع میں صرف بول چال کی زبان ہی میں مستعمل ہیں مثلاً اٹم بمعنی انبار۔ نخصمیں (جو کسی شوہر کی ہو کر نہ رہ سکتی ہو)۔ لہنا۔ تڑپھڑانا۔ جھکجھورے جھیلنا کھٹک ہوتا

(۳) سودا کی طرح آبرو نے یت کے اضافے سے بنائے ہوئے بہت سے اسما اور صفات استعمال کئے ہیں مثلاً بانکپن سے بانکیت پٹنا سے پٹیت

(۴) آبرو نے غنڈہ کو ہر جگہ خندہ۔ رذالے کو رجالا لکھا ہے

اور شید بازی کا لفظ مکر و فریب کے لئے استعمال کیا ہے

(۵) بعض حروف کا املا تلفظ کے مطابق تھا۔ شلا تسبیح کو تسبی لکھتے تھے۔ وہی شکل آبرو کے کلام میں بھی موجود ہے

اس مختصر سے جائزے سے اندازہ ہوگا کہ آبرو کے زمانہ میں اردو زبردست لسانی انقلاب سے گذر رہی تھی۔ آبرو کے دیکھتے دیکھتے زبان کی شکل کچھ کی کچھ ہوگئی۔ ان تبدیلیوں کی تیز رفتاری کا اندازہ خود ان کے کلام سے کیا جا سکتا ہے۔

کلیات آبرو کے مخطوطات

کلیات آبرو کے پانچ مخطوطات کے بارے میں اطلاعات پہنچ سکی ہیں۔

مخطوط فورٹ ولیم کلکتہ۔

مخطوطہ وسینہ۔

مخطوط رام پور

مخطوط کراچی

مخطوط کیمبرج

مخطوط پٹیالہ

مخطوطہ فورٹ ولیم کلکتہ اب ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانے میں ہے اس مخطوطہ کے آخر میں یہ ترقیمہ ہے۔

"تمت بالخیر بعون ملک الوقت بتاریخ ہشت ہفدہم شہر ذی الحجہ روز جمعہ بوقت سہہری جلوس سیمنت شاہ عالم

بادشاہ غازی تحریر یافت "۔

اس نسخہ میں مخطوطہ پٹیالہ کے مقابلے میں مندرجہ ذیل کلام زائد ہے:

(الف) مستزاد

(۱) آنکھوں نے تری دل کو مرے قتل کیا ہے — بانکی نظراں نیں
(۲) عاشق کو کہو رنگ زرد سو کیوں کر — اس طور کو دیکھے
(۳) زردار سیں ملتے ہیں یہ طور ترا ہے — اب سیم براں ہیں
(۴) کیوں بھولتا ہے حسن پہ اے تو . . . — اے نازک کمر
مانگوں ہوں دعا ملنے کو تری — اے نازک کمری
لیایا ہوں مجھ پاس یہ روروکو رہا — کر علاج بیماری
لاگی تھی برہ ایک کلیجے میں اچانک — سن بات ہماری
ہوتا نہیں ہمدردی کوں ایسا ہی معشوق — سن تو مایہ خوبی
جپتا ہوں دن اور رات خدا کو — کر فکر مقرر
جلایا دل کو عاشق نے مکر سے — لگا دھوکے کو ٹھٹھ
چلتا ہے عجب چال ہمارا — اے . . . سورا

(ب) ترجیع بند

کہاں ہے کہو آج وہ خوش نین

(ج) قطعہ

میں نے چاہا تھا ترے عشق میں ہو کر مجنوں

(د) مخمسات

(۱) دیوانہ اسیر سلاسل کہا کرو
(۲) تری کاکل مرے دل کوں بلا ہے
(۳) کس کس طرح حیرت میں رہے
(۴) آنا نہیں کہتا ہے یوں فرصت کچھ کام ہے۔
(۵) او اے شوخ ستم گار کہاں جاتا ہے۔
(۶) یہ بے رحمی کہو صیاد نے کن نے سکھلا دی
(۷) اے شوخ کیوں سیکھی جادوگری
(۸) .. یا خام نرگش دل عاشق
(۹) اے درد ہجر کا تجھے کیا کروں میت
(۱۰) باتوں میں عندلیب قفس میں تو بوم ہو
(۱۱) ———— گردن زدنی
(۱۲) دریاؤ نہیں
(۱۳) نردار کہاں جاتا ہے

(۵)، رباعیات

نسخہ کلکتہ میں ۲۰ رباعیات ہیں اور فردیات کی تعداد ۲۹ ہے۔ مخطوطے کے اندر ایک اور ترقیمہ ہے جس میں تاریخ کتابت سنہ ۱۵ دی گئی ہے جو غالباً جلوس محمد شاہی کے سنہ کی ہے۔ ترقیمہ یہ ہے۔

"دیوان آبرو بتاریخ بیست و دویم ذی الحجہ سنہ ۱۵ بوقت سپہری تحریر یافت"

اس نسخہ کے شروع اوراق پہ عبارت درج ہے۔

کتاب دیوان آبرو بزبان ہندی واقعہ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۹ دیدہ شد

آخر میں فورٹ ولیم کالج کی مہر ہے جس میں ہندی بنگالی اور اردو میں "کتاب کالج فورٹ ولیم" لکھا ہوا ہے۔ شروع کے ایک ورق پر "دیوان آبرو بزبان ہندی" کے الفاظ لکھے ہیں اور نمبر ۴۵ اڑا ہوا ہے۔ انگریزی میں بھی دیوان آبرو لکھا ہے۔

یہ نسخہ نہایت غلط لکھا ہوا ہے۔ کاتب جاہل معلدم ہوتا ہے۔ اس نے مصرعوں کو مسخ کر دیا ہے اور بعضے مصرعوں کو حلط ملط کر دیا ہے۔ بعض میں ایسے اضافے کر دیئے ہیں جن سے اصل متن تک پہنچنا ناممکن ہو گیا ہے۔ دیوان آبرو سب سے زیادہ غلط مخطوطہ یہی ہے۔

(و) مثنویات

(۱) ہے سزاوار ثنا وہ باکمال ۔ طویل مثنوی

(۲) جن نیں پیدا کیا ہے خاص و عام

(۳) اسے سیں ذات اور صفات ہیں

(۴) مثنوی در موعظہ آرائش معشوق

(ز) مرثیہ

افسوس ہے کہ آج رسول خدا کے تئیں

(ح) پہیلیاں دو

مخطوطۂ دسبینہ اور مخطوطۂ کیمبرج کی نقول کے لئے میں پروفیسر مسعود حسین خاں صاحب صدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کا ممنون ہوں مخطوطۂ دسبینہ اب خدابخش لائبریری پٹنہ کی ملکیت ہے ۔ اس کا عکس مجھے لائبریری کے توسط سے بھی سے حاصل ہوا ۔ ان مخطوطات میں کلکتہ اور پٹیالہ کے مخطوطات کے متن پر اضافہ نہیں کیا گیا ہے ۔ مخطوطۂ کراچی جو پہلے ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی ذاتی ملکیت تھا اور اب انجمن ترقی اردو پاکستان کے کتب خانہ میں ہے دستیاب نہیں ہوسکا ۔

نسخۂ پٹیالہ نہایت صاف اور صحیح لکھا ہوا ہے ۔ آخر میں جو ترقیمہ ہے

وہ درج ذیل ہے۔

"تمت تمام شد دیوان محمد مبارک آبرو بتاریخ بلیست ودوم
شہر شعبان المبارک سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہ غازی مطابق
سنہ ۱۱۴۹ھ ہجری المبارک المیمونہ"

پہلے صفحہ پر کاتب نے غالباً مشق کے طور پر بعض مصرعے نقل کر دیئے ہیں۔

عشق کے اثبات کو عاشق خار ہے
تب تو یوں سنتا ہے ان سب واعظوں کے قال و قیل
عشق ہے اختیار کا دشمن

ایک طرف نمبر ۶۳ لکھا ہے اور اس کے نیچے اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عیعہ) اس طرح لکھی ہے۔ دوسری طرف مثل دیوان نیچے دیوان آبرو اسم حمیدہ لکھا ہے۔ تمام مطلع سرخ روشنائی سے ہیں اور مقطع میں تخلص سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ کاغذ عمدہ اور خاصہ موٹا ہے۔ یہ نسخہ اب سنٹرل لائبریری پٹیالہ کی ملکیت ہے اور رجسٹر میں اس کا اندراج نمبر ۱۶۰۲ پر ہے۔ یہ مخطوطہ پہلے کپور تھلہ کی ملکیت تھا۔

اس مخطوطے میں زیادہ غزلیات ہیں ان کی مثنویات وغیرہ بھی اس میں شامل نہیں ہیں۔ زیر نظر دیوان نسخہ پٹیالہ پر مبنی ہے۔ اس میں بعض اوراق ردیف الف کے اور ردیف ت سے ردیف خ تک کے غائب ہیں۔

نسخۂ رامپور بھی نہایت صاف روشن اور خوشخط لکھا ہوا ہے۔ اس نسخے میں ایک غزل کے اوپر لکھا ہوا ہے:۔

"غزل کہ آخر وقت گفتید بعد ازیں ہیچ شعرے نگفتید"

غزل کا پہلا مصرع یہ ہے:۔

خداوندا اٹھا دے درمیاں سوں ہجر کے پردے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ آبرو کے انتقال کے بعد لکھا گیا غزل میں ایسے اشعار موجود ہیں جن سے یہ قیاس صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ یہ غزل آخر وقت میں کہی گئی ہو۔ لیکن اس میں کلکتہ اور پٹیالہ کے مخطوطات کے فراہم کردہ متنوں پر بہت کم اضافہ کیا گیا ہے۔

نسخۂ پٹیالہ کا متن پیش خدمت ہے۔ دیگر مخطوطات سے مقابلہ اور موازنہ کرنے پر اس متن میں تقریباً ۲۵ غزلوں، چند مراثی اور مستزاد ترجیع بند مثنویات اور کوئی پینتیس ۳۵ چالیس فردیات کا اضافہ ممکن ہے۔ یہ کلیات آبرو کی ترتیب کے وقت ممکن ہوگا۔

دیوان آبرو کا یہ متن جو نسخۂ پٹیالہ پر مبنی ہے۔ اس امید پر پیش کیا جا رہا ہے کہ اس سے اردو زبان اور شاعری کے ابتدائی دور کے بارے میں نئی معلومات حاصل ہوں گی اور تاریخ ادب کے بعض نئے گوشے نظر کے سامنے آئیں گے۔

آخر میں ایک بار پھر میں ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب

کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی اعانت اور تعاون سے یہ کام سر انجام پایا اور جن کی نوازش اور عنایات کا اثر لازوال ہے۔

محمد حسن

ریڈر
شعبۂ اردو
دہلی یونیورسٹی

مختصر کتابیات

۱۔ اورنٹیل کالج میگزین لاہور ۔ شمارہ ۱۹۶۰ ۔
آبرو پر جناب کلب علی خاں صاحب فائق کا مقالہ
۲۔ رسالہ معاصر پٹنہ ۔ شمارہ ۱۹۵۱ء
واسوخت آبرو پر پروفیسر مسعود حسن رضوی کا مضمون
معہ حواشی قاضی عبدالودود
۳۔ دیوان زادہ شاہ حاتم مخطوطہ رام پور
۴۔ سرگذشت حاتم مرتبہ قادری محی الدین زور
۵۔ فائز دہلوی ، شمالی ہند کا پہلا صاحب دیوان شاعر
مرتبہ پرفیسر مسعود حسن رضوی
۶۔ عبارستان ۔ قاضی عبدالودود
۷۔ قدیم اسد اردو : مرتبہ پروفیسر مسعود حسین خاں

کچھ املا کے متعلق

اس نسخے کی ترتیب میں املا کے سلسلے میں جن امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ان میں بعض کی صراحت ضروری ہے۔

(۱) عام طور پر اوس۔ اوٹھ۔ دوکھ۔ یا اس قسم کے دوسرے الفاظ میں جہاں 'و' موجودہ املے کے مطابق نہیں لکھا جاتے 'و' حذف کر دیا گیا ہے لیکن پٹیالے کے مخطوطے میں یہ تمام الفاظ 'و' کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

(۲) اصل مخطوطے میں پاؤں کو پانو، کنویں، کو کوے۔ پہنچا کو "پونچا" لکھا گیا ہے ان الفاظ کو بدل کر پاؤں۔ کنویں اور پہنچا کر دیا گیا ہے کہ وہ موجودہ املے کے قریب آجائیں۔

(۳) اصل مخطوطے میں چاہئے کو چہئے۔ کھائیے کو کہئے لکھا ہے اس قسم کے الفاظ کا املا چاہیئے۔ کھائیے کر دیا ہے۔

(۴) اصل مخطوطے میں 'پڑھنے کو پہڑبیے، پہچانا، کو، پچہانا، ہے اس قسم کے الفاظ کو بھی موجودہ املے کے مطابق کر دیا گیا ہے۔

(۵) تڑپ کو اصل مخطوطے میں تڑپہہ لکھا ہے۔ اس کو بھی اکثر جگہ موجودہ املے کے مطابق زیر نظر تالیف میں تڑپ لکھا گیا ہے۔

(۶) جہاں 'پے، اور 'یے، کا املا برقرار رکھنا ضروری نہ تھا وہاں 'پہ، اور 'یہ، کر دیا گیا ہے۔

(۷) باقی تمام حروف کا املا اصل مخطوطے کے مطابق قرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔
مثلاً سیں۔ نیں۔ گوں۔ سوں۔ کرناں (بمعنی کرنا) کی اصل شکل قایم رکھی ہے۔ اسی طرح وہ تمام الفاظ جن کو آج کل 'ہ' سے لکھا جاتا ہے مگر اصل مخطوطے میں 'ا' سے لکھے گئے تھے۔ قدیم املے کے مطابق لکھے گئے ہیں۔

(۸) اصل نسخے کے املے کی دوسری خصوصیات باقی رکھی گئی ہیں۔

ردیف الف

ہر مو زباں ہوا ہے ہمارا جدا جدا   کہتا ہوں ہر زباں سیں نس دن خدا خدا

(۱)

آیا ہے صبح نیند سوں اُٹھ رسمسا ہوا   جاما گلے میں رات کے پھولوں بسا ہوا
کم مت گنو یہ بخت سیاہوں کا رنگ زرد   سونا وہی جو ہووے کسوٹی کسا ہوا
انداز سیں زیادہ نپٹ ناز خوش نہیں   جو خال حد سیں زیادہ بڑھا سو مسا ہوا
قامت کا سب جگت منیں بالا ہوا ہے نام   قد اس قدر بلند تمہارا رسا ہوا
زاہد کے قدِ خم کوں مصور نیں جب لکھا   تب کلک ہاتھ بیچ جو تھا سو عصا ہوا
دل یوں ڈرے ہے زلف کا مارا وہ پھونک سیں   رسی سیں اژدہے کا ڈرے جوں ڈسا ہوا

اے آبروؔ اول سیں سمجھ پیچ عشق کا
پھر زلف سیں نکل نہ سکے دل پھنسا ہوا

(۲)

پلنگ کوں چھوڑ خالی گود سیں جب اُٹھ گیا میتا
چتر کاری لگی کھانے ہمن کوں گھر ہوا چیتا
بنائی بے نوائی کی جوں طرح سب سے چھڑے ہم نیں
تجھ اوروں کو لیا ہے ساتھ اپنے اک نہیں میتا

سرت کے تارا بجد ایک سر ہو ل کے سب بولے
کہ جس کوں گیان ہے اس جان کوں ہر مان ہے گیتا
جدائی کے زمانے کی سجن کیا زیادتی کہیئے
کہ اس ظلم کی جو ہم پر گھڑی گذری سو جگ بیتا
مقرر جب کہ جانبازوں ہیں اس کا ہو چکا مرنا
ہوا تب اس قدر خوش دل گویا عاشق نے جگ جیتا
لگا دل یار سیں تب اس کو کیا کام آبرو سیتی
کہ زخمی عشق کا پھر مانگ کر پانی نہیں پیتا

(۳)

بوسا لباں سیں دینے کہا کہہ کے پھر گیا
پیالا بھرا شراب کا افسوس گر گیا
مشکل ہے تیغ بھوں کے اشارے کا بوجھنا
پایا یہ بھید تب کہ جب عاشق کا سر گیا
پوچھا کہ پاس آؤں مجھے چاہتا ہے تو
ہم نیں کہا کہ آرے سجن تب تو چر گیا
دل چھوڑ کر کے زلف کوں تیری چلا تھا بھاگ
دورے میں خط کے آن پڑا پھیر گھر گیا
قول آبرو کا تھا کہ نہ جاؤں گا اس گلی
ہو کر کے بے قرار دیکھو آج پھر گیا

(۴)

چہرے نیں سرخ تیرے سارے جگت کو موہا
اے لال سر پہ تیرے یہ آج خوب سوہا
جب سیں مروڑ کھائی بل تب سیں پھر نہ نکلا
تیغ بھواں کی تیری تھا کس طرح کا لوہا

آگ اور روئی اکٹھی کرتی نہیں مناسب　　رکھتے ہو داغ دل پر میرے عبث یہ پھوہا

سینے سیں آبرو کے ہر دم کے ساتھ انجھو
نکلا ہے یوں کوئے سیں جو نکر بھرا ابروہا
(کنویں)

(۵)

رخسار کے گل اوپر شبنم ہے یہ پسینا　　یا لال پے جڑا ہے الماس کا نگینا
خجلت سوں تجھ نگہہ کی مے ہوگئی ہے پانی　　کہنا بجا ہوا ہے شیشے کوں آبگینا

(۶)

نہ چھوڑے گا پیارے جی کسی کا　　تمہارا ہنس کے یہ کہنا اجی کا
اگر دیکھے تمہاری زلف لے وس　　الٹ جاوے کلیجا ناگنی کا
عجب (اک) بان رکھتا ہے کسیلی　　کسوٹی کے برن یہ کنچنی کا
خجالت سیں ترے لب کے ہوئی غرق　　لقب پایا ہے شکر نیں تری کا
رہے ہے تیس دن مژگاں کے سنمکھ　　کلیجا آہنی ہے آرسی کا
رجالے بھی لگے اب مرد ہونے　　چماروں نیں کسب پکڑا نری کا
ٹھٹھک ہو دیریں پتھر ہوئے بت　　سخن سن کر تری کافر دلی کا
تری صورت کا جب سیں نقش دیکھا　　گیا رتبا نظر سیں گر پری کا
محبت دیکھ شاہ بوالحسن کی　　ہوا ہے غیر ہم کوں خارجی کا
سخن کے سروراں میں آبرو آج
نہیں شیریں زباں شاکر سری کا

(۷)

کماں ہوا ہے قد ابرو کے گوشہ گیروں کا
تباہ ہے حال تری زلف کے اسیروں کا
(لٹا) ڈھلے ہے جس پہ دل تس کا کیا ہے ظاہر اسم
وہی ہے وہ کہ جو مرجع ہے ان ضمیروں کا
ہر ایک سبز ہے ہندوستان کا معشوق
بجا ہے نام کہ بالم رکھا ہے کھیروں کا
مرید پیٹ کے کیوں نعرہ زن نہ ہوں ان کا
برا ہے حال کہ لاگا ہے زخم پیروں کا
برہ کی راہ میں جو کوئی گرا سو پھر نہ اٹھا
قدم پھرا نہیں یہاں آ کے دستگیروں کا
وہ اور شکل ہے کرتی ہے دل کوں (جو) تسخیر
عبث ہے شیخ ترا نقش یہ لکیروں کا
سیلی میں جوں لٹکا ہو آبرو یوں دل
سجن کی زلف میں لٹکا لیا فقیروں کا

(۸)

تعجب نہیں اگر نامرد خصی مرد پھر ہو جا
مگر جو عادتی ہو اس کے اچرج ہے اگر خو جا

وہ گل رو ماہ کے جیوں جب کبھی اس راہ ہو نکلے
دکھا کر جوت اپنی بیچ دل میں مہر کا بوجا

ہوئے ہیں اہل زر خواہان دولت خواب غفلت میں
جیسے سونا ہے یارو فرش پہ مخمل کے کہہ سو جا

ہمیں ہیں جو تغافل سیں سدا کے شاد رہتے ہیں
اگر اک دم نہ پاوے منہ تو پیاسے بوالہوس روجا

صنم سیں شوق میرے دل کا کچھ جانے کا نہیں ہرگز
اگر اے سنگ دل پیسو تو کب صندل سیتی بوجا

چلا تھا غیر کے جو ساتھ کھانے چھوڑ کر ہم کوں
تو پھر پانے کا نہیں کہہ آبرو سیں ہاتھ کوں دھوجا

(۹)

کیا قہر ہے پیارے منہ کا ترے مٹکنا
پھر قہر پر قیامت یہ زلف کا لٹکنا

جس گال پر صفا سیں نظریں نہیں ٹھہرتیں
اوس گال پر عجب ہے دل کا مرے اٹکنا

ابرو غلول تس میں تل کا رکھا غلولا (غلیلا)
مشکل ہے بوالہوس کا یہاں آ کے اب چھٹکنا

اسپند کر کے تجھ پہ ملاں کے تئیں جلیے
کیوں مارتا ہے پیارے رخسار پر چٹکنا

دامن کے چاک دو تو کرتے ہیں بے قراری
عاشق کے ہاتھ سیتی زور اوری جھٹکنا

مشتاق عذر خواہی نہیں آبرو تو کیا ہے
یوں روٹھ روٹھ چلنا چل چل کے پھر ٹھٹکنا

(۱۰)

جلتے ہیں اور ہم سیں جب مانگتے ہو پیالا — ہوتے ہیں داغ دل میں جوں جوں کہتے ہو لالا
بکسا ہے (؟) تمام ظالم تجھ چشم کا دنبالا — لاگا ہے اس کے دل میں دیکھا ہے جن نیں بھالا
اس شوخ سرو قد کوں ہم جانتے تھے بھولا — ل اوپری طرح سیں کیا دے گیا ہے بالا
اے سرد مہر تجھ سیں خوباں جہاں کے کانپے — خورشید تھرتھرایا اور ماہ دیکھ ہالا
جب سیں ترے ملایم گالوں (میں) دل دھنسا ہے — نرمی سوں دل ہوا ہے تب سوں روئی کا گالا
فوجاں سیتی بڑھ چلے جوں یکا کوئی سپاہی — یوں خال چھوٹ خط سیں مکھ پر رہے نرالا
کیوں کر پڑے نہ میرے گریے کا شور جگ میں — امڈا ہے مجھ نین سیں انجھواں کے ساتھ نالا
جوگی ہوا ہے نانا لالچ کا چھوڑتا نہیں — کہتا ہے سب کوں پایا جپتا پھرے ہے مالا
جھمکی دکھا نگہ کی دل چھین لے چلی ہیں — یہ کس تری انکھیوں کوں سکھلا دیا چھنالا

اشعار آبرو کے رشک گہر ہوئے ہیں
داغ سخن سیں اس کو لولو ہوا ہے لالا

(۱۱)

ہے ہمن کا پیام کوئی لے جا — کہ مجھے آ کے ٹک درس دے جا
بوالہوس کوں ہوا ہے تب سیں مغز — جب سیں تم نے اُسے بلا بھیجا
تم سوا ہم کوں اور جاگہ نہیں — اے سجن ہم سیں مت لڑو بیجا

آبرو چاہتا ہے (تو) مت اڑ
بوالہوس اس گلی سیں سن سجا (؟)

(۱۲)

مست ہے دل مدام تجھ لب کا — جام صہبا ہے نام تجھ لب کا
دل کوں غنچے سے کھول جب دیکھا — شوق پایا تمام تجھ لب کا
مہر لب ہا ہوا حلاوت سوں — حرف گویاں کوں نام تجھ لب کا

آبرو آبِ زندگی سیں لذیذ
جان پیتا ہے جام تجھ لب کا

(۱۳)

یہ رسم ظالمی کی دستور ہے کہاں کا — دل چھین کر ہمارا دشمن ہوا ہے جاں کا
ہر یک نگہ میں ہم سیں کرنے لگی ہیں نوکیں — کچھ تو تری انکھیوں نین پکڑا ہے طور بانکا
تجھ راہ میں ہوا ہے اب تو رقیب کتا — بو پائے کر ہمن کی آباندھتا ہے ٹانکا
خندوں کے طور گویا دیوار قہقہا ہے — پھر کر پھرے نہ لڑکا جو اس طرف کو جھانکا
رستم دہل کے دل میں ڈھالے انکھیوں سیں تجھ — دیکھے اگر بھواں کی تروار کا جھمانکا
فاسق کے دل میں ڈالی جب نفسِ بد نے برکی — رجوارے کی گلی کا تب جا غبار پھانکا

سب عاشقوں میں ہم کوں مژدہ ہے آبرو کا
ہے قصد اگر تمہارے دل بیچ امتحاں کا

(۱۴)

ہوا ہوں دل سیتی بندا پیا کی مہربانی کا
فدا کرتا ہوں ہر دم جی کوں اپنے یار جانی کا

دیے میں جوں بتی ہو یوں دکھنی ہے زباں مکھ میں
کروں جس رات کے اندر بیاں سوز نہانی کا
انجھوانکھیاں کے روغن ہیں ہمارے شعلۂ دل کوں
بجھانا عشق کی آتش نہیں ہے کام پانی کا
اثر کرتا ہے نالا آبرو کا سنگ کے دل میں
ہنر سیکھا ہے شاید کوہ کن سوں تیشہ رانی کا

(۱۵)

رہتا ہے ابرواں پر ہاتھ اکثر لاوبالی کا
ہنر سیکھا ہے اس شمشیر زن نے...... کا
ہر یک جو عضو ہے سو مصرعِ دلچسپ ہے موزوں
مگر دیوان ہے یہ حسن سر تا پا جمالی کا
نگیں کی طرح داغ رشک سوں کالا ہوا لالا
لیا جب نام گلشن میں تمہارے لب کی لالی کا
رقیباں کی ہوا ناچیز باتاں سن کے یوں بدخو
وگرنہ جگ میں شہرا تھا صنم کی خوش خصالی کا
ہمارے حق میں نادانی سوں کہنا غیر کا مانا
گلہ اب کیا کروں اس شوخ کی میں خوردسالی کا
یہی چرچا ہے مجلس میں سجن کی ہر زباں اوپر
میرا قصہ گویا مضمون ہوا ہے شعر حالی کا

تمہارا قدرتی ہے حسن آرائش کی کیا حاجت
نہیں محتاج یہ باغ سدا سرسبز مالی کا
لگے ہے شیریں اس کو ساری اپنی عمر کی تلخی
مزہ پایا ہے جن عاشق نیں تیرے سن کے گالی کا
مبارک نام تیرا آبرو کا کیوں نہ ہو جگ میں
اثر ہے یو ترے دیدار کی فرخندہ فالی کا

(۱۶)

خدا کے واسطے اے یار ہم سیں آمل جا
دلوں کی کھول گھنڈی غنچے کی طرح کھل جا
جگر بیں چشم کے ہوتیاں ہیں داغ تب پتلیاں
نظر ہیں اوٹ تیرا... جب کہ اک تل جا
جنوں کے جام کوں لے شیشہ شراب کو توڑ (؟)
خردگی سیں پری پیکراں کی بیدل جا
انکھیوں سیں جاں بچانا نظر تب آتا ہے
.... قاتل جا
حیا کوں غیر سوں مت گرم (مل) کے دے برباد
نہ ہو کہ آبرو اس طرح خاک میں مل جا

(۱۷)

اگر انکھیوں سیں انکھوں کو ملاؤ گے تو کیا ہو گا
نظر کر لطف کی ہم کوں جلاؤ گے تو کیا ہو گا
تمہارے لب کی سرخی لعل کی مانند اصلی ہے
اگر تم پان اے پیارے نہ کھاؤ گے تو کیا ہو گا

محبت سیں کہتا ہوں طور بدنامی کا بہتر نہیں
اگر خندوں کی صحبت میں نہ جاؤ گے تو کیا ہوگا

تمہارے شوق میں ہوں جاں بلب اک عمر گذری ہے
اگر اک دم کوں آکر مکھ دکھاؤ گے تو کیا ہوگا

مرا دل مل رہا ہے تم سوں پیارے باطنی ملنا
اگر ہم پاس ظاہر میں نہ آؤ گے تو کیا ہوگا

جگت کے لوگ سارے آبرو کوں پیار کرتے ہیں
اگر تم بھی گلے اس کوں لگاؤ گے تو کیا ہوگا

(۱۹)

پریشاں تر ہے تری زلف سیں احوال عاشق کا
سیہ دو نا تری انکھیوں سیں ماہ و سال عاشق کا

تہے رخسارہ سیمیں پہ مارا زلف نیں کنڈل
لیا ہے اژدہا نیں چھین یارو مال عاشق کا

بھرے انکھیوں میں جب پانی اٹھے تب دل ستی نالا
جبھی ڈوبے گھڑی باجے تبھی گھڑیال عاشق کا

خدا سیں ڈراتا ہے مت نہ دے سرما تغافل کا
سیہ چشمی سیں ہو جاتا ہے ظالم کال عاشق کا

ٹھٹھا ہے مکھ نیں تیرے ٹھاٹھ دل کے صید کرنے کوں
زمیں ہے گال دانا خال و خط ہے جال عاشق کا

کرے کیا شہر کوں جو چھوڑ کر جنگل نہ جا پکڑے
سماتا نہیں ہے گھر میں شوق وہندو کال عاشق کا

نگر اے آبرو سیتی ہیں دل بسمل کیا اپنا
نکلتا ہے انجھو کچھ تو انکھیوں سیں لال عاشق کا

(۱۹)

یاد خدا کی کر بندے یوں ناحق عمر کوں کھونا کیا
حق چاہا سوئی کچھ ہوگا ان لوگوں سیں ہونا کیا

کوئی شاہ کوئی گدا کہاوے جیسا جس کا بنا نصیب
جو کچھ ہوا تسی پے خوش رہ نالاں ان لوگوں سیں ہونا کیا

سیر سفر کر دیکھ تماشا قدرت کا سب عالم کا
گھر کوں جھونک بھاڑ کے بھیتر عاشق ہو کر کونا کیا

جان مولا جگت پیارا جن دیکھا سو ٹھٹھک رہا
چنچل نیٹ اچپلے نیناں تن کے آگے مرگ چھونا کیا

داغ کے ہیکل انجھو کی مالا زینتِ عشق کی ......[1]
پھریں مست جو برہ کے تن کوں موتی لال پرونا کیا

آج آبرو دل کوں ہمارے شوق نے اس کے مگن کیا ہے
جاگ انا ڑی دیکھ تماشا عشق لگا تب سونا کیا

---

[1] نہی نمانے (۹)

کیا شوخ اچپلے ہیں تیرے نین ممولا — جن کوں نرکھ جلے ہیں سب من ہرن ممولا

بر میں خیال کے بھی کیوں کر کے آسکے دل — نازک ہے جان سیتی تیرا بدن ممولا

جو اک نگہ کرو تم کرتے ہو کام سو تم — سیکھے کہاں سیں ہو تم یہ مکر و فن ممولا

آزاد سب جگت کے آکر غلام ہوویں — لیے...... بنا مجے اپنا برن ممولا

قد سرو، چشم نرگس، رخ گل، دہان غنچہ — کرتا ہوں دیکھ تم کوں سیر چمن ممولا

ہر رات شمع کے جوں جلتی ہے جان میری — جب سیں لگی ہے تم سیں دل کی لگن ممولا

(۲۱)

تو کیوں گیا کہ عیش چمن کا بگڑ گیا — غنچا دلوں میں تنگ ہوا پھول جھڑ گیا

تنہا خنجر کی دھار کا منہ پھر گیا نہیں — کانٹا بھی تیری شرم سیں مژگاں کی گڑ گیا

(۲۲)

فرہاد کا دل کوہ کوں مے کا بھرا پیالا ہوا
مستی سیں اوس کے شوق کی ہر سنگ متوالا ہوا
تم یوں سیاہ چشم اے سجن مکھڑے کے جھمکوں سیں ہوئے
خورشید میں گرمی کری تب تو ہرن کالا ہوا

(۲۳)

خوباں میں سب جگت کے تو زور ہے ممولا — سارے جہاں میں تیرا اب شور ہے ممولا

میٹھے بچن سناوے طوطی کوں تب لجاوے — جب ناچنے میں آوے تب مور ہے ممولا

لہ جب بودلے (؟)

دل ہے پتنگ میرا توں ڈور ہے مولا
جاوے فلک پہ تو بھی تجھ حکم کا بندھا ہے

اس خاک پر قدم رکھ تجھ کوں ثواب ہوگا
کہتیں ہیں آبرو کی یاں گور ہے مولا

(کہتے)

(۲۴)

کون یہ سلطنت مآب آتا
حشم خوبی کا جس رکاب آتا

یوں چلا آوتا ہے خوباں بیچ
فوج کے بیچ جوں نواب آتا

جاں بلب انتظار کرتا ہوں
خوب تھا یار اگر شتاب آتا

شعلہ خویاں نیں یوں لیا دل بانٹ
مے کشاں بیچ جوں کباب آتا

مسکرا کر کہا کہ تیری طرف
کیونکے دیکھوں مجھے حجاب آتا

آبرو حال دل کا کیونکے کہے
تیرے آگے کسے جواب آتا

(۲۵)

شمشیر کھینچ جب کہ لگائی رنگی اٹھا
سر کٹ گیا (پہ) دل میں نئے سر سیں جی اٹھا

جاڑے کی رات الٹ گئی گرمی کا دن کٹا
مکھڑے سیں زلف جبکہ سجن تم نے دی اٹھا

عاشق کے اور بھر کے نظر دیکھنے لگے
اس قدر شرم تم نے دی یکبارگی اٹھا

گلزار سیں بہ شب کے (بیٹھوں) کوں اے سجن
سر سیں بلاوتی ہے تمہاری گلی اٹھا

دل مر گیا تھا شمع کی مانند دن دیے
شب کوں براہ کی آگ لگی پھر کے جی اٹھا

دل کے اوپر بہار میں احوال سخت دیکھ
دے مارتی ہے باغ میں سر کوں کلی اٹھا

ہے نام اس کا بزم حریفاں میں آبرو
جو سر کوں بیچ عشق کی بھٹی سیں پی اٹھا

(۲۶)

بچا دنیا کے غم سیں آپ کوں جن اس ستی کاڈھا
نکلتا ہے علاج اس درد کا ظالم نہ بے کاڈھا

حریفوں پر میں اپنی راستی سیں چرب آیا ہوں
ہنر دیکھو کہ سیدھی انگلیوں سیں ہم نیں گھیو کاڈھا

نزاکت سیں نکل سکتی نہیں تصویر تجھ تن کی
مصور نیں سجن ہر چند مر مر اپنا جی کاڈھا

(۲۷)

بے تابی دل آج میں دلبر سیں کہوں گا
ذرے کی طپش مہر منور سیں کہوں گا

جو رام ہوا تس کے نہ کر جان پے سختی
یوں اس بتِ سنگیں دل کا فر سیں کہوں گا

(۲۸)

لگے تیغ جفا سوں زخم جو تازہ زمانے کا
سو ایک اور ہی دہن ہو دل کوں خونِ غم کے کھانے کا

ترے مژگانِ ابرو کے مقابل حال مجھ دل کا
دہی ہے جو کماں اور تیر آگے ہو نشانے کا

برستے ہیں انکھیاں سیں لال اور موتی تماشا کر
کھلا ہے آج دروازہ ترے غم کے خزانے کا

کلی ہے رنگ و بو لبریز باغ میرزائی کی
تصور جب سوں آیا دل میں تیرے پان کھانے کا

تیری جو بات ہے اے حکمتی سو فن سے خالی نہیں
جگت میں بو علی ہے نام آج تو علم سانے کا

ہوا ہے گوش گل لبریز رنگ اے گلشنِ خوبی
چمن نے جب سیتی مژدا سنا ہے تیرے آنے کا

غزالاں آبرو کہ چاک دل مدت سوں نکلا ہے
کہو کیا حال ہے دشتِ جنوں میں اس دوانے کا

(۲۹)

رفتار پیچ جب کہ ادا سیں لٹک گیا بے اختیار تب سیں مرا جی اٹک گیا

شاید ہمارے جی کی کشش نے اثر کیا جاتا تھا جلد دیکھ کے ہم کوں ٹھٹھک گیا
شیریں لباں کی سخت دلی کا نہیں علاج فرہاد بھی سر اپنا پتھر سیں ٹپک گیا
عاشق کا کیا گیا جو کیا بوالہوس نیں شوق دن چار تجھ گلی منیں آ کر بھٹک گیا
شمشیر کھینچ جب کہ چلا بوالہوس کی اور
تب چھوڑ آبرو کوں گلی سیں سٹک گیا

(۳۰)

ظالم نگہ کا تیر نگہ کام کر گیا
سینے کوں صاف توڑ جگر سیں گزر گیا
پوچھے اگر جو آبروؔ کے حال کی خبر
کہنا تمہارے درد سوں ہجراں کے مر گیا

(۳۱)

چھوڑ دے دنیا کے تئیں حاصل کیا تو کیا ہوا
ساتھ کچھ جانے کا نہیں سب کچھ لیا تو کیا ہوا
زیست ہے اس کی کہ اپنے جان پیارے سیں ملا
جی سیتی غافل رہا جگ جیا تو کیا ہوا
سعی تیری چرخ بازی تو فلک گننے کا نہیں (؟)
سر پھرا کر کے کیا جو آسیا تو کیا ہوا
دل کسی کا ہاتھ میں زاہد تو لے سکتا نہیں
نفس کے تئیں (توڑ) قبضے میں کیا تو کیا ہوا

دل جلے تب عاشقی کا بھید روشن ہو تجھے
گھر جلا کر کے اُجالا کر دیا تو کیا ہوا
غم سیں اہل بیت کے جی تو نترا کڑھتا نہیں
یوں عبث بڑھتا پھرا جو مرثیا تو کیا ہوا
شعر کو مضمون سیتی قدر ہو ہے آبرو
قافیہ سیتی ملایا قافیا تو کیا ہوا

(۳۲)

ہر چند تغافل بیں ہے محبوب پیارا
پر لطف کی حالت میں لگے خوب پیارا
خوش یوں قد خم شیخ کا ہے معتقداں کوں
جو کشن کوں کبجا کا لگے کوب پیارا

(۳۳)

عشق میں ہندو ترک کا کچھ نہیں ہے بیوڑا
یہاں مونڈائیں سدھ کیا آزاد ہو خواہ سیوڑا
کیونکہ اب رم کر سکو گے ہم سیں تم اے من ہرن
اب تو ہم نیں تم سیتی باندھا ہے اپنا جیوڑا
آس من کی پوجتا ہے خال تجھ ابرو میں بیٹھ
اس سیہ کافر نیں مسجد کوں کیا ہے دیوڑا
(ڈیوڑھا)

تجھ گلی کوں لے چلی ہے اشک انکھیاں سیں نگاہ
جس طرح نلوے کوں لے جاتا ہے کوئی میوڑا
آبروؔ جب وصف تیرے خلق خوبی کے لکھے
تب صفا برگ سخن ہو جا قلم ہو کیوڑا

(۳۴)

جو کہ محرم ہو عشق بازی کا
دل سیں عاشق ہے جاں گدازی کا
ہر گدا گوشۂ قناعت میں
شاہ ہے ملکِ بے نیازی کا
نفس کافر کوں قتل جو کہ کیا
رتبا ہے اوس کسی کوں غازی کا
دل جھکا ہے تری بھواں کو دیکھ
رو ہے قبلہ طرف نمازی کا
غم حقیقی ہے کیا ہوا ہے مجھے
عشق ہے عالم مجازی کا
آبروؔ شعر کے کمال میں ہے
معتقد حافظ شیرازی کا

(۳۵)

یہ سبزا اور یہ آب رواں اور ابر یہ گہرا
دوانا نہیں کہ اب گھر میں رہوں میں چھوڑ کر صحرا
اندھیری رات میں مجنوں کو جنگل بیچ کیا ڈر ہے
پپیہا کو کلا کیوں مل کے دے ہیں ہر گھڑی پہرا
گیا تھا رات جھڑ بدلی میں ظالم کس طرف کوں تو
تڑپ سیں دل مرا بجلی کی جوں اب لگ نہیں ٹھہرا

وہ کاکل اس طرح کے ہیں بلا کالے کہ جو دیکھے
تو مر جا ناگ اس کا آب ہو جا خوف سیں زہرا
لہ........ عشق کافر کی کہ جو دیکھے
تو رو ویں نہ فلک اور چشم ہو جاں ان کی نونہرا
رواں نہیں طبع جس کی شعر تر کی طرز پانے میں
نہیں ہوتا ہے اس کوں آبرو کے حرف سیں بہرا

(۳۶)

نین سیں نین جب ملائے گیا　　دل کے اندر مرے سمائے گیا
نگہ گرم سوں مرے دل کوں　　خوش نیں آگ سی لگائے گیا
تیرے چلنے کی سُن خبر عاشق　　یہی کہتا موا کہ ہائے گیا
سہو کر بولتا تھا ہمنا سیں　　بوجھ کر بات کوں چبائے گیا
آبرو ہجر بیچ مرتا تھا
مکھ دکھا کر مجھے جلائے گیا

(۳۷)

دل جہاں ہوئے تہاں پہنچ کے لیتی ہیں پھنسا
باندھ لاویں نہ سو کیوں زلف تمہاری ہیں رسا
خواب میں دیکھ تری زلف کوں لہرایا ہے
آبرو کوں مگر اس رات کے سپنے نے ڈسا

لہ اسے کہاتے کٹ ری

(۳۸)

گرچہ قائل ہوں سجن تری کمر معدوم کا
ایک مشکل ہے بیاں اس رمز نامعلوم کا

ناز کہ ناں پاک معشوقوں کا پیارا کیوں نہ ہو
ہر کسی کوں خوب لاگے چوچلا معصوم کا

کیوں تری تھوڑی سی گرمی سیں پگھل جاوے جا
کیا تو نیں سمجھا ہے عاشق اس قدر بھی موم کا

اور کیا دیوے گا جو بے مہر دیتا نہیں جواب
نام مت لو صبح کوں مرے اگے اس شوم کا

ہو کے دیوانا گریباں چاک سب کرتا ہے شہر
وہ پری پیکر سجے جس وقت جاما گھوم کا

لال رخسارے پے تیرے زلف یعنی نہیں سیاہ
شام کے لشکر نیں آ کر ملک گھیرا روم کا

کیوں نہ آ کر اس کے سننے کو کریں سب یار بھیڑ
آبرو یہ ریختا تو نیں کہا ہے دھوم کا

(۳۹)

کیوں کے کیجیے اس کی شوخی کا گلا | بات سنتا ہی نہیں وہ چلبلا
ہو گئے ہیں پیر سارے طفلِ اشک | گریہ کا جاری ہے اب لگ سلسلا
چشم یوں دل لے گئی مینے سیں کاڈھ | ڈوب کر مچھی کوں جوں کر کلکلا
(مچھلی)

نور دیدہ گم ہوا یعقوب کا — گریہ کا جاتا ہے خالی قافلا
مرگ پھر کر جیونا برحق رہوا — پھر گیا تھا جان ہم سیں پھر ملا
جو کہ بسم اللہ کر کھیئے طعام — تو ضرر نہیں گو کہ ہووے بس ملا
سنگ (کھایئے) دل نیں آج دل دے کر سنا
آبرو نے شعر کا پایا صلا

(۴۰)

مل گئیں آپس میں دو نظریں ایک عالم ہو گیا
جو کہ ہونا تھا سو کچھ انکھیوں میں باہم ہو گیا
جس توجہ پہ نظر کر جان دیتا تھا جہاں
سو توجہ اے ان انکھیوں سیں کیوں کم ہو گیا
ساتھ میرے تیرے جو دکھ تھا سو پیارے عیش تھا
جب سیں تو بچھڑا ہے تب سیں عیش سب غم ہو گیا
راگ کی خوب صورتی کے کوچ کا ڈنکا بجا
جب گلا مطرب کا یارو زیر سیں بم ہو گیا

(۴۱)

شیخ خامی سیتی پرٹ بکیا — اس کی باتوں سیتی جگر پکیا
خواب غفلت سیں سر اٹھا منعم — ضرۂ زر او پر نہ کر تکیا
آب و دانے میں عمر اپنی نہ کھو — کف حسرت ملے گا جوں چکیا
چشم میں یوں نہاں ہے کج نگہی
جوں — کے شگاف میں بکیا

(۴۲)

کیا بتاؤں کس ادا سیں آخر اماں ہو گیا
جن نیں دیکھی وہ لٹک سوجی سیں قرباں ہو گیا

رو و نے نیں مجھ دوانے کے کیا سیانوں کا کام
سیل سیں انجھواں کے سارا شہر ویراں ہو گیا

معجزا عیسی کا نہیں ان لعل لب ہا ہیں تو کیوں
دل ہمارا شوق میں اس لب کے مرجاں ہو گیا

مترک نہ آرایش ہوئی اس طفل مکتب کوں بہار
طور پکڑی جب سپتی سادگی گلستاں ہو گیا

عشق عاشق نے جتا معشوق کو دلبر کیا (سعدی)
حال دل کا جب سیں بوجھا تب سیں جاناں ہو گیا

جب سیں تم بیمار پرسی کوں قدم رنجہ کیا
تب سیں میرے دل کو پیارے درد درماں ہو گیا

آبرو یکرنگ نیں تفسیر اس خط کی لکھی
صفحۂ سادہ رقم ہونے سے قرآں ہو گیا

(۴۳)

ہم سیں چرائی اور سیں انکھیاں ملا گیا ظالم کسی کو مار کسی کو جلا گیا
گردش انکھیوں کی دیکھ گرا یوں پچھاڑ کھا گویا مجھے شراب کا پیالا پلا گیا

کیونکر مجھے جنون نہ ہو اس چھلاؤ سے
(یہ چھلاوے)
ٹک دے جھمک پری کی طرح پھر بلا گیا

(۴۴)

زخمی ہوں جان میرا بیجا نہیں جلانا
لگتا ہے تیر سا یہ دل میں (ترا) کم آنا
مشہور تھی جگت میں پیارے کی چشم آوت
بانکیت ہو گئے اب مژگاں سیں پھیر بانا
سیانے کو عاشقی میں خواری بڑا کسب ہے
چاہیئے کہ بھاڑ جھونکے جو دل کا ہووے دانا
غیروں کے ساتھ شب کو چلتے ہو چال ورہی
دیکھی روش تمہاری جاؤ تمہیں پہچانا
بدلی سو راگ چھایا تانون نیں جھڑ لگایا
مردنگ تس کے اوپر بجلی کا کڑکڑانا
دونوں طرف سیں داڑھی خورشید رو کے دوڑی
دیکھو زوال یارو آیا برا زمانا
حکمت کی تیغ سیتی کاٹوں رقیب کا سر
اٹھ آوے آبرو کے کر خون کا بہانا

(۴۵)

پیار کرنے سے ہمن کوں پھر کیا حاصل ہوا
(پھر) ہم تو اپنا دل دیا دلدار کیوں بیدل ہوا

پیارسے ہرگز نہ آیا بر میں وہ نازک خیال
عاشقی کرنا ہمارا سخت بے حاصل ہوا

(۴۶)

پوشاک سیں تمہارا دونا ہوا ہے چرچا
کپڑوں کو دیکھ کر کے جی ہر کسی کا پرچا
دولت نہیں ہر گز پیغام وصلت مت دے
یہ خطا اگر (وصل) کبوتر لے جا تو بھیج زرچا
مفلس تو صید بازی کر کے نہ ہو دوانا
سودا بنے گا اس کا جن نیں کہ نقد خرچا
ہوتے ہیں رام اس کے آخر جو ہو برہمن
پوجے ہے اس اس کے جن نیں بتوں کوں پرچا
ہوتے ہی ٹک مقابل کیا ہو گیا ہے ٹکڑے
کہتا تھا ہم نیں پایا دل کے کہے کا پرچا
ناداں کا غلط بھی لگتا ہے آبرو خوش
پیارا لگے ہے لڑکا کیا گوں کہے اگر چا
(گو)

(۴۷)

یوں تڑپھڑا دتا ہے دل شوق میں ہمارا
آتش کے بیچ ہو ہے جوں بے قرار پارا

رونے سیں سوزِ غم کا گھٹتا نہیں ہے ہرگز
پانی سیتی یہ دل کا بجھتا نہیں انگارا

اس طرح کوں جو دیکھے تو تیغ جائے قرباں
جس طرح سیں بھواں پیے کرتے ہیں دل پہ وارا
(پیہ)

(۴۸)

مل گیا تھا باغ بیں معشوق اک نک دار سا
رنگ و رو میں پھول کی مانند سج بیں خار سا

آشنا ہو رات میخواروں سیں کی دریا کشی
دن کو تسبیح ہاتھ میں لے کر کہائے پارسا

(۴۹)

خال تجھ گال پہ کیا خوب پڑا ہے پیارا
بن گیا اس سیں مری جان ترا رخ سارا

حلقۂ زلف ہیں اس خال کی دیکھی جھمکی
آج تو کچھ مرے طالع نیں مجھے بستارا

(۵۰)

مرتا ہوں میں خمار سیں ساقی شراب لا
لاگی ہے پیاس جیو جلا ہے شتاب لا

دل اشک کی جلن سیں پھپھولا ہوا پیا
کیوں غیر سیں بلا کے کہا تم نے آب لا

کچھ شے نہ دیجے تو کبھی روبرو نہ ہو
بن مال اس پے جبر ہے گو یا مفتا بلا

(۵۱)

ملنے کوں غیر کے کیوں اب پوچھتا ہے پیارا
از ماؤنے کوں شاید لیتا ہے دل ہمارا
نرمی سوں موم ہو کر سختی کی بھی قسم کھا
حالت ہمارے دل کی دیکھے جو سنگ خارا
پیارے ترے نین کوں آہو کہے جو کوئی
وہ آدمی نہیں ہے حیوان ہے بچارا
پیاسا ہے جو کہ جی کا اور آبرو کا دشمن
وہ آشنا نہ ہوگا اس سیں بھلا کنارا
رو رو کے بے وفا کوں کیا آشنا کیا ہے
دیکھو تو آبرو نیں کس گھاٹ لا اتارا

(۵۲)

مت چھوڑ کر (؟) قسم ہے چھوڑا ترا تماشا
پیارے یہ کون (شوخ) اٹھاوے کلا تمہارا حاشا
مژگاں کی باگ انکھیوں نیں یوں جلد دل پہ موری
جوں دیکھ کر کبوتر قینچی کرے ہے باشا

(۵۳)

توکب ملا تھا پیارے ہم سیں کہ آج روٹھا
دیکھا یہ ان ملے کا یہ روٹھنا انوکھا
بوسے کا کر کے وعدہ مصری چبا کے بخشی
کہنے کوں ان لباں کا میٹھا دیا پے جوٹھا
(جھوٹا)
عیار بوالہوس نیں لڑکے کوں شست دکھلا
راضی کیا پھر آخر بتلا گیا انگوٹھا
(دکھلا)

(۵۴)

لگی منہ بولنے سرمے سیں تیری چشم اے لالا
ہوا ہے ان کے نئیں پیارے زباں گویا یہ دنبالا
لب اس کا مے اگر دیکھے تو ہو جا شرم سے پانی
کب اس کو منہ لگایا بوجھ لو جھوٹا ہے یہ پیالا
ستم سیں سانولے نیں نقد جاں اور دل مرا چھینا
متاع اور مال جو کچھ تھا سو لے بیٹھا ہے یہ کالا
رمق سی رہ گئی ہے زندگی اب دم کی مشکل ہے
اگر آنا ہے تو اے ماہ رو مجھ پاس تو ہال آ
(حال)

(۵۵)

بریز ہوں انکھیوں سیں امڈا ہے آج برکا (برکھا)
عاشق نیں آو نا سن آنگن تمام چھڑکا

ہو ہو ترش پیشانی کرتا ہے شور برپا
واعظ یہ میکشوں کے دشمن ہوا ہے سر کا
لڑتا تھا خندیوں سیں پر بوالہوس تھا لینڈی
لگتے ہی ایک چرکا یاں لگ ڈرا کہ چرکا

(۵۶)

دکھنی پسر کے زخم حمایل کوں سر کٹا (؟)
بولا کہ میں کتّا ہوں ترا اور گلے پٹا
بیزار ہو گیا مرے کہنے سیں نازنیں
گویا کہ بات رمز کی کتنی جواں تھا کٹا (؟)
نمکین گویا کباب ہیں پھیکے شراب کے
بوسا ہے تجھ لباں کا مزے دار چٹ پٹا
جو کھیل ہو سو ڈھول بجا کھیل عشق کا
منصور دیکھ بانس پے چڑھتے سے کب ہٹا

(۵۷)

قد رہے اس خوش طرح تراشے کا	سر سیں ہے پاؤں لگ تماشے کا
اس کی کنجی زبانِ شیریں ہے	دل مرا قفل ہے بتاشے کا
کیوں کے نامے کوں لے کبوتر جا	مژہ پنجا ہوئی ہے باشے کا
آبرو سیں نہیں ہے معطی خوش
وہ پیاسا ہوا ہے شاشے کا

وہ پختہ کار کب پڑھتا ہے ناما   نہیں کچا کہ لوں ہیں ہاتھ خاما
اگن ہیں جل کے طوطی لال ہوجا   جبھی ٹک گرم ہو بولے وہ شیاما
نگی چپ جس گھڑی سیں پھر بیٹھے   پھٹے یارب یہ محمودی کا جاما
(پہن)

(۵۹)

نالاں ہوا ہے جل کر سینے میں من ہمارا
پنجرے میں بولتا ہے گرم آج اگن ہمارا

پیری کماں کی جیوں مانع نہیں اکڑ کوں
ہے ضعف بیچ دونا اب بانکپن ہمارا

چلتا ہے جیو جس پر جاتے ہیں اس کے پیچھے
سودے میں عشق کے ہے اب یہ چلن ہمارا

ملنے کی حکمتیں سب آتی ہیں ہم کوں اک اک
گو بوعلی ہو لونڈا کھاتا ہے فن ہمارا

مجلس ہیں عاشقوں کی اور ہی بہار ہوجا
آوے جبھی رنگیلا گل پیرہن ہمارا

اس وقت جان پیارے ہم پاوتے ہیں جی سا
لگتا ہے جب بدن سے ترے بدن ہمارا

یہ مسکراونا ہے تو کس طرح جیوں گا
تم کو تو یہ ہنسی ہے پر ہے مرن ہمارا
عزت ہے جوہری کی جو قیمتی ہو گوہر
ہے آبرو ہمن کوں جگ میں سخن ہمارا

(۶۰)

عاشق ہوا ہے کس پہ اسے کس کا غم ہوا
دیکھو ہماری جان پہ یہ کیا ستم ہوا
عالم کوں قتل کر کے ترا یہ کشیدہ قد
مانند تیغ فوج بتاں میں علم ہوا
نامے کے تئیں نصیب ہوا تب سیں پیچ و تاب
جب سیں کہ میرے دل کا غم اس میں رقم ہوا
بنگی ہے بادشاہ نشے کے خیال میں
سبزی کا دور اس کے تئیں جام جم ہوا
بوجھو یہ حرف نون کے نقطے کو دیکھ کر
دل لے گیا وہی کہ تواضع سیں خم ہوا
دہقاں پسر نیں کھیت رکھا ہے سبھوں کو مار
کھلیان کی مثال دلوں کا اٹم ہوا
ظالم کے مال سیں نہیں ہوتی ہے منفعت
کہہ حلق اب تیغ سیں کس کا کہ نم ہوا

خورشید کس طرف سیں ہوا طالع آبرو
کیا دن پھرے کہ آج ادھر کوں کرم ہوا

(۶۱)

بھواں مٹکا ونا دیکھ ان سبھوں کا نام مت دھروا
گھر آنا محرموں کے یوں قبا کے بند مت کروا
کہاں ملتا ہے جاں عنقا ہے ایسا بے نیاز عاشق
کہ خواں اور ماں دیا ہے سب اڑا اور پھر نہیں پروا

(۶۲)

سبزہ رنگوں کے ہوا حق میں یہ تپ کرنا دوا
نیرگی جاتی رہی چہرے کی اور اچھی صفا
کیا سبب تیرے بدن کے گرم ہونے کا سجن
عاشقوں میں کون جلتا تھا گلے کس کے لگا
تو گلے کس کے لگے لیکن کنہی بے رحم نیں
گرم دیکھا ہوے گا تیرے تئیں انکھیاں ملا
بوالہوس ناپاک کی ازبس کہ بھاری ہے نظر
پردۂ عصمت میں تو اپنے تئیں اس سیں چھپا
اشک گرم و آہ سرد عاشق کے تئیں وسواس کر
خوب ہے پرہیز جب ہو مختلف آب و ہوا

گرم خوئی سیں پشیماں ہو کے ٹک لاوے عرق
تپ کی حالت میں پسینا آونا ہو ہے بھلا
دل مرا تعویذ کے جوں بے کے اپنے پاس رکھ
تو طفیل حضرت عاشق کے ہو تجھ کوں شفا
ترش گوئی چھوڑ دے اور تلخ گوئی ترک کر
اور کھانا جو کہ ہو خوش کا تری سو کر غذا
بو علی ہے نبض دانی میں بتاں کی آبرو
اس کا اس فن میں جو نسخا ہے سو ہے اک کیمیا

(۶۳)

نہ پاوے چال تیرے کی پیالے بہ ڈھلک دریا
چلا جاوے اگرچہ روو تا محشر تلک دریا
کہاں ایسا جاوے تا فلک دریا
نہیں ہم چشم میرے اشک کا مالے ہے جھک دریا
ہوا ہے چشم حیرت دیکھ تیری آب رفتاری
کنارے نہیں رہا ہے کھول ان دو نو پلک دریا
بھر آوے آب حسرت اس کے منہ میں جب لہر آوے
اگر دیکھے ترے ان نرم گالوں کے تھلک دریا
نہیں ہیں یہ حباب آتے ہیں جو نظروں میں مردم کی
جلن مجھ اشک کی سیں دل میں رکھتا ہے پھلک دریا

اگر ہو کوہ تو ریلے سیں اس لشکر کے چل جاوے
کہاں سکتا ہے مجھ انجھواں کی فوجاں سیں (چل) اٹک دریا

اثر کرنے کا نہیں سنگیں دلاں میں رونا ہرگز
کرارے سخت ہیں پے جا رہا ہے سر پٹک دریا

یقیں آیا کیا جب اس کے تئیں پانی سیں بھی پتلا
ہمارے اشک کی گرمی میں کچھ رکھتا تھا شک دریا

نہیں ممکن ہمارے دل کی آتش کا بجھا سکنا
کرے گر ابر طوفاں خیز کوں آ کر کمک دریا

نہ ہووے آبرو خانہ خرابی کیوں کے مردم کی
کیا انجھواں میں میرے اب سما سیں تا سمک دریا

۶۴

ملنے کے شوق میں (ہم) گھر بار سب گنوایا
مدت میں گھر ہمارے آیا تو گھر نہ پایا

استاد گنجفہ کا جب سیں کیا ہے ہم کوں (جب گھر)
ہوتے ہیں سوختہ دل میں سب دیکھ گریہ پایا

یہ خال خال ملتا ہوتا جو تھا ہمن سیں
اس میں بھی عارضا یہ یارا ب کہاں سیں آیا

دل غم سیں کر کے لوہو لوہو کوں کر کے پانی
انکھیوں سیتی بہایا تب آبرو کہایا

سیج اوپر غیر کی رہتا ہے اب لوٹا ہوا
زر کے لالچ اس قدر وہ ہیم تن کھوٹا ہوا
سن کے چرچا غیر نیں جا کر چھچوندر چھوڑ دی
گھر جلا عاشق کا ان لوگوں کا کیا ٹوٹا ہوا
اس طرح دیکھا کہ عاشق دیکھتے ہی مر گیا
یہ تماشا جن نیں دیکھا اس کوں جگ جھوٹا ہوا

(۶۶)

قیامت راگ ظالم بھاؤ کا فرگت ہے اے اپنا
تمہارے حسن سو دیکھی سو اک آفت ہے اے پنّا
سگھڑ جتنے ہیں یے سب تجھی کو پیار کرتے ہیں
سیانے سو ہے پر ان سو کی ایک ہی مت ہے اے پنا
لگا جاتی ہے اپنا داؤ (ل) اور میرا بچا جاتی
تو اپنے کام میں بانکبت اور راوت ہے اے پنا
تری کنچن برن سی دیہہ جس کی گود میں ہووے
اسے دنیا کے عیاشوں میں کیا دولت ہے اے پنا
نہیں لیتی ہمارا نام ہم کوں یہاں تلک بھولی
(لیتے) تجھے ہم اور کچھ اب کیا (بھولے) کہیں رحمت ہے اے پنا

(۶۷)

میرے پیارے سیں قاصد انّی دل کی بات جا کہنا
کہ جانے سیں تمہارے جان کو مشکل ہے اب رہنا
تمہاری دیکھ کر یہ خوش خرامی آب رفتاری
گیا ہے بھول حیرت سیں پیا پانی کے تئیں بہنا
جسے ہو زیب ذاتی اس کے تئیں ہے عیب آرائش
کرے ہے بد نما البتہ حسن ماہ کو گہنا
جو دلبر ہوئے دہقانی سو وہ بے درد کیا جانے
لگے ہے دیہ میں تروار یا...... میں سہنا
کروروں بار آزمائے ہیں ہم نے بخت یہ کھوٹے
نہیں سیمیں تناں سیں آبرو ہرگز ہمیں لہنا

(۶۸)

جبھی تم نے اپنے گلے ہار ڈالا　　تبھی ہم نے جی جان سب وار ڈالا
قیامت کری (بات) اک ہنس کے بولی　　مجھے بات کی بات میں مار ڈالا

(۶۹)

الٰہی شکر میں کرتا ہوں تیرا　　سر نو تو نیں نعمت خاں کو پھیرا
دعاؤں کا ہوا سرسبز گلشن　　دیا باران رحمت نیں دڑیرا
تو اپنا فضل کر اس پر کہ سب کا　　وو (وہ) ہے مقبول و ربندا ہے تیرا

رہے نس دن سدا رنگ اور نت راگ   بھرا گھر بار اور معمور ڈیرا
رہے با آبرو دونوں جہاں میں
غزل ہے ایک یہ مضمون میرا

(۷۰)

دل منیں ظالم نیں آ اب گھر کیا بسنا کیا
ان مجھے بس میں کیا پر میں اسے بس نا کیا
وعدا تو یوں تھا کہ جی دے جبھیں ہنس دوں تبھی
جی دیا ہم نقد تم کیوں قرض (جبھی) اب ہنسنا کیا
دام کی صورت بنائی جن نیں تیری زلف کوں
ان نیں در معنی نصیبوں میں مرے پھنسا کیا

(۷۱)

اس وقت دل پہ کیونکے کہوں کیا گزر گیا
بوسا لیتے لیا تو سہی لیک مر گیا
دبلا ہمن کو دیکھ تعجب میں ہے رقیب
واقف نہیں گدھا کہ برہ ہم کوں چر گیا

(۷۲)

کہاں پاوے یہ ابر چشم طوفاں بار کا درجا
فلک پر موج کے زینے ستی دریا چڑھے گر جا

جو لونڈا پاک ہے سو خوار ہے نگڑے کے نئیں عاجز
وہی راجا ہے دلی میں جو عاشق کے تلے پڑ جا

(۷۳)

کہیں کیا تم سوں بیدردلو گو کسی سے جی کا مرم نہ پایا
کبھی نہ بوجھی بپتا ہماری برہ نیں کیا اب ہمیں ستایا
لگا ہے برہا جگر کوں کھانے ہوئے ہیں تیروں کے ہم نشانے
دیویں ہیں سوتیں ہمن کوں طعنے کہ (ی) تجھ کو کبھوں نہ منہ لگایا
رکھے نہ دل میں کسی کی چنتا گلے میں ڈالے برہ کی کنٹھا
درس کی خاطر تمہارے منتا بھکارن اپنا برن بنایا
لگی ہیں جی پر برہ کی گھاتیں تلپھ تلپھ کر بہائیں راتیں
تمہاری جن نیں بنائیں باتیں اکارت اپنا جنم گنوایا
گلا مولا یہ سب عبث ہے اپس کے اوچھے کرم کا جس ہے
ہمارا پیارے کہو کیا بس ہے تمہارے جی میں اگر یوں آیا
جو دکھ پڑے گا سہا کروں گی جیسے کہو گے رہا کروں گی
تمن کوں نس دن دعا کروں گی سکھی سلامت رہو خدایا

(۷۴)

جو پڑ (رکے) کھیلنے کا سارا یہ ہے خلاسا (خلاصہ)
شاید کبھی وہ لڑکا بیٹھے ہمارے پاس آ

کیونکر بڑا نہ جانے منکر پنے کوا پنے
انکار اس کا نانا اور شیخ ہے نواسا

ہو کر فنا کیا صید شہباز وصل ہم نیں
شاید عدم ہمارا اس کوں ہوا ہے لاسا

کرتے نئیں سیر ہرگز مژگاں نہ ہوں ہماری
جوں جوں پڑے ہے پانی تیوں تیوں چلے چواسا

تم اور گل رخاں سیں اب آنکھ جو لگائی
بادام کوں پیارے پھولوں بیچ باسا

پی کر شراب تم جو ہم کوں ڈراوتے ہو
کیا شوق کوں ہمارے جانا ہے اور کاسا

تشنا ہوں دلربا کی صورت کا کس کوں دیکھوں
حیران ہوں نہ دیکھا کوئی آبرو پیاسا

(۷۵)

کرے تھا کام باورچی کا واعظ جب کبھی بکتا
کہ دل جلتا سخن سن سن کے اس کے اور جگر پکتا

کمر ہر چند نہیں ظاہر پے قد ویسا ہی موزوں ہے
میاں کم ہے ترا مصرا (مصرعہ) اپے کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا

مزے سیں یار اور ہم مل کے جب کچھ نوش جاں کرتے
رقیب اس وقت بیٹھا دور سیں کتے کے جوں تکتا

کیا ہے آبرو کے شعر نیں نایاب گوہر کوں
چھپے دریاؤ میں شرمندگی سے جا در یکتا

(۷۶)

ہر چند (ٹوکتے ہیں) ٹلتا نہیں چکورا
منہ موڑ جانتا نہیں ہر گز یہ مار خورا

رمزے میں مہر جاں کے بے مہر ہو ہے کورا
(زمرے)
کیوں کر ملے نہ ٹھنڈا ہوتا ہے سرد شورا

بوسے میں ہونٹ الٹا عاشق کا کاٹ کھایا
تیرا دہن مزے سیں پُر ہے پے ہے کٹورا

یاری کی طرح کچی تھیں بوالہوس کی
ٹھہرا نہ عاشقی کی آتش میں وہ بگھوڑا

یہ چشم داشت تم سیں اس کوں نہ تھی پیارے
دیکھ آبرو کوں تم نیں ابرو کے تیئں مروڑا

(۷۷)

جیت آیا میں رقیباں کوں گو یار دیا
یار نیں اپنے گلے کا مجھے (جب) ہار دیا
آگ میں رشک کے اب کیوں نہ جلے پروانا
شمع رخسار نیں خلوت میں ہمیں پیار دیا

دل مرا شوق سیں بوسے کے ہوا ہے لبریز
آج ساقی نیں مجھے ساغر سرشار دیا

حق نے تجھ لب کوں دیا معجزہ عیسی تب
جب مری جان مجھے یہ دل بیمار دیا

حق میں عاشق کے مگر لطف ستم تھا یارب
دل دیا جب سیں مجھے تب سیتی آزار دیا

فانی عشق کوں تحقیق کہ ہستی ہے کفر
دم بدم زلیست نیں میری مجھے زنار دیا

آبرو جب کہ سدا رنگ نیں ۔۔۔۔ راگ
رات بستار کیا خلق کوں نستار دیا

آبرو دل سے ہوا جان ترا شکر گذار
تشنۂ شوق کوں آ شربت دیدار دیا

(۷۸)

دل[1] تو دیکھو آدم بے باک کا
عشق سیں پھرتا ہے پتلا خاک کا

ہم سیں کیوں لوٹے (ہے) ناحق بے گناہ
سر پھرا ہے کیا مگر افلاک کا

---

[1] نسخۂ پٹیالہ میں اس کے بعد کے چند صفحات غائب ہیں اس غزل کے بقیہ اشعار دوسرے مخطوطات میں یہ ہیں :۔

عشق سے دل میں کدورت کیا رہے
آگ سیتی کیا چلے خاشاک کا

مستی مے کی اتنج ہے رقص اشک
اس کے تیئں تم تخم بوجھو تاک کا

دم بدم چھوٹے ہیں نلوے آہ کے
دل یہ داروغہ ہوا ہے ڈاک کا

تیغ عریاں ہے مثال آفتاب
آبرو طالب نہیں پوشاک کا

صباحت بیچ گویا ماہ کنعانی ہے وہ لونڈا
ملاحت بیچ سرتا پا نمک دانی ہے وہ لونڈا
کسی سے پیار کی گرمی کیا چاہے تو آتش ہے
ملا چاہے تو کوئی رنگ ہو پانی ہے وہ لونڈا
مذاق شوق کوں دے ہے مٹھاس اس کی مزے داری
تمام عالم کے خوباں بیچ خوبانی ہے وہ لونڈا
گورائی دیکھ مکھڑے کی دہی کے جل گئی بیگن
نمک داری سینی گویا کہ بورانی ہے وہ لونڈا
بدن مخمل سینتی اس کا صفا اور نرم ورنگیں تر
گویا سرتا قدم بانات سلطانی ہے وہ لونڈا
کری ہے عام ان نیں نعمت دیدار کوں اپنے
جو بھوکا ہو درس کا تس پہ مہمانی ہے وہ لونڈا
کسی ایک ماہ رو کی جوت اپنی دیہہ کے آگے
نہیں لاتا ہے خاطر بیچ دہقانی ہے وہ لونڈا
کرے گا بے وفائی گو کہ عاشق باپ ہو اس کا
کہ انداز و ادا میں یوسف ثانی ہے وہ لونڈا

غلط دھرتے ہیں سارے مل کے اس کا نانو رمضانی
(نام)
کیا ہے ذبح سب کوں عید قربانی ہے وہ لونڈا

ہوئی محکم بنا اس ریختے کی مدح اس کی سوں
کہ معشوقی کے کارستان میں بانی ہے وہ لونڈا

لیا ہے آبرو کے تئیں ملا باتیں بنا جھوٹی
لگا لینے کے تئیں عاشق کے طوفانی ہے وہ لونڈا

(۸۰)

جسے معشوق چاہے ..... مارے وہ مرتا ہے
مجھے تم پیار اگر پیارے ٹک اک کرتے تو جی جاتا

سخن اوروں کا تشنا ہو کے سنتا اور سب کہتا
مگر اک آبرو کی بات جب کہتے تو پی جاتا

(۸۱)

انسان ہے تو کبر سیں کہتا ہے کیوں انا
آدم تو ہم سنا ہے کہ وہ خاک سے بنا

کیسا ملا ہے ہم سیں کہ اب لگ ہے انمنا
سن کر ہماری بات کوں کرتا ہے ہاں نہ نا

مکھڑے کی نو بہار ہوئی خط سے آشکار
سبزا نہ تھا یہ حسن کا بنجر ہتا پر گھنا

مردا ہے بے وصال رہے گو کہ جاگتا
سوتا ہوں یار ساتھ سوز ندل میں جاگنا

دو نی... جب[1] ہیں ہیں فاحشا
مل مل کے جس قدر کہ ہیں اٹبنا

یوں دل ہمارا عشق کی آتش میں خوش ہوا
بھن کر تمام آگ میں کھلتا ہے جوں چنا

نہیں آب و گل صفت تیرے تن کے خمیر کی
کرتا ہوں جان و دل کوں لگا اس کی ہیں ثنا

جب آبرو کا بیاہ ہوا بکر فکر سیں
تب شاعروں نے نانور کھا اس کا بت بنا
(نام)

(۸۲)

بگاڑے ہے تری دیوار سی قامت کو یہ دھاڑا
اپنا بے ڈول بے اسلوب زاہد تونیں کیوں کاڑھا
خدا کے واسطے سن تجھ کوں اک دارو بتاتا ہوں
اگر آزار ہے دق کا تو پی انگور کا کاڑھا

---

[1] (ہمارے) (۹)

متفرق اشعار

چرایا ہے تری شمشیر سیں ازبس کہ پانی کوں
ہر اک دم موج زن ہوتا ہے میرے زخم کا ٹانکا

نامہ بر کار نگ ہو ہے ڈر سیں تیرے باختا
تجھ کوں دیکھا اے سرو ہو جا ہے کبوتر فاختا

کھلنے میں جوں کلی کی دل کوں صدا خوش آوے
بوسے میں یوں لباں کا پیارا لگے چپٹا خا

میرے خط پہنچنے سیں اس کا غصا کچھ پڑا دھیما
کبوتر کے پر اس کی گرمی خو کوں ہوئی پنکھا

ہے بڑی لونڈوں کے آگے شہر کے کتوں کی شان
عرش پر لے کر بٹھا دیں جو کہ پاویں کنکرا

چاہئے جواب اول ان کوں درشت دینا
ہرجائیوں کی خو ہے پیچھے سے پشت دینا

بوسے کے بعد گالی کیونکر کے خوش نہ آوے
دشنام جو پڑی ہے لب کا مزا ہے میٹھا

آگے سیں مجھ نظر کے چلا وہ چنچل گیا (؟)
دیکھو انکھیوں کی راہ مرا جی نکل گیا

افسوس ہے کہ بخت ہمارا الٹ گیا آنا تو تھا پے دیکھ کے ہم کوں پلٹ گیا

کس مزے سا تھ لپٹتی ہے ترے گالوں سیں زلف بل دار تمہاری ہے بڑی سی رسیا

دیکھیں ہزار شکل مزے کی پے اے سجن
تجھ سا کوئی جمال نہ دیکھا سواد کا

شیریں سیں مزے نیں ترے بوسے کے مار ڈالا (؟)
قائل ہوا ہمارا نیرے لباں کا میٹھا

انکھیوں نیں رات کیا جادو کیا تھا
مگر کاجل دوالی (کا) دیا تھا

ترا برجستہ قد ہے منتخب مصرع (عہ) نظامی کا
کہ چشم مست (اوپر) صاد جوں دستا ہے جانی کا

چھاوے جنون دل پر جب بن پڑے ہے بنگلا
گھر چھوڑ بھاگتا ہوں یاد آوتا ہے جنگلا

بہار بیچ جو بن مے رہے سو مور کھ ہے   پئے شراب کا پیالا وہی ہے مست والا

جان ہر جائی نہ ہو جایا نہ کر تو جا بجا   مان جا پہچان جا جاتا ہے تو تو جا بجا

ہر گھڑی چھپ چھپ کے مت تاڑ اس کو اے دل مان جا
شوخ ہے ہندوستان ذرا دیکھ لے تو جا بجا

کھیلی تھی رات چوپڑ گنیاں ہوا تھا پیارا
(گیاں)
ہارے رقیب سارے اور ہم نیں رنگ مارا

تم نیں تو اور کے تئیں زلفاں سیں جان جکڑا
حیران ہوں مرا دل یہ کیوں گیا ہے پکڑا

کاڑھا نہیں انکھیوں سیں کاجل کا یہ دنبالا
بانی سیتی نکل کر بیٹھا ہے آج کالا

ملا ہو ایک رخسار اتو چاہیئے دوسرا بھی مل
درس کے علم کے مفتی نے بتلایا ہے یہ میلا
(مسئلہ)

گراں ہے شرم کی آدم کوں رکھنی مکر کی تسبی
ہر اک دانا ہوا ہے آبرو کے دل پے سومن کا
(تسبیح)

آیا ہے جس طرح تو پھر اس طرح چلا جا　　جا کر کے کہہ کہ کل نہیں آ نا ہی ہے تو آج آ

دوانے دل کوں میرے شہر سیں ہرگز نہیں بنتی
اگر جنگل کا جانا ہو تو اس کی بات سب بن جا

سیاہی سیں تری ابرو یہ دونا کام کرتے ہیں
کیا ہے زنگ سیں اس تیغ نیں کام آبداری کا

بیٹھا ہے اور سیں مل کن نیں کہا خدایا
اس وقت میں یکایک یار اب کہاں سے آیا

ہماری عشق بازی دیکھ کر یہ لوگ جلتے ہیں
لگن ہے دل ہمارے کی مگر یہ آگ کا لگنا

اس خوش نین پری نیں ادھر جب گزر کیا
تب ان کرڑی نگاہ ییں نیں دل نظر کیا
(نذر)

نان روکھے مت کہو جس وقت روکھے کھا بخیل
خرچ ہونا نان کا ہے دل ییں اس کے سالنا

اشراف کاٹتے تھیں بوسے میں ہونٹ ہر گز
کرتے ہیں اس کوں خندا ہوتا ہے جو کہ لنجا

شیریں لباں کوں اس کے فقط توت مت کہو
گویائی ان کی دیکھ کے طوطی کہے (؟) ببیا

جل جل اگر جو دیکھے دل رشک سیں پری کا
تیری یہ شال اودی اور جاما عنبری کا

چشم و ابرو نیں لئے رند اور خرا باتی ملا
ان بنایا میکدا ان نیں کری مسجد بنا

لطف اور کرم کیا جو ہم سیں ہوئے دوچار آ　　　مدت سیتی یہ مخلص مشتاق تھا تمہارا

ابھی آ گیا تھا لٹکتا ہوا دکھا کر لٹک پھر سٹکتا ہوا
(مٹکتا)

عاشق کے دل کوں تم نیں جب تو تیا لگایا
خاک سیہ نے تب سیں انجھواں کے جوں رلایا

گوشہ کے بیچ کھا کھا تھا جو کہ شوق دل کا
چالیس دن میں چہرا زاہد کا خوب (جھلکا)

کملا رہے ہو گل رو کن نیں تمہیں مسوسا
رنگ اڑ گیا ہے لب کا کس کوں دیا ہے بوسا

جو کوئی ہوتا ہے یار و جان و دل سیں مہرباں اپنا
نہ اپنا دل رکھا جاتا ہے اس سیتی نہ جاں اپنا

رکھتا ہے کھیت اس کا شمشیر کا سا جھلکا
جس منہ کی جوت آگے لگتا ہے چاند ہلکا

لباں کے گرد چھا کر کے چھپائی رنگ کی سرخی
تمہارا سبزۂ خط ہے مگر یہ پان بنگلے کا

تسلی ہو گئی دل میں خیال اس کا جبھی آیا
مرے بھتے بچ گئے گویا ہمارے جی میں جی آیا

کیوں منہ اسی طرف ہے بدگوئی پاجیوں کا　　عاشق نگر خدا یا قبلا ہے حاجیوں کا
(قبلہ)

زنانے کی طرح دیکھی تعجب آوتا ہے گا
کہ میٹھا ہو کے پھر کیوں اس قدر کروا وتا ہے گا

کیوں نہ ہو چاکر (جو) دیکھے شہ نشیں جب گال سا
کون ہے دنیا میں کوئی صاحب مکاں تجھ خال سا

خلعت پہر (پہن) کسی کی کیوں سیج پر دھرایا
عاشق نیں ہاتھ اٹھا کر جی سیں تجھے سرایا

نوا حیا سیں گدا کی کیا نہ پھر اونچا
خدا (غنچے) کا کرے (اگر لکے) دو جہاں میں سر اونچا
(بیچے)

نمک جاتا رہا لونڈے کا حسن اب ہو گیا سیٹھا
کوئی کوڑی نہیں اگر ہر چند دے میٹھا

ہو ہے بخیل دشمن درویش کی صدا کا
لگتا ہے اس کے سر پر گویا قدم گدا کا

سنہرا رنگ اس خورشید رو کا نت نیا دیکھا
قیامت دن گزرتے ہیں پے نہیں ہوتا درا گہنا
ہوا ادراک کوں بار اس کمر کے باندھنے سیتی
عدم کے شہر کا گویا کہ دروازہ ہے یہ پٹکا
تماشا دیکھتا ہوں زلف کے حلقوں میں کب کا
رکھے ہے روز روشن بیچ میں اپنے ہر ایک سنکا (؟)

اب نظر آتی ہیں کچھ انکھیاں پھریں اور دل پھٹا
آبرو کی چاہ سیں شاید تمہارا من کٹھا
(گھٹا)

مندرجہ ذیل غزلیں نسخہ پٹیالہ میں موجود نہیں ہیں نسخہ رام پور اور کلکتہ سے یہاں درج کی جاتی ہیں :۔

یہ شعلہ عشق کا حسن ازل کا نور ہے گویا
جلا ہے جب سے سینا تب سے کوہ طور ہے گویا

سوائے بے خودی حاصل ہوئی اس کو گدازی سیں
یہ پستانہ مرا دل دانۂ انگور ہے گویا
حماقت ہے قیامت دخل سگھڑائی میں کرتا ہے
. . . . خرِ طنبور ہے گویا
ہوئی ہے شان. . . . . کی ترے منہ لگانے سیں
سخن چینی اب ان کو دولت فغفور ہے گویا
نظر آتی ہے رخسارے پہ مجھ کو حشر کی صورت
دمیدن ہائے خط یار نفخِ صور ہے گویا
لب نوشیں میں ہر جائی کے نیش اشک ہے ملنا
دہانِ شیریں اس کا خانہ زنبور ہے گویا
گلابی اور جسامت اس کے تیئں کرتی ہے زیبا
ترا قد آبرو. . . . . . حور ہے گویا

رکھے کوئی اس طرح کے لالچی کو کب تلک بہلا
چلی جاتی ہے فرمایش کبھی یہ لا کبھی وہ لا
مجھے ان کہنہ افلاکوں میں رہنا خوش نہیں آتا
بنایا اپنے دل کا ہم نیں اور ہی ایک نو محلا
رہی ہے سرنواسنمکھ گئی ہے بھول منصوبہ
تری انکھیوں نیں شاید مات کی ہے نرگس شہلا

کیا تھا غیر نیں ہم رنگ ہو کر وصل کا سودا
تمہارا دیکھ مکھ کا آفتاب اس کا تو دل دہلا
کفِ پا یار کا ہے پھول کی پنکھڑی سے نازک تر
مرا دل نرم تر ہے اس کے ہوتے اس سے مت سہلا
جوابوں ہیں غزل کے آبرو کیوں کہل (؟) اکھرتا ہے
تو ایک ادنیٰ توجہ بیچ کہہ لیتا ہے مت گہلا

رزالاں بیچ مت جا جان ہر جائی نہ کر جلوا
ڈرا کر فتنے کے سیتی برا ہے عام کا بلوا
.... نہیں آتی ترازو جیوں
قد موزوں پہ تیرے ...... ایک تلوا
کفِ پا غیر کی آنکھوں اوپر رکھ رکھ (کے) ہر ساعت
..... بیچ پیارے رشک سیں عاشق کوں مت تلوا

دل بیچ کھب گیا ہے تیری کمر کا کسنا
ٹپکے کے آنچلوں کا کیا اس طرح ارسنا
پھر پھر کے دیکھ ہم کوں کیا مسکراؤتے ہو
مدت میں آپڑا ہے یہ اتفاق ہنسنا
ہوتے ہیں دل جو آ یں تجھ سے کہ .. خوش ہو
پارس ہے عاشقاں کو تجھ پاؤں کا....

گرم آہ آبرو کب دیتی ہے انجھواں سیں
بجلی کو کیا ضرر ہے یہ مینہ کا برسنا

کیوں کر نہ ہووے گرم فغاں عندلیب کا
جلتا ہے گل کی آگ سے جاں عندلیب کا
جب سے غرورِ گل کا ہوا اس کے تئیں یقیں
جاتا رہا ہے تب سے گماں عندلیب کا
اس کو کنارِ گل منیں عالم ہے اک جدا
پہچانتا ہے کون مکاں عندلیب کا
سارے جہاں کے بیچ ہوا تب سیں زرد رو
دشمن ہوا ہے جب سیں خزاں عندلیب کا
لائی ہے جب سیں بات چمن کی زباں پر
رنگیں ہوا ہے تب سیں بیاں عندلیب کا

دیکھ کر صاحب تمہیں یہ دل دیوانہ ہو گیا
عشق کے صوبے میں آ کر غم کا تھانہ ہو گیا
دوش کیا دیجے کسی کو تھا لکھا قسمت کا یوں
خود بخود آپہی سے دل اپنا بگانا ہو گیا

اے کماں ابرو تری پلکوں کے تیروں کے آگے
کس طرح قربان ہو دل میرا نشانہ ہو گیا

نونہالوں کا ہے نخ میوا　　چاہنا ہے یہ پھل تو کر سیوا
میں اسی کوں ولی کہوں جگ میں　　عشق کا پار جو کرے کھیوا
آج کیوں مہر منہ پہ دے بیٹھے　　کل تو تم جان ہم سیتی تھے وا
جان میرا کبھی ہی پھر آوے　　اسی افسوس میں رہے اے وا
آبرو میں قصور ہوتا ہے
زن نہ کر حور گر چہ ہو بیوا

کیوں نہ خوش ہو تو کہ اللہ نے تجھے خوش رو کیا
غم تو ہے مجھ کوں کہ میرے حق میں کیوں بدخو کیا
کھیت بنجر ہو تو کیا ایسے اکارت تھا سلوک
روبرو اور بیٹھ پیچھے ہم نے تیرے جو کیا
آج ظالم چشم نیں تیری نگہ کی تیغ سیں
ہو یکایک روبرو ...... آئینے کو دو کیا
کون پوچھے بات مجھ بیدل کی اب اے آبرو
دل ہمارا چھین ہم کو بے کس و بے کو کیا

ردیف ب

(۱)

انکھیوں میں کیا بلا کچھ وحشت ہے میرے صاحب
دیکھے سوں جن کے دل میں دہشت ہے میرے صاحب
زلفاں کے نیئں نہ دیکھا مدت ہے میرے صاحب
یہ بخت کی ہمارے شامت ہے میرے صاحب
صاحب مذاق بوجھے اس بات کوں سدا رنگ
یہ ہیں نہیں تمہاری نعمت ہے میرے صاحب
اک بار ہنس کے ہم ساتھ تم اپنی جی سیں بولو
اتنی ہی میرے دل میں حسرت ہے میرے صاحب
دشمن ہیں لوگ سارے کہتے ہیں جھوٹ باتیں
تم جانتے ہو میری قدرت ہے میرے صاحب
گذری ہے دل پہ میری ہر وقت میں قیامت
یہ قد نہیں تمہارا آفت ہے میرے صاحب
نالش ہمارے دل کے کس رو ہی بے حسابی
بوجھو تمہارے خط کی بابت ہے میرے صاحب
پھر کب ملاپ چل کر ٹک شایقاں میں بیٹھو
کیوں بے مزہ ہے آخر صحبت ہے میرے صاحب

مرتا نو تھا پے جب سیں تم پوچھنے کو آئے
بیمار کوں تبھی سیں فرصت ہے میرے صاحب
جو ان لباں کا پیاسا اور بات کا ہے بھوکھا
فاقے میں بھی اسی کے لذت ہے میرے صاحب
حق نیں دیا ہے اس کو کیوں کر نہو توقع
صاحب جمال، صاحب دولت ہے میرے صاحب
تھا حرف آبرو کا جو کچھ کہ میں کہا تھا
کیا کیا کرم سے بوجھے رحمت ہے میرے صاحب

(۲)

میٹھا لگا ہے مجھ کو تیرے لباں سے "کیا خوب"
اک بار پھر کے کہہ لے اپنی زباں سے "کیا خوب"
انکھیاں کی بیچ ہوئی ہے مژگاں بھواں سے دونی
لگتے ہیں یے سپاہی ترکش کماں سے کیا خوب
معلوم اب ہوا ہے آہند بیچ ہم کوں
لگتے ہیں دلبراں کے لب رنگِ پاں سے کیا خوب

(۳)

بسمل ہوا ہے دیکھ تجھے گھر میں بے حجاب
مرتا ہے شیر رشک کے پنجے میں آفتاب

روتا ہوں مست جب کہ لباں کے خیال میں
دل سوا منڈین سوں ترا وش کرے شراب
اے آشنا ہوا ہوں ہیں دریا میں غم کے غرق
پیاسا ہوں آبرو کے نہ ہو حق میں تو سراب

(۴)

تیرے میٹھے سے مررہے ہیں سب   تیغ مصری ہیں کیا یہ تیرے لب
زلف تیری میں ہو رہے جاگیر   عاشقوں کے جتے کے بھئے منصب

(۵)

روز محشر کو تعجب ہے کہ کیا دیں گے جواب
ساقی کوثر کے فرزندوں کو نہیں دیتے جواب
شاہزادے دین کے ہیں تشنہ لب ساحل کی طرح
ہر لہر ہیں اس تعب سے بحر کوں ہے پیچ و تاب
اس طرح ڈوبا تھا چہرہ شاہ دیں کا خون میں
شام کوں جیسے شفق میں ڈوبتا ہے آفتاب
گھیرتا ہے گا گہن جس طرح روشن ماہ کو
شہ کوں شامی نے لیا ہے آج اس دستور داب
کیوں نہ ہو حاصل خرابی روز محشر کے تئیں
احمقی سے شاہ دیں کے تئیں نہیں دیتے جواب

بادۂ غفلت کی مستی یاد آوے گی انہیں
آتش دوزخ میں جب ہوویں گے وہ شامی کباب

آبرو اس طرح یارو کیوں نہ مل جا خاک ہیں
لے چلے ہیں ظلم سے اہل حرم کو بے نقاب

متفرقہ

شرم سیں تری انکھیوں کی آب ہوتی ہے شراب
آگ میں جلتا ہے میرے رشک سیں دل کے کباب
شرم نیں تجھ زلف و رخ کے آب کوں دریا کیا
گل ہوا ہے آب اور سنبل ہوا ہے موج آب

برشتہ حسن نیں نے تیرے کیا دوانا دل
ہوا ہے مست کوں تجھ شوق کے کباب شراب

آب حیواں رشک سے جلتا ہے کیوں دیکھے شراب
جل گئے سیں پاوتا ہے مے کی کیفیت کب آب

دل کوں تب سیں بلا لگی میرے
جب سیں دیکھا رخ کا یہ آسیب

نیل پڑ جاتا ہے ہر بوٹی کا اے نازک بدن
تن اوپر تیرے چکن کرتا ہے گویا کار چوب

جس رات تو ملا تھا سجن تھی وہ شب عجب
دیکھے تھے ہم نیں اس میں تماشے عجب عجب

پٹیالہ کے نسخے میں متفرق اشعار میں یہ دو اشعار نہیں ہیں :۔

مکھ ہے تیرا خوب روئی کی کتاب　　خال و خط ہر اک ہے معشوقی کا باب
آبرو آفت ہے اس پانی میں سب
نام مے کا کیوں نہ ہووے آفت اب

ردیف ٹ

(۱)

ہر طرف عشق کی لگی ہے ہاٹ　　دل ہمارا ہوا ہے بارہ باٹ
دامن دشت میں سماتا نہیں　　سیل انجھواں کا اس قدر ہے پاٹ
غم سے ہم سوکھ جب ہوئے لکڑی　　دوستی کا نہال ڈالا کاٹ
آبرو غم زیادہ اس کوں کہے
جو کہ اترا ہے عاشقی کے گھاٹ

(۲)

جوں سپاہی مورچے کی آڑ سیں کرتا ہے چوٹ
یوں تمہارے وار کرتے ہیں نین مژگاں کی اوٹ

کب پہنچ سکتی ہیں مجھ عاجز کے تئیں دشمن کی چوٹ
خاکساری ہے بگولے جیوں ہمارا ڈھول کوٹ

اس طرح مرت دیکھ اے خونیں نین فریاد ہے
دل نگہ تیری سیں ہو جاتا ہے ظالم لوٹ پوٹ

یوں جدا ہو تجھ سیں میرے دل نیں آخر جی دیا
جوں جدا ہو جگ سیتی مرتی ہیں چوپڑ بیچ گوٹ

تب سوں ہر مصرا ہوا ہے اس کا مصری کی ڈلی
آبرو نیں شعر (مصرعہ) گیں جب سیں سرا ہے تیرے ہونٹ

ردیف ت

(۱)

شیریں تر از مٹھائی گپ چپ ہے اس کی بات
جوان لباں کے سبزۂ خط کو کہے نبات

جن لی ہے اس صنم کی فسوں سیں مٹھی میں زلف
وہ مارتا ہے اور بتاں پہ جہاں کے لات

(۲)

کوئل نیں آ کے کوک سنائی بسنت رت
بورائے خاص و عام کہ آئی بسنت رت

وہ زرد پوش جس کوں بھر آغوش میں لیا
گویا کہ تب گلے سیں لگائی بسنت رت

وہ زرد پوش جس کا دکہ اگن گاوتے ہیں ہم
شوخی نیں اس کی ناچ نچائی بسنت رت

غنچے نیں اس بہار میں ...... بنایا دل
بلبل چمن میں پھول کے گائی بسنت رت

ٹیسو کے پھول دشنۂ خونی ہوئے اسے
برہن کے جی کوں ہے یہ کسائی بسنت رت

گائے ہنڈول آج کلاونت ہلس ہلس
ہر تان بیچ لیا کے جھپلائی بسنت رت
(جھلائی)

بلبل ہوا ہے دیکھ سدا رنگ کی بہار
اس سال آبرو کوں بن آئی بسنت رت

(۳۲)

ظالم کہ اس طرف سیں کدا تا گیا کمیت
پامال کر گیا ہے مرے جی کوں دل سمیت

وحشی نیں جگت کے کئیں ہیں سب ان نیں صید
آہو ہے تیری چشم کا اکٹے امن ہرن پھندیت

ہے اس عرب بچے کی تمنا میں جاں بلب
کرتا ہے حق میں وصل کے اب لگ لعل ولیت

یہ تیر ہجر شست قضا سیں لگا مجھے
پھرتا ہوں دیکھ رم کوں تمہارے کہ مارمیت

رہتے ہیں جی میں مصرع دلچسپ کی طرح
گھر بار ہو ہے سرو قداں کا برائے بیت

سب گائکوں کے کیوں نہ میاں ہووے آبرو
سرجن کا ہے غلام سدا راگنی سربیت

(۴)

تمہارے پاؤں جب سیں جا پڑے بخت
تبھی سیں ہم نیں لے سر پر دھرے بخت

گلے سیں لاگ کے ہم ساتھ سو دیں
کبھی تو جاگ اٹھ تو بھی ارے بخت

جسے مل بیٹھنا اور ساتھ سونا
میسر ہو اسی کے ہیں کھرے بخت

نہیں پاتا نصیبوں کو میں اپنے
الٰہی تو نے میرے کیا کرے بخت

ہوا ہے ہند کے سبزوں کا عاشق
نہ ہو دیں آبرو کے کیوں ہرے بخت

(۵)

خوب نہیں کس کوں برا کہیے سبھی ہیں نیک ذات
خوب صورت فی الحقیقت ہیں ہی سارے ایک ذات

عاشق غم گیں کے تئیں دن سیں بہت پیاری ہے رات
پوچھتا ہوں زلف سے رو کر کے رخسارے کی بات

چھوڑ ہم کوں اور کئی عاشق نئے پیدا کیے
دیکھ لی ہم نیں پیا رے سب تمہاری کائنات

تڑپھتا رہتا ہے جب لگ تب تلک مرتا نہیں
دل کے تئیں سیماب کے جوں بے قراری ہے حیات

ہر قدم ماہ محرم ہے برہ کی راہ میں
اس سفر سیں کوئی بلا آگے نہیں الّا وفات

پنجۂ خورشید کے تئیں ڈال سکتا ہے مڑوڑ
ماہ رو ایسا کیا ہو جن کنے نیں اپنے ہات

سربسر تعریف ہے اس چہرۂ نکدار کی (کسی)
سب کے دل میں کیوں نہ چبھ جاں آبرو تیرے نکات
(جائیں)

(۶)

بیٹھے ہیں زرد پوش جھلک سیں منا بسنت
چاروں طرف سیں آج اُٹھی جگ میں گا بسنت
(جگمگا)

مارا ہے جوش رنگ خزاں نیں بہار کا
لائی ہے حسن و عشق کو باہم ملا بسنت

کیوں ہو رہے ہیں عشق کے مارے تمام زرد
رکھتی ہے کس کے حسن کی دل میں ہوا بسنت

مستی سیں زرد پوش نیں پھاڑا نہیں ہے جیب
ہنستی ہے کھلکھلا کے خوشی سیں گویا بسنت

جاناں لباس زرد سیں تیرے وگرنہ ہم
(جانا)
قائل نہ تھے کہ ہو ہے ایسی خوشنما بسنت

اے زرد پوش شک نہیں اس میں کہ جائے دب
دیکھے اگر جو آج ترا دبدبا بسنت

مستی سیں کیوں نہ جھوم رہیں بن کے...
دے ہے ملائے ان کے نموہیں نشا بسنت

ٹیسو کے پھول نہیں ہے دہکتے ہیں کوئلے
آئی جنوں میں آگ برہ کی لگا بسنت

عاشق بہار دیکھ کے موسم کی مرگیا
کوئل کے منہ سیں بن میں پڑھے مرثیا بسنت

گردآسا آج بن کے خبر جا کرو کہ آؤ
آئی ہے مدتوں میں یہ یوں ہی نہ جا بسنت

آواز سیں چھڑی ہے سدا رنگ کی بہار (یوہی)
ہے آبرو کے حق میں یہ ان کے سدا بسنت

(۷)

دل میں پکڑی ہے یار کی صورت گل ہوا ہے بہار کی صورت
کوئی گل رو نہیں تمہاری شکل ہم نیں دیکھیں ہزار کی صورت
تجھ گلی بیچ ہو گیا ہے دل دیدۂ انتظار (دیکھی) کی صورت
حسن کا ملک ہم نیں سیر کیا کہیں (دیکھی نہ) پیار کی صورت

اب زمانہ سبھی طرح بگڑا کیا بنے روزگار کی صورت
وصل کے بیچ ہجر جا ہے بھول جوں نشے میں خمار کی صورت
اس زمانے کی دوستی کے تئیں کچھ نہیں اعتبار کی صورت
کچھ ٹھہرتی نہیں کہ کیا ہوگی اس دل بے قرار کی صورت
مبتذل خراب ہو کر کے اپنی لونڈے نیں خوار کی صورت
آبرو دیکھ یار کا بر و دوش
دل ہوا ہے کنار کی صورت

(۸)

کنگھے کوں زلف تیری کس طرح سیں آئی ہات
عجب کہ .... یہ رسائی ہات
لگے سیں شمع کے ہوتی ہے شمع جوں روشن
یوں تیرے ہاتھ سیں لاگے تو ہو حنائی ہات

متفرقہ

گئے یہاں کشت کھا شطرنج کی سب مات (بات) تری انکھیوں نیں بازی دی کرامات (یاں)

نہیں تھمتے انجھو انکھیوں سیتی عاشق کی اک ساعت
کہا کیا حق تعالیٰ نیں اسی باراں کے تئیں رحمت

عادتی کوں غذا کی نہیں حاجت　　اس مرض کوں بہت ہے پانی پت

لب بنات ہو گئے ہیں کہوں کیو نکے اس کی بات
لونڈا نہیں مزے کا ہے یہ حبۃ النبات

کر ترازو کی تول آدھوں آدھ　　دو بھواں نیں لیاں مرادل بانٹ

دیکھ وہ دستِ نازنیں دن رات　　رشک سیں جل کنول کہے ہیہات

اس مخطط کے لب نوشیں کی سن کر رات بات
ہم نیں سچ جانا کہ ہے ظلمات میں آب حیات

(نسخۂ پٹیالہ میں اس کے بعد چند اوراق پھر غائب ہیں۔ اور اس کے بعد ردیف "خ" شروع ہوتی ہے دوسرے مخطوطات کی مدد سے مندرجہ ذیل اشعار فراہم کئے گئے ہیں۔)

متفرق اشعار ردیف ت

اس سنگ دل کے شوق میں جب سیں گیا ہوں جت
میں مارتا ہوں کھینچ برہمن کے منہ پہ بت

اس طرح الٹا ہوا ظالم کہ جی زخمی کیا
تھا مگر اپنے کسب کے بیچ یہ لونڈا پیت

جشن ہے بھو کے سپاہی کو اگر پاوے طلب
بیاہ کر جانے ہماری بات اگر آوے برات

ردیف ث

(۱)

یار نہیں ہوتا ہے ہم سیں الغیاث
مر گئے اس درد غم سیں الغیاث

ہے قیامت سب بتاں کا مہر و جور
لطف سیں داد اور ستم سیں الغیاث

ہر گھڑی ہم کو ستاتے ہو سجن
ہائے جور دم بدم سیں الغیاث

سووتے کے تئیں جگانا ظلم ہے
ہم اٹھے کہتے عدم سیں الغیاث

آبرو اس شہر میں کیوں کر رہے
کوئی نہیں سنتا ہے ہم سیں الغیاث

(۲)

نہ تھا کچھ اور مرے شوق کا حسن اور صفا باعث
یہی پیاری طرح موجب یہی کافر ادا باعث

ہمارے بھول جانے کا پیارے کیا ہوا باعث
ملے جواب تلک نہیں ہم سیں تم آکر تو کیا باعث

سبب ہوئے ایسا کچھ پیدا کہ جس سے ہم ملیں تم سیں
ہمیشہ اس سبب کی چاہ میں پڑھتا ہوں "یا باعث"

ملا ہے اور سیتی اس سبب ہم سے نہیں ملتا
جدائی کو یہ سارے باعثوں سے ہے بھلا باعث

فقط خوبصورتی اک دل کے بس کرنے کو نہیں کافی
محبت قدر دانی مہربانی ہے بڑا باعث

تم اپنے شوق سیں ملتے تھے نہیں ملتے تو تم جانو
نہ تھا زور آوروں ہیں آبرو تم کو سو کیا باعث

ردیف ج

(۱)

آیا ہے اب سفر سے مرا دل ستان آج
پایا ہے مردگاں نے جدائی کے جان آج

کیوں کر کروں نہ آج کے دن پر نثار جان
مجھ سے ملا ہے آ کے مرا مہربان آج

برجا ہے اس ملاپ کی مجلس کو دیکھ کر
قربان اگر زمیں ہوے اور آسمان آج

کرتے تھے دل میں یاد سدا رشک جیو میں
دل کی وہ یاد کھینچ کے لائی ندان آج

مشتاق ہیں نپٹ تھا مجھے پیار سا تھ مل
مت کر غرور جان مری بات مان آج

میں نامور ہوا ہوں مبارک کہو مجھے
پایا ہے وصل یار کا اپنے نشان آج

کہتا ہے شعر شکر و گوہر سے خوب تر
پائی ہے آبرو نے جو گوہر کی کھان آج

متفرقہ

بادشاہ ہوتا ہے یاں بے تخت و تاج — عاشقی کے ملک کا یوں ہے رواج
تجھ اوپر قربان ہو کر جائیے مر — آبرو کا یوں چلا ہے جیو آج

مفت کب کھینچتے ہیں معطی رنج — لیتے ہیں ہر کسی سے .... پر گنج

اطریفل صغیر سے آرام کیوں کے ہوے — ایسے مرض کا خوب کلاں ہے بڑا علاج
مرد جدا سے .... گھر کا سب راج — زور زنانوں کے .... ایک پنتھ دو کاج

ردیف چ

(۱)

شوق بڑھتا ہے مرے دل افگاروں کے بیچ
جوش کرتا ہے جنوں مجنوں کا گلزاروں کے بیچ

عاشقاں کے بیچ مت لے جا دل بے شوق کوں
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

روبرو اور آنکھ او جھل ایک ساں ہو جس کا پیار
اس طرح کا کم نظر آتا ہے کوئی یاراں کے بیچ

آبرو غم کے بھنور میں دل خدا سیتی لگا
ناخدا کچھ کام آتا نہیں ہے منجھداروں کے بیچ

(۲)

بھر گئے پانی سیں گھر مجھ اشک کے طوفاں کے بیچ
اب گویا رہتے ہیں مردم دیدۂ گریاں کے بیچ

کیوں چھپا ہے تجھ لباں سے جا کے اندھیارے میں وہ
جان کچھ پانی مرا ہے چشمۂ حیواں کے بیچ

ردیف ح

(۱)

جان تم ہم سے لگے اب منہ چھپانے اس طرح
پھر گئے وہ آشنائی کے زمانے اس طرح

جو تمہارا دل پھرا ہے ہم سیں تو بہتر ہے جان
لاوتے کا ہے کوں ہو ناحق بہانے اس طرح

ہم تو اپنا جانتے تھے تم کوں اک مدت سیتی
اس قدر کیوں ہو گئے ہم سیں برانے اس طرح

ہم تمہارے پیار سیں اوّل تو یوں کھائی دغا
فن تمہارے حیف ہم پہلے نہ جانے اس طرح

کیوں نہ کھائیں خون دل ہم دل سے ہو کر...
غیر لاگے تم سے مل کر ساتھ کھانے اس طرح

اس سے بھی دشنام کوئی ہوتا ہے پیارے سخت تر
اور کا عاشق ہمیں لاگے بتانے اس طرح

آشنا ہم کو مقرر ہرزہ گردوں کا کیا
آبرو کو خاک میں لاگے ملانے اس طرح

(۲)

زندگانی سراب کی سی طرح
یا وبندی حباب کی سی طرح

تجھ اوپر خون بے گناہوں کا
چڑھ رہا ہے شراب کی سی طرح

کون چاہے گا گھر... تجھ کو
مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح

ٹک خبر لے کہ تیرے ہاتھوں سیں
جل رہا ہوں کباب کی سی طرح

کیا کہوں اپنے دلستاں کی طرح
پھر نہ آیا گیا جو جاں کی طرح

تیر مارا ہے مجھ اشارت کا
ابرواں کھینچ کر کماں کی طرح

کیوں ہمیں ہر گھڑی کڑھاتے ہو
تم نے سیکھی ہے یہ کہاں کی طرح

تجھ لباں کی ہمن کو خونخواری
خوب لگتی ہے رنگ پاں کی طرح

نہیں ہے صادق جو تمہارے مکھ کے نہیں کہتا ہے صبح
صبح اٹھ خورشید کا جھوٹا بیان کرتا ہے قبح

ہم تو...... ہیں..... سرسبزوں کی مدح
شیخ نہیں صوفی کہ خط کے اوتے ہو ہم کو قدح

ردیف خ

(اور واعظ کے ساتھ مل لے شیخ
کھول آپس کے بیچ کلے شیخ

تیر سا قد کمان کر اپنا
کھینچ فاقوں کے بیچ چلے شیخ

چھوڑ تسبیح ہزار دانوں کی
ہاتھ میں (اپنے) ایک دل لے شیخ

بھونک مت غیر پر نہ کر حملہ
مرد ہے نفس پر تو پل لے شیخ)

خال خوباں سیں تجھ کوں کیا نسبت
بس (ہیں) بکرے کے تجھ کو تلے (تل لے) اے شیخ

اس سے سنگیں دلاں کا شوق نہ کر
مت تو سینے پہ اپنے سل لے شیخ

چھوڑ دے زاہد خشک یے پیالہ
خوش ہو کر آبرو سے مل لے شیخ

ردیف د

ہے سراب آب بقا بھی جان میرے اعتقاد
زندگانی پر نہیں از بس کہ مجھ کوں اعتماد

یار دکا مکھڑا اگر قرآن نہیں .یارو تو پھر
رات دن صاحب دل اس کوں ہل کے کیوں کرتے ہیں یاد

کچھ نہیں ملتا رہا دیا ہی آخر تنگ دست
آستیں ہر چند زاہد نے کری اپنی کشاد

کل یوم جان فی شان اس کے تئیں ہوے یقیں
جس کسی نے مدت ہجراں کا دیکھا امتداد

دل جلا عاشق کا تیوں تیوں منہ ترا روشن ہوا
آفتاب گرم سیں اس مہ کے ضو ہے مستفاد

سینۂ صافی سیں سینے بیری ہم آغوشی کی غرض
صبح کوں ہوتی ہے حاصل جو کوئی مانگے مراد

امردی ہیں چاٹ پاوے تس کی خو جاتی نہیں
خط نکلنے سیں ہوا دونا ترے منہ کا سواد

وصل ہو یا ہجر اس کے حق میں دونوں ایک ہیں
آبرو کوں ہو گیا ہے یار سیں اب اتحاد

متفرقہ

محراب ابرواں کوں وسمہ ہوا ہے زیور   کیونکر کہیں نہ ان کوں اب زینۃ المساجد

آغوش سیں سجن کے ہمن کوں کیا کنار
ماروں گا اس رقیب کوں چھر لویں سیں گودگود

طوفاں نیں مجھ انجھو کے اٹھایا انکھیوں میں دند
کیوں غیر کے جگر میں کیا تیر تم نیں . . . . . (دھند)

خدا کی راہ سیں رکھتے ہیں باز خویش آوند
قدم کوں مرد کے زنجیر ہیں یہ بھائی بند

دوستی درکار ہے جانی زبانی شرط نہیں
کام تھا دل کا سو چھوڑا منہ سیں اب کہتے ہو یاد

دوڑتا ہے نت اوپر خوباں کے زاہد جد نہ تد
اس قدر لگ ہو گیا ہے اب یہ مرغا دانہ زاد

پہنچتا ہے غیر کوں تیر مژہ کا جب گزند
زندگانی سیں ہمارا جیو تب کھاتا ہے کند (؟)

خندۂ دنداں نما ہے جبکہ داڑھی ہو دو مو
زاہدوں کا امردوں میں کیوں نہ ہووے ریش خند

ردیف ذ

ہوا تجھ حسن اور خوبی کے لکھنے سیں صفا کاغذ
رقم ہوتے ہی رخسار مخطط ہو گیا کاغذ
ہمارے حال کا بستار ہرگز نہیں سمانے کا
اگر سب ارض کے دریا سیاہی ہوں سما کاغذ

ردیف ر

اس قدر تند کی سجن یہ چشم گھوڑا ہے مگر
چابکی یہاں لگ تری ابرو یہ کوڑا ہے مگر (؟)
ترش گوئی نیں لبِ شیریں کوں دی ہے چاشنی
قند کے شربت میں یا نیبو نچوڑا ہے مگر
لہو ٹپکتا ہے حریفاں کی انکھیوں سیں زخم جوں
ڈال سیں کچا کنھی انگور توڑا ہے مگر
خال حبشی کیوں لبِ شیریں پہ رہتا ہے سدا
گنج کے شکر کا یا رو یہ کرڑوڑا ہے مگر
خلق نہیں رکھتا ہے ہرگز دیکھ یہ طامع رقیب
بحر میں لالچ کے یارو یہ نگوڑا ہے مگر

کوئی قدم رکھتا نہیں اس سنگ دل کے اور کوں
دل کا شیشہ اس گلی کے بیچ توڑا ہے مگر
جو لگا دے منہ تسی سیں جا چپک رہتا ہے دل
دلبروں کے لب کے حق میں یہ لسوڑا ہے مگر
اس طرح پھرتے ہو کیوں گلیوں منیں غیروں کے ساتھ
آبرو کا پاس پیارے تم نے چھوڑا ہے مگر

(۲)

اور پہنچنے کوں اس کے ہوتی ہے ہر لہر پر
اشک نیں سوں میرا نا ماجو جو کبوتر (؟)
منت اٹھاونے سیں ہے خوف دل کو میرے
احسان سیں کسی کے میں کانپتا ہوں تھر تھر

(۳)

جان اگر دشمن ہوئے ہو تم ہمارے اس قدر
تو ہمارے دل میں کیوں لگتے ہو پیارے اس قدر
جس قدر ہیں مجھ جگر میں داغ تیرے ہجر کے
آسماں اوپر نہیں اے ماہ تارے اس قدر
دیکھنے کوں دوڑتے ہیں لوگ بھوجینا سمجھ
آہ سیں دل کے نکلتے ہیں شرارے اس قدر

گاہ گاہے پیار کی انکھیوں سیں کرتا ہے نگاہ
مہرباں ہوتا چلا ہے اب تو یارے اس قدر
دیکھ نہیں سکتے ہیں اپنی انکھیوں سیں اے سجن
غیر کی انکھیوں سیں انکھیاں مت ملا رے اس قدر
عاجزوں کوں بے گنہ آزار دینا خوب نہیں
ڈر خدا سیں آبرو کو مت ستا رے اس قدر

(۴)

سانپ سر مار اگر جو جاوے مر ۔۔۔ نہ کرے زلف کے تیری سر بر
نام لیلے کا دم بدم لے لے ۔۔۔ مارتا ہے جنگل میں مجنوں (سر)
عاشقاں دیکھ تیری سنگ دلی ۔۔۔ جان دیتے ہیں دم بدم مر مر
آبرو جیو ڈوب جاتا ہے
بے خودی کی جب آوتی ہے لہر

(۵)

راہ میں مل گیا یکایک شہ یار ۔۔۔ دو انکھیاں ہو گئیں ہمن کی چار
تیغ زن ہو گئے ہیں سب قربان ۔۔۔ دیکھ کر تیری ابرووں کا وار
وہی رہتا ہے علم سے عاری ۔۔۔ جو کہ رکھتا ہے سیکھنے میں عار
تب سیتی دل کوں بے قراری ہے ۔۔۔ جب سیں ملنے کا کر گیا ہے قرار

غم سیں بجا ہوے ہیں مرے چشم رود بار
جا اور کی بغل میں گھسا ہم رہے کنار

کھانا جگر کا خون ترے عشق میں پیا
میرے گلے پڑا ہے ہر یک صبح دم نہار

خرمن جلا ہے مہ کا مری برق آہ سیں
شب ہائے تار کون سکے رہ میرے جوار

صحن چمن میں گل کے مگر برگ جھڑ پڑے
بلبل نین کیوں کر یز میں ڈالے ہیں پر اکھاڑ

تم چھوڑ مجھ انیت کوں ان کن گئے ہیں مست
یہ زخم رشک دل میں لگا ہے میرے شمار

اس سیں بھی سو کھ اور کوئی کیا کرنگ ہو
رونا بھی رہ گیا ہے ہوتے اس (کھٹ نکھ) قدر نزار (؟)

برچھی کی طرح توڑ جگر پار ہو گئی
تیری نگہہ نے جب کے کیا آبرو پے وار

(۶)

دکھلاوتے ہو مہندی جس کوں سجن رچا کر
سو ہات باندھ ان کا ہوتا ہے آکے چاکر

یارو نگاہ کرنا کس پیار کے (اپتے سیں)
اس طرف دیکھتا ہے سب کی نظر بچا کر

(۷)

سب سیں ملے پر ایک رہے ہم امیدوار
جاوے گا حسن ہم کوں مگر تب کروگے پیار

تم کوں اگر یہ ہے کہ ہمارے ہیں یار ستو
ہم کوں یہ ہے کہ ہم تو نہیں ہر کسی کے یار

کہتے ہے خوب شکل ہمیں پیار رکھ رہے
(ہیں)
ہم نیں تمہارے واسطے ان کو کیا نہ پیار

ظاہر میں جو تمہاری خوشامد کرے اسے
تم اپنا دوستدار سمجھتے ہو بے شمار

اوروں کہ جن کے طور رکھاوٹ ہے ظاہری
لیکن دلوں کے بیچ بھرے ہیں تمام پیار

افسوس ان کی قدر کوں تم بوجھتے نہیں
پہچان جانتے نہیں تم دل کے دوستدار

جب یاد آوتی ہے تری پیار کی نگاہ
تب دل کے بیچ لگتا ہے میرے گویا کٹار
(لگتی)

مدت ہوئی کہ تیرے تغافل سیں مر گئے
نامہربان کب تو غریبوں کا ہوگا یار

بلبل سیں دل کوں کھول کہو گل کو ٹک ہنسے
پھر آبرو کا وقت کہاں جب گئی بہار

(۸)

نصیبوں کا بڑا ہے اصل استعداد علم اندر
ہوئی چیں جبیں تیری خط تقدیر کا مسطر
یہ مرنا نہیں ابد لگ جان غافل زندگانی ہے
اتیا بھی جیونے کے واسطے اے بے خبر مت مر
دو مصرعہ پر بھواں کے خال یہ ظالم جو بیٹھا ہے
ملی ہے آج شامی کو حکومت اہل بیت اوپر
سراپا جھلجھلاتا ہے کے جب خورشید رو نکلے
پچھڑ جا اس جھلک کوں دیکھ کر (خود) ناتواں خاور
خجل ہو کر رہا ہے سرنوا کے باغ میں غنچا
کرے کیا تجھ دہن سیتی نہ ہو سکتا تھا وہ سر بر
مدامی مہربانی آبرو پر تھی سو کیوں چھوڑی
ملازم ساتھ مت طور قدیم اپنے کے تئیں تو کر

(۹)

جھوٹ کرتا ہے عبث مردی کا دعویٰ بے ہنر
کام کچھ پیدا کرے مردانگی کا تب ہو نر
احمقی ہے بے خرد کوں زر کے اوپر افتخار
پر کہاں سمجھے کہ کیوں ہر بار ہو ہے مفتخر

(۷)

سب سیں ملے پر ایک رہے ہم امیدوار
جاوے گا حسن ہم کوں مگر تب کروگے پیار

تم کوں اگر یہ ہے کہ ہمارے ہیں یار ستو
ہم کوں یہ ہے کہ ہم تو نہیں ہر کسی کے یار

کہتے ہے خوب شکل ہمیں پیار کر رہے
(ہیں)
ہم نیں تمہارے واسطے ان کو کیا نہ پیار

ظاہر میں جو تمہاری خوشامد کرے اسے
تم اپنا دوستدار سمجھتے ہو بے شمار

اوروں کہ جن کے طور رکھاوٹ ہے ظاہری
لیکن دلوں کے بیچ بھرے ہیں تمام پیار

افسوس ان کی قدر کوں تم بوجھتے نہیں
پہچان جانتے نہیں تم دل کے دوستدار

جب یاد آوتی ہے تری پیار کی نگاہ
تب دل کے بیچ لگتا ہے میرے گویا کٹار
(لگتی)

مدت ہوئی کہ تیرے تغافل سیں مر گئے
نامہربان کب تو غریبوں کا ہوگا یار

بلبل سیں دل کوں کھول کہو گل کو ٹک ہنسے
پھر آبرو کا وقت کہاں جب گئی بہار

(۸)

نصیبوں کا بڑا ہے اصل استعداد علم اندر
ہوئی چیں جبیں تیری خط تقدیر کا مسطر
یہ مرنا نہیں ابد لگ جان غافل زندگانی ہے
اتیا بھی جیونے کے واسطے اے بے خبر مت مر
دو مصرعہ پر بھواں کے خال ظالم جو بیٹھا ہے
ملی ہے آج شامی کو حکومت اہل بیت اوپر
سراپا جھلجھلاتا سج کے جب خورشید رو نکلے
پچھڑ جا اس جھلک کوں دیکھ کر (خود) ناتواں خاور
خجل ہو کر رہا ہے سرو کے باغ میں غنچا
کرے کیا تجھ دہن سیتی نہ ہو سکتا تھا وہ سربر
مدامی مہربانی آبرو پر تھی سو کیوں چھوڑی
ملازم سات مت طور قدیم اپنے کے تئیں تو کر

(۹)

جھوٹ کرتا ہے عبث مردی کا دعویٰ بے ہنر
کام کچھ پیدا کرے مردانگی کا تب ہو نر
احمقی ہے بے خرد کوں زر کے اوپر افتخار
پر کہاں سمجھے کہ کیوں ہر بار ہو ہے مفتخر

عالم (آز) سیں آساں نہیں اے شیخ گذار
خوف سیں غرق کے یہاں بجر ہے کشتی میں سوار
زخمی رشک ہو اغیار کہیں پست و بلند
یار اپنے پر اگر جان کوں ڈالیں ہم وار
کیوں نہ پروانے کی مانند جلوں میں غم سیں
شمع اوروں کا ہوا چھوڑ ہمارا گھر بار
دشمنوں کا نہیں کچھ دوست ہنسیں کیوں نہ ہمیں
نہ کیا تم نیں سجن ہم کوں کبھی دل سیں پیار
دو کدو ہم کوں درس آکے سدا رنگ کے گھر
(کبھو) کہ رگ جاں ہے فریاد میں جوں بین کا تار
یوں لگا لے کے اسے خوار جو کرتے ہو عبث
پھیر دو ہم کوں اگر نہیں ہے مرا دل درکار
غیر جل بل کے ہوا رشک سیں تب ہم والا
جب ملا گرم مجھے باغ میں وہ لالہ عذار
اٹھ بیٹھا سن کے رقیبوں کا رہا ہوں ششں و پنج
کیا حساب اب کے کبھی آکے ہووے ہم سیں دو چار
آبرو یار در آیا جبھی دروازے سیں
کھل گئے دیکھ اسے دور سیں چھتیوں کے کواڑ

(۱۱)

بھوک سیں آئی ہو جس کی موت جی ہو جان ہار
وہ کوئی اس شوم کا منہ دیکھنے کوں جا نہار

سرد مہری میں کیا بے لطف اشک و آہ سیں
باد و بارش موسم سرما کی ہے کندہ بہار

خوب ..ی شکل آ سکتی نہیں تصویر میں
مدتوں سیتی مصور کھینچنا ہے انتظار

(۱۲)

تیز ہیں مژگاں سناں سیں بیشتر — آب سیں رہتی ہیں جن کی نیشتر (نیش تر)
کی ہے تیری دل و گاری نے بہار — بزم ہر گلشن سیں اب دل ریش تر

(۱۳)

بلبلیں روتی ہیں میرے غم سیں اور گلزار زار
حیف کیوں ہوتا نہیں تو ہم سیں اے عیار یار

دیکھ ان مژگاں کے گھاؤ اوپر دوانے ہو گئے
پھینکتی ہے آب کوں اس زخم پر تر وار وار

مت دکھا دیدار کے منگتا کا ظالم شکل زر
گھر جلے کے (کو) دل کرحق ہیں ہو ہے یہ دینا ر نار

ریختے کا کام تب ہوتا ہے جب سو چیز ہو
آب اور گل کے سوا کچھ ہے یہ اے گل کار کار

حکم ہو دیدار کا تو آ کے پاوے آبرو
صبح سیتی مانگتا ہے آ ترے در بار بار
خو برو کھولے ہیں ان کوں آرزو سیں آبرو
غیر کے طعنے سیں کب رکھتے ہیں یہ اشعار عار

(۱۳)

عشق کا اعجاز ہے یہ جمع ضدی آشکار
شوق والے ہم نیں دیکھے ہیں گئی زار و نزار
حسن کوں دنیا سمجھ اور عاشقی کوں جان تو
یعنی اس کوں سر بسر فانی و اس کوں پایدار

(۱۴)

منکر ہو جب دہن سیں بیٹھا خموش ہو کر
ثابت کیا سجن پر تب ہم نے گفتگو کر
ڈرتا ہوں جب گلی میں رکھتا ہے آبرو سر
مت پاؤں کوں سجن کے کہیں لاگ جائے ٹھوکر
دے بیٹھے طرف میرے بولے کہ ہم تو سوئے
تیرے بھی جی میں آوے اے آبرو سیو کر
(تو)

(۱۵)

تیری گلی کوں چھوڑ کرے خوش بہشت حور
عاشق کے اس قدر بھی نہیں عقل میں فتور
صحبت سیتی پوا ج کی دل بھاگتا ہے دور
نفروں کوں جمع دیکھ کے ہوتا ہے جی نفور
عاشق سیں گو کہ عیب سمجھتے ہو دوستی
پر مل گئے سلام علیکی تو ہے ضرور

دل کس قدر پتھر کروں اپنا کہ ہو وصال
جل جاہے تیری برقِ تجلی سیں کوہ طور

خوبی کا آئینے نیں یقیں کر دیا گماں
دل سیں ہمارے اس کا زیادہ ہوا غرور

زردار جانتا ہے عبث آپ کوں بڑا
کیوں مفتخر جماد سیں ہوتا ہے بے شعور

جلتے ہے چشم واشک یہ گرمی سیں جوش ہیں
تجھ بن انکھیاں ہوئی ہیں یہ طوفاں کا تنور

مانؔ آبرو کی بات نہ ہو ہرزہ اس قدر
معشوق مبتذل ہو تو جاتا ہے منہ کا نور

(۱۶)

تبختر چھوڑ عزت سیں ہمارے صید مردم کر
غرورِ یوسفی میں اس قدر مت آپ کوں گم کر

سجن تجھ چشم لب کے شوق میں میں آج مرتا ہوں
نظر بھر دیکھ لے میری طرف اور ٹک تبسم کر

طواف کعبہ دل کر نیاز و خاکساری سیں
وضو درکار نہیں کچھ اس عبادت میں تیمم کر

زباں سیں گو کہ حالت اپنے دل کی کہہ نہیں سکتا
پے تو عاشق کی اس بے قدرتی اوپر ترحم کر

مئے وحدت کا سب ساماں ہے اے بے خبر تجھ میں
انکھیوں کوں جام دل کوں آبگینا سر کے تئیں خم کر

تعین آبرو تیرا یہ گرداب جدائی ہے
ملا دے دل کے تئیں دلدار سیں قطرے کوں قلزم کر

(۱۷)

پھول جب پھولا ہوا تب بھید اس کا آشکار
تھا نہاں غنچے کے دل میں تجھ دہن کا خار خار
گو کوئی طوفاں ہو پر مرد آگے گیا چلے
تھم رہے دہشت سیتی تروار کے پانی کی دھار

متفرقہ

زلف کے کوچے میں کوئی گریاں ہوا ہے دل مگر ... کیوں لگے انجھواں سے اس قدر یہ لب...

یوں بندھا ہے گل بدن کے قد سیں دل بے اختیار
لال خاں پگڑی سیں، جو نکر باندھیے (دِرسا) تقصیر وار

سادہ روئی ہے نپٹ رنگیں ہونے کی بہار ... جان اس ہولی کے یہ خط غبار

آپ ہی گرے گا اس میں پڑے گا جب آکے پھیر ... بھائی دکے واسطے جو کوئی کھودتا ہے بیر

کیوں کر مریں نہ دیکھ کے یہ موسم بہار   نکلے ہے جی جنوں سیں جاما بدن کا پھار

جو گی ہوا درس کا انکھیوں کا کیلی کھب بیر   ہم جھونپڑا اجاڑ ادبل سے تمہاری چھب پر
(چھپر)

ہنس ہاتھ کا پکڑنا کیا سحر ہے پیارے   پھونکا ہے تم نیں منتر گویا کہ ہم کوں چھو کر

سونا جو کچھ ہو ہے سب کچھ کیا تھا ہم نیں   تو بھی گیا ہمن کوں وہ شوخ پیٹھ دے کر

ان لباں کوں یقین مصری جان   راست کہتا ہوں اس میں مت شک کر

یوں چھوڑ کر کے ہم کوں مت غیر کے بسا کر   پکڑی ہے ضبح ہم نیں تجھ بن مسامسا کر

کیوں نہ خرچے سیم و زر جب ہاتھ آوے زلف یار   سو ہزاراں گنج سیں بہتر ہے عاشق کو یہ مار

عاشقی کے ملک کے اب ہم ہوئے ہیں تاجدار
خوب رویاں کا ہمارے ساتھ ہے اک شہر یار

تیرے اوپر جگت کے خوباں رہے ہیں سب مر
کوئی ہاتھ سے تمہارے دلبر ہوا نہ جاں بر

علی سیں ہم نیں جانا دین و ایماں اور پیغمبر
پیغمبر علم کا گھر ہے پے اس گھر کا علی ہے در

غیر سیں میٹھے بچن کرتا ہے تو گوشوں میں در
دیکھیے یہ کب تلک چھوڑے گا تو کلھیا بیں گر
(اگر)

آبرو کے قتل کوں حاضر ہوئے کس کر کمر
خون کرنے کوں چلے عاشق پے تہمت باندھ کر

ردیف ز

(۱)

اب سجن کس واسطے کرتے ہو تم پھر پھر کے ناز
جان و دل جو کچھ کے تھا سو کر چکے ہم سب نیاز
سخت گیری سیں تری مژگاں کا پنجا مڑگیا
صید سیں سنگیں دلاں کے پھر نہیں آتے ہیں باز
عقدہ انگور میں ہے شوق کا اس کے نشا
مست کب ہے جس کا دل نہیں آگ سیں غم کی گداز
لگ چکا تب چھوٹنا دشوار ہوتا ہے نپٹ
اولاً خوباں سیتی لازم ہے دل کوں احتراز

صاف طینت بس کہ ہوں فانوس سیں مانند شمع
تن سیتی میرے نظر آتے ہیں یکسر جی کے راز
شوق کے پنجے سیں اس کے بچ سکے یہ کیا مجال
صید کوں معشوق کے ہوتا ہے عاشق پاک باز
سب بتاں میں ایک تیری صفت کرتا ہے جاں
شعر کافر آبرو کے کیوں نہ پاویں امتیاز

(۲)

پنجے میں غیر کے ہو تس کے تئیں نگہ باز
دابے جنگل میں الٹا کہلاوتا ہے وہ باز
بازی بتا بتا کر کرتا ہے صید سب کوں
یہ باز نہیں کبوتر گرداں ہے گرہ باز
کہتا ہوں صید مت کر انکھیاں ملا کسی سیں
رہتی نہیں یہ ہر گز ظالم تری نگہ باز
خوباں فلک پہ جاویں تو کیا ہیں ترے آگے
سنمکھ تری جھلک سیں رہتا ہے دھرمہ باز
(رہتے ہیں)
سارا سپاہ مژگاں محکوم ہے انھوں کا
صید افگنی میں تیری انکھیاں ہیں آج شہ باز
تیری اکڑ کی سج نیں مارا ہے صید دل کا
تو زور ہے پیارے بازوں میں کج کلہ باز

بھوکا ہے عاشقاں کا لونڈا ہے یہ شکاری
کرتے ہو منع ناحق نہیں آونے کا یہ باز

تب ہوا مراد حاصل دل کی کہ اس کوں جی میں
گھر جان کر کے اپنا اس آشیاں میں رہ باز

اک بار آبرو کا لوہو تو پی چکا توں
پھر کیا ہے تیرے جی میں (تو) کھول کر کے کہہ باز

(۳)

کئی لاگے ہیں لونڈے گوں نظر باز
پے وہی لیوے گا جو ہووے گا زر باز

کوئی دے خرچ ہیلی کا تو مت لے
یہ تا نبا زہر ہے تو اس سیں (ڈر) باز

وہ کیونکر اس کے پنجے میں نہ ہو صید
رہتا ہے رات اور دن جس کے گھر باز

ہوا ہے صید کا دل دیدۂ شوق
تری مژگاں کا پنجا دیکھ کر باز

ہوئی ہے عقل سب کی باؤلی پھر
کیا ہے چاہ نیں تیری اثر باز

انجھو بسمل کبوتر ہوے تڑپے
کیئے جب ہم نیں اپنی چشم تر باز

کسی سیں آبرو چاہے تو مت مل
کہ ہر جر پایے نہیں رکھتا نظر باز

ردیف س

(۱)

آج پھر ہم سیں کر دیا ہے اداس
ان رقیبوں کا جائے ستیاناس

سیج تیری کے شوق میں چھوڑا　　رات کوں پھول نیں چمن کا باس
سر چڑھا ہے تمن کا منہ پا کر　　عاشقی بوالہوس کوں آئی راس

غیر صحبت میں اب لگا جانے
چھوڑ کر اپنی آبرو کا پاس

(اپنے)
(۲)

جیوتا تھا دیکھ کر تیرا درس　　جان مجھ دل کا تو ہے انجھا برس
جان پڑتی ہے بدن سیں راگ کے　　تو کرے جب واہ واہ دل سیں ہلس
ناتوانی سیں نپٹ بے تاب ہے　　اس قدر نازک کمر اپنی نہ کس
یوں تن لاغر جلا ہے عشق میں　　شعلۂ آتش میں جیوں جلتا ہے خس
ایک غم سیں دل اگر خالی کروں　　صفر ہو کر ایک کوں کرتا ہے دس
کیا کہوں تیرے تغافل سیں پیا　　کچھ نہیں چلتا ہے میرے دل کا بس
جب کہ اٹھ جاتا ہے تو اے جلوہ (گر)　　جان جا ہے بزم کے تن سوں نکس
یوں گرے ہیں بوالہوس تجھ مکھ کوں دیکھ　　شہد کوں جوں دیکھ کر ٹوٹے مگس

مہرباں پے رحم ممکن نہیں کہ ہو
آبرو کا جیو جاتا ہے عبس

(عبث)
(۳)

زیب تیری کے داغ سیں طاؤس　　کئی سو شمع کا ہوا فانوس
بے وفا ہے بہار گلشن کی　　بلبل و گل کے حال پر افسوس

آبرو کی طرف سیں الٹا ہے
کیوں نہ لکھے رقیب کوں معکوس

یہ تیھا بیٹھ کے کہے کس پاس
کہ لگے بیٹھنے اب جس تس پاس

کون تھا کہہ وہ خدا کا کھویا (؟)
دودھ سے دیہہ ملائی کس پاس

متفرقہ

شور سیں نوبت کے ہے آزار میں سارا پڑوس
بد دعا ہے حق میں دولت مند کے آواز کوس

ردیف ش

ترے قد کی بڑھی کاکل کی یوں حلقاں سے آرائش
عدو جوں ایک کا صفراں سیتی پاتا ہے افزائش

وہ خال عنبریں اس آتشیں چہرے پہ جب جھمکا
جلا خورشید سارا دیکھ کر ذرے کی آرائش

گلایا جب سیں غم نیں تب سیں نکلا رنگ عاشق کا
ہوئی دور آگ کے جلنے سیتی سونے کی آلائش

سپید انکھیاں سیتی اپنی بہاؤں دودھ کی ندی
اگر شیریں ادا میرا کرے ٹک مجھ پہ فرمائش

اسا س اس کی حباب آسا دا د (؟) سانس اک لوں تو ڈھ جائے
کریں گھر میں فلک کے آبرو ہم کیوں کے آسائش

ردیف ص

دل کوں کرتا ہے بے قرار اخلاص
تن و جاں کوں نزار و زار اخلاص

شوق چھپتا نہیں چھپائے سیں
ہوتا ہے آخر آشکارا اخلاص

وصل اور ہجر دونوں یکساں ہیں
جب ہوا آپس کے بیچ پیارا اخلاص

معطیوں سیں بزور ملتا ہوں
کرتا ہوں ان سیں مارمارا اخلاص

دوسرے کے سلوک کا ہرگز
نہیں کرتا ہے انتظارا اخلاص

آبرو آشنا نہیں گل رو
کوئی اس سیں کرے ہزارا اخلاص

ردیف ض

ہمارے یار کا ہے اس قدر صفا عارض
کہ دل میں شک ہے مرے، آئینہ ہے یا عارض

جو عضو ہے سو صفا تر ہے ترا مکھڑے سیں
بدن ہے جان ترا سر سیں تا بپا عارض
(تیرے)

تمام چشم ہوا دل یہ آئینے کی مثال
نظر میں خوب ترا اس قدر لگا عارض

جو عضو ہے سو مقابل ہے عضو دیگر کے
نہیں ہے ایک سیں کچھ کم یہ دوسرا عارض

نہیں ہے اس میں کہیں جائے خال کی خالی
ہمارے یار کا ہے اس قدر بھرا عارض

چمن میں پھول نہ ہوتا شگفتہ رو ہرگز
ہمارے یار کا جو آکے دیکھتا عارض

چمن میں رات کوں پھول آبرو نہ لاگے خوب
مگر یہ زلف میں دونا ہے خوشنما عارض

ردیف ط

نہیں یہ تارے بکھرے ہیں شک کے نقط
اس قدر نسخۂ فلک ہے غلط

خال سیں دیکھتا ہوں خط کی شاں
کہ اول خط کی اصل ہو ہے نقط

مطرب اب (پیرتا) ہے بحر اصول
کہ بجاتا ہے اس طرح بربط

دل طلب میں لیا ہے چہرے پر
نوخطی کے دکھائے کے دسخط (دستخط)

عیب ہے غیر سیں ایتا ملنا
مت نہ مل اس سیں آبرو کی نمط

متفرقہ

جو کہ تھے معشوق دلی بیچ سو سب پڑھ گئے (ڈبر ٹھ)
سادہ رو ہم کوں نظر آتے ہیں یار و خال وخط

ردیف ظ

خوے ظالم کی بلا ہے الحفیظ — دل نیں اس ڈر سیں بھرا ہے الحفیظ (پڑھا)

جن نیں تیرا ظلم دیکھا ایک بار — اس بچارے کی دغا ہے الحفیظ

بات واعظ کی نہ سن دل کوں نہ پھیر — بوجھ اس میں کچھ دغا ہے الحفیظ

اے ستم گر ڈر سیں تیرے طور کے — درد اب میرا ہوا ہے الحفیظ

دل ہمارا عشق کے کوچے میں آج
آبرو پھر کر چلا ہے الحفیظ
(پڑھ کر)

ردیف ع

غزل میری کا یہ مطلع مگر خورشید ہے لامع
کہ دل ذرے کا جوں لاگا تڑپنے جب ہوا سامع

اگرچہ دین میں عاشق کے بوسا کفر ہے پیارے
پے ایسا کون ہے جو دیکھ تیرے لب نہ ہو طامع

دعا کرتا ہوں سن کر آبرو یک رہ کا یہ مصرا (مصرعہ)
ترے بیوستہ ابرو کیوں نہ ہو ویں مسجد جامع

ردیف غ

سانولے کے روبرو دل ہے ہمارا داغ داغ
دیکھ لو کالے کے آگے آج جلتا ہے چراغ

بوالہوس کے طور ہو ہے میرزائی شوق میں
آبروؔ عاشق منش اور شان سے ہے بے دماغ

متفرقہ

کیا عجب دل کوں اگر خورشید کے ہوں دل میں داغ
رشک سیں مجھ داغ کے راتوں کو جلتا ہے چراغ

جوش سیں لالا کے ہے کوہ بدخشاں باغ باغ
لعل تجھ لب کی جلن سیں ہو گئے ہیں داغ داغ

ردیف ف

(۱)

یار کا حسن ہو جتا (جتنا) کے لطیف — عشق عاشق کا ہے وتا ہی عفیف
اس شرافت کی وضع نیں تیری — اپنے عاشق کئے وضیع و شریف
دیکھ کر تجھ مئے نگاہ کے تئیں — دل ہوا آبگینا انکھیاں حریف
نہیں لگتا کبھی ہمارا داؤ(ں) — وہ دغا باز ہے بڑا سا (؟) حریف

پیرِ وحسن وعشق موزوں ہے خوش لگے قافیے کے ساتھ ردیف
شعر تر دیکھ آبرو ترے
دل منیں ہو گیا ہے بحر خفیف

(۲)

خصم گردوں ہے تو کہتا ہوں اسے یہ لام کاف
کوئی فلک کا نام کیونکر کے بیلے بے لام کاف
چھوڑ کر عاشق کے تئیں معشوق پر الٹا مگر
ماہ ییں کیوں ہے فلک کا منقلب بے لام کاف
دل کے تئیں خوبی کے دکھلاتے ہیں سب یکساں جھلک
کیا بتاں کی مہربانی کے سخن سیے لام کاف
میں بناتا تھا ترے ماتھے پہ ٹیکا تو مجھے
گالیاں دیتا تھا اب لگ یا دہے تے لام کاف
آبرو چاہے تو اپنی شاعری کوں چھوڑ دے
پیش نہیں جانے کی ہرگز اس طرح یے لام کاف

ردیف ق

(۱)

ہے دل (و جاں) کا نہ تنہا دشمن آرام عشق
مہر و مہ کوں چرخ میں رکھتا ہے صبح و شام عشق

جوں ادا و ناز و خوبی کوں کہتے ہیں مل کے حسن
یوں ہزاروں آرزوؤں کا رکھا ہے نام عشق

کب زلیخا شہر میں رسوا ہوئی مجنوں سیں کم
مرد ہو یا زن کرے ہے سب کو یہ بدنام عشق

صید کے جوں تر پھراتے ہیں پے نہیں ہوتے خلاص
سخت تر زنجیر سیں رکھتا ہے ظالم دام عشق

میں قرار اپنے پے قایم ہوں پے تم ہو بے وفا
حسن کے تئیں ہر گھڑی دیتا ہے یہ پیغام عشق

دل بڑا ہے مہر کا لیکن تڑپ ذرے کی نہیں
حسن سیں کب ہو سکے کرتا ہے جو جو کام عشق

مر گئے سیں ہوئے گا دونا اسے خط کا شکار
گور کا رکھتا تھا دل کے بیچ اگر بہرام عشق

جب کہ ایسا زور رکھتا ہے یہ کافر بت پرست
تب خدا کے طالباں کے تئیں کرے ہے رام عشق

آبرو نیں خوار ہو کر زندگی حاصل کری
شان جو رکھتے ہیں تنکا اب تلک ہے خام عشق

(۲)

کیا کرے محراب سر بازی میں سر رکھتا ہے شاق
دیکھ وہ شمشیر ابرو غیر کی طاقت ہے طاق

آسماں پر نہیں یہ انجم تیر مجھ نالوں کے جان
ہو گئے ہیں بوند تو دے میں نظر آتے ہیں قاق

ان کوں پاؤں تو پیارے اپنے کاندھوں پر رکھوں
صاف تر ہیں ان بتاں کی گردنوں سیں تیری ساق

شرم کا رہنا نپٹ دشوار ہے دنیا کے ساتھ
آبرو چاہے تو دے اس فاحشا کے تئیں طلاق

متفرقہ

کیوں نہ ہو پیوستہ تری ابرواں کا اشتیاق
آج خوبی اور زیبائی میں ہے یہ جفت طاق

تھا جو پروانہ ہمارے دل کا شاگرد رشید
لے گیا کیوں شمع سیتی آپ جلنے میں سبق

ردیف ک

(۱)

یار وڈرو کمر سے مرو ڑو نہ بھر کے انک
آجا کہیں لچک تو ابھی لاگ جا کلنک

رہتی نہیں زباں یہ موذی رقیب کی
بچھو کا جس طرح کہ ٹھہرتا نہیں ہے ڈنک

تنکے اوچھل پہاڑ سنا تھا سو دیکھ لو
بھاری ہوا ہے جان و بدن سوکھ کر تنک

ہے عیب بیقرار کوں آرام عشق میں سیماب اگر جو آگ میں ٹھہرے تو ہے کلنک

تم خط کے وقت بھی نہ ہوئے آبرو کے یار
اس کے سجن نصیب میں یوں ہی لکھے تھے انک

(۲)

دو خال عارض کے گوشے میں پڑے ہیں اور وسط میں ایک
جدا وہ ایک گویا قطب ہے دو دل کے گرد انک (؟)

نکل سکتا نہیں لڑکے جوں باہر کبھی ڈر سیں
مرا دل زلف میں جب سیں پھنسا تب سیں ہوا بالک

رقیب روسیہ نہیں قحط ڈالا وصل کا ہم کوں
لگائی ناحق اپنے منہ پے اس مردود نے کالک

(نہالی) سیں بدن اس سرو قد کا ہے ملایم تر
کہتا ہوں راست لا دل سیں یقیں اس میں نہ کر تو شک

(۲)

کیمیا پایمال غم ہے اُسے عشق کی راہ میں ہوا جو خاک
میں ہوں مجنوں انکھوں کی گردش کا کیوں نہ پھر پھر کروں گیباں چاک
جو کرے اس خط غبار کی ہجو پڑتی ہے اس کے منہ پے حسن کی خاک

درد کی آبرو نیں بو پائی
کیوں نہ اس کی رہیں انکھیاں نم ناک

ردیف گ

ہاتھ آیا ہے یو دن کر کر دعا راتوں جاگ جاگ
عید ہے پیارے گلے سیں آج تو عاشق کے لاگ

خوں بہا ہے یہ نظر بھر دیکھنا میرا سجن
میں ترا قرباں ہوا ہوں مجھ سیں (تو) ایتا نہ بھاگ

سر لگا ہے اب تو اے پیارے ترے فتراک سیں
ساتھ ہوں میں چھوڑنے کا نہیں ترے گھوڑے کی باگ

شوق بن دل سیں نہیں دم مار سکتے آہ گرم
تب دھواں حقے سیں نکلے جب چلم پر ہووے آگ

حال سیں ہجراں کے عاشق کوں لگے سورٹھ لگے
شب بہا تے ہیں ہمیں انجھواں بہاگا گا بہاگ

جب درس دے سانولا تب جا مجھے کلیان ہو
بھاؤتا نہیں سیام بن مجھ کوں کسی کا رنگ و راگ

آبرو دل میں مرے ہے کس کی کاکل کا خیال
آہ کیوں سر کھینچتی ہے دل سیں میرے ہو کے ناگ

(۲)

عشق کوں بجنت سیہ کی ہووے کیوں نہ لاگ
کوئلے سیں گرم دیکھو کس طرح لگتی ہے آگ

غیر ہو ہو زرد رُرو گلتا ہے سونے کی مثال
دیکھ کر کے عاشق اور معشوق کا باہم سہاگ

متفرقہ ک وگ

اس لالچی نیں شرم کی سب چھوڑ دی الوک
جو کوئی کہ نقد خرچ کرے سو رکھے ہے روک

پھر پھر منڈا منڈا کے دیا سبز خط بگاڑ
پھر پھر گھٹا گھٹا کے کری بھنگ تم نے بھوگ

دیکھ چھوڑے ہم نیں کئی ہندوستان زاب تلک
پے تری انکھیوں سا کوئی پانکا نہ دیکھا نک پلک

آج عاشق کی بے نصیبی ہے
کہ تم اس پاس سیں چلے ہو بھاگ

مستوں میں اس کے قند سے لب کی چلی تھی بات
بزم شراب کیوں کے نہ ہو جائے گر کے رنگ (۹)

ردیف ل

افسردگی سیں یاس کی ہم کوں ہوا وصال
پکڑا ہے آہ سرد کے کانپے سیں ہم نے لال

حیراں ہو رہا ہے تجھے دے کے آئینا
سنمکھ اسے کوئی نہ ہوا تھا تری (دیکھ) مثال

تجھ زلف میں جگت کے بھرے آتمام دل
مزرع میں آج حسن کے تیرے پھلے ہیں بال

اے جان تیرے ہجر کے غم ہیں مروں نہ کیوں
مرنے کوں سب جگت میں کتے ہیں ہوا وصال
(کہتے)

لیتے ہیں جونکہ سیپ سیں موتی کوں کاڑھ کر
سینے کوں پھاڑ دل کوں مرے یوں لیا نکال

چوگان سے لگی ہے مرے دل کی گیند کوں
دوڑا کیا ہے آج ادھر ہو کے خال خال

کیوں کر نہ دولتی کی خوشامد کرے فلک
چرخے کا گرم کیونکے چلے جب نہ ہوے مال

دعویٰ ہے جس کوں شعر کی قوت کا آبرو
مضموں کے آ کے بوجھ اٹھا دے ہمن کے نال

(۲)

عشق کی شمشیر کے جو مرد ہوتے ہیں قتیل
ان کو مشہد جنت اور جریان خوں ہے سلسبیل

خون انکھیوں کا کیا انجھواں کے تئیں دل نے سبیل
غیر کوں کیوں دیکھتے ہیں گھر میں یوں تیرے دخیل

سرمواں کب چشم تیری کے برابر ہے سیاہ
فرق ہے ہر مو میں مژگاں کے اس سیں میل میل

اب تو ملنے بن نہیں ہوتا ہے مجھ دل کا نباہ
قصد جاں بخشی کا ہے تو مت کرو اک دم کی ڈھیل

دل نہیں تیرے عشق کے آزار کو راحت کیا
بیٹھ کر آتش کے تئیں گلزار کرتا ہے خلیل

دیکھنے میں دور سیں عاشق کے کچھ جاتا نہیں
اس قدر معشوق کیوں ہوتے ہیں درشن کے بخیل

خوں کوں اپنے کیا ہے تیغ کوں تیری مباح
آبرو ہے صدق پر اس قول کے دل کا کفیل

(۳)

کبھی تو دل کی مری عاجزی کوں مان جمال
(جان)
خدا کے واسطے مت کر غرور مان جمال

لباں کماں کی طرح کھینچ کھینچ پے در پے
صدا کے مارتا ہے تیر تان تان جمال

ترے ہی نام ہے اقلیم راگ کی شاہی
بلند سر ہے تمہارا یہی نشان جمال

یہ شک نہیں کہ تری تان خوبصورت ہے
بجا ہے راگ پے اپنا ترا گمان جمال

سپر جگر کے کرے کیوں (نہ) چاک چھپتے ماں (؟)
یہ تیغ ساتھ نکلتی ہے لے کے سان جمال

تو ڈھونڈھ ڈھونڈھ تغافل کے گیت گاتا ہے
کسی کے جیوں کوں کھووے گا تو ندان جمال

کلیم کیونکے نہ ہوئے دیکھ تجھ کوں روشن چشم
تو سر سیں پاؤں تلک سر میں کی ہے کان جمال

(۴) (سرمے)

تری انکھیوں میں دل اے شوخ اچپل
کیا بے طاقت و بے تاب و بے کل

سیاہی کا ہوا ہے روشنی نام
لگایا جب سیں تو انکھیوں میں کاجل

گلے تیرے پڑے کیوں کر نہ یہ دل
تمہاری ہی بغل میں اس کو ہے کل

ترا دیدار پایا اے سبدھی
سب عاشق گاوتے ہیں آج منگل

وہیں پاؤگے یارو آبرو کوں
جہاں کہیں عاشقاں کا ہووے دنگل

(۵)

کیوں پڑا اس غم کے بستاروں میں دل
اب گنوا اس زلف کے ماروں میں دل

ہر طرف سیں ہے بتاں کی مار مار
گوٹ ہے چوپڑ کے ان ساروں میں دل

شوق سیں جس گھر میں تو ہو جلوہ گر
آئینے ہو جائے دیواروں میں دل

دم بدم ناحق نہ ہو زخمی سو کیوں
جا پڑا ہست (ابن) دھرم ہتھیاروں میں دل

جب سیتی دیکھا ہے وہ خال سیاہ
تب سیتی رہتا ہے رخساروں میں دل

ٹوٹ جانب کیا کروں حرفت کا کام
تھا بڑا عاشق کے اوزاروں میں دل

آبرو ہو ایک گل کا عندلیب
خوار ہو جاتا ہے دو چاروں میں دل

(۶)

مگر تم سیں ہوا ہے آشنا دل
کہ ہم سیں ہو گیا ہے بے وفا دل

چمن میں اوس کے قطروں کی مانند
پڑے ہیں تجھ گلی میں جا بجا دل

جو غم گذرا ہے مجھ پر عاشقی میں
سو میں ہی جانتا ہوں یا مرا دل

ہمارا بھی کہا تا تھا کبھی یہ
سجن تم جان لو یہ ہے برا دل

کہو اب کیا کرے دانا کہ جب یوں
برہ کے بھاڑ بیں جا کر پڑا دل

کہاں خاطر میں لاوے آبرو کوں
ہوا اس میرزا کا آشنا دل

(۷)

لگا ہے دل کوں ہمارے ترا خیال جمال
یہ زخم تان کا سالے گا ماہ و سال جمال

برن سیاہ تمہارا اگر مداری ہے
کہ ترے راگ سیں مجلس ہیں ہے دھمال جمال

لوگوں کے دل کوں لیا ہے تمہوں نیں بانگ بلند
یہ اور بھی کسی دلبر کی ہے مجال جمال

تمام تان کے زخماں سیں ترپھڑاتے ہیں
خدا کے واسطے مجلس کا دیکھ حال جمال

خدا تجھے بھی کرے باغ بیچ راگ کے سبز
تری صدا نیں کیا ہے ہمیں نہال جمال

سنا ہے جب سیں ترے مکھ سیں راگ ساگر کوں
بھرا ہے اشک سیں تب آبرو نیں تال جمال

(۸)

نکلے تم آ صبا کی طرح جب چمن ہیں بھول
گل بن کے دیکھ تم کوں گئے ہانتھ پاؤں بھول

آزار ہے تمام سخن ہجر کے نہ پوچھ
جب یاد آوتے ہیں تبھی جیو جا ہے بھول

(۹)

عشق دولت ہوا ہے ہم کوں آتا دل (وبال)
غم سیں دل بھر رہا ہے مالا مال

اشک سوں جل کے گل گئے گل رو
آتشیں رنگ دیکھ تیرے گال

کیا کہوں تیرے رنگ کی خوبی
برگ گل کی طرح زباں ہے لال

دو جہاں بیچ سرخ روئی ہے
جس کے دل میں بسے نبی کی آل

لطف کر کے نہال کرنا ہے
نہ کہ عاشق کے دل کو دیجے ڈال

تان چوگاں تھی و دل تھا گیند
راگ میں صوفیوں کا دیکھا حال

تجھ تغافل کی تیغ نیں ظالم
شہر خالی کیا ہے سب ڈھنڈال

حق تجھے آبرو نصیب کرے
آج خوش دل ہوا ہوں دیکھ جمال

(۱۰)

جو کہ فرماؤگے سب کچھ ہے مجھے دل سیں قبول
حکم سیں تیرے نہیں ہے ہم کوں اے شاہد عدول

اے سجن عاشق کا دل یہ دیکھ آپس کی شکست
ہو گیا ہے زرد غم سیں جس طرح توڑے کا پھول

(۱۱)

کیا ڈھونڈھتا ہے زلف کی بو کا سراغ گل
سنبل کی طرح کیوں ہے پریشاں دماغ گل

کون آوتا ہے باغ میں صہبا کشی کے تئیں
شیشا ہوا ہے سرو سراپا ایاغ گل

جلتا ہے اب تلک ترے مکھڑے کے رشک سیں
ہر چند ہو گیا ہے چمن کا چراغ گل

سوداگر ہوا ہے ترے حسن کا اسے   بازار میں جو چھوڑ کے آیا ہے باغ گل

تجھ شعر کی شگفتہ زمیں دیکھ آبرو

لالا کی طرح جل کے ہوا داغ داغ گل

(۱۲)

ترے پھراتے میں نظر آئے (کہیں کیا) قاتل

تب توں بسمل کوں ہوا جان کا دینا مشکل

شوق میں کوچہ دلدار کے جب روتا ہوں

اشک کی شکل ہو انکھیوں سیں نکلتا ہے دل

(۱۳)

گورے مکھڑے پے ترے حسن کا ضامن ہے یہ تل

ہو ہے کافور کی پرواز کوں مانع فلفل

وصل کی عرض کا جب وقت کبھی پاتا ہوں

جا ہیں خاموشی سیں تب لب مرے آپس میں مل

(۱۴)

بہار آئی کلی کی طرح دل کھول   گلوں کی بھانت ہنس بلبل کے جوں بول

پیا تیرے زنخ میں چاہ کر کے   ہوے سب عاشقاں کے دل ڈ واں ڈول

ہمارے جان و دل سیں غم نیں ضد کی   ہوا دل تنگ و جامے میں پڑا جھول

بلا ہے راہ بہکانے کوں یہ زلف   گیا ہے بیچ اس کے دیکھ مرغول

بکائی ہاتھ اس کے آپ زر دے

بھلا یوسف زلیخا نیں لیا مول

متفرقہ

خوبی کا نقش اوٹھنے لاگا بناؤ سیں اب
تم بات خوب بوجھی جو ہم کہی تھی منہ مل

جھک گئے دیکھ دیکھ حسن و جمال خط (جو) پایا سجن کے آ کر نال

ہار کے دانت کاڑھ دیتا ہے جس کوں پہنچے ہیں گنجفے میں خلال

اس طفل گاؤدی سیں مراجی گیا ہے جل
جاتا ہے ایک ہانک پے طوطی کی سن کے بھول

انکھیاں لگی ہیں تم سیں مری جب سیں اے چنچل
تب سیں نہیں قرار مرے دل کوں ایک پل
ڈوبا ہے نقش پا کی خجالت سیں کنول
پانی خرام دیکھ پیا کا گیا ہے جل
کرتا ہوں اس کی عقل پر افسوس ہاتھ مل
جو برگ گل کہے تری انکھیوں کو فی المثل

عشق کے اثبات کوں عاشق کوں خواری ہے دلیل
تب تو یوں سنتا ہے ان سب واعظوں کے قال و قیل

سیم تن جب عمر سیں اترا تو نہیں رہتا ہے مال
کم کوئی بازار میں لے ہے رو پیا غیر سال
بغیر عاشق بتاں کی خوش قدی ہوتی ہے بے حاصل
صنوبر جانئے تب جب لگا ہو اس سیں کوئی دل

زاہدوں کے تئیں اگر ہوتا ہے جو اک مقدار علم
چھوڑ کر شملے کوں کیوں ہوتے وے اصحاب الشمال (؟)
صبح اٹھ حمام جاتے ہیں طمع سیں اس کے نال
رات جو دیتا ہے ان لونڈوں سنے تئیں ایک مشت مال

جگت کے نوجواں گل رو لنے پر ہیں لٹو بالکل
فجر سوتے سیتی اٹھتے ہیں سارے بولتے بلبل

ردیف م

دیوانہ ہو گئی ہیں ترے مکھ کوں تاڑ چشم
روتی رہیگی پلک کے گریباں کوں پھاڑ چشم

ان بن جگت کا دیکھنا بھاری ہوا مجھے
پیارے نباں ہے چہرے کے اوپر پہاڑ چشم
(نبا)
چھٹ اک نگاہ عجز نہیں اور گناہ کچھ
ظالم اتیے غضب سیں مرے پر نہ کاڑ چشم
عینک جیس کہ گھات نظر کی ہے آنکھ کوں
(جیسی)
یوں دل کے دید کرنے کوں ہوتی ہے آڑ چشم
لیلی کا حسن دید کیا چاہتا ہے توں
مجنوں کی بائے چشم کے بھیتر گھساڑ چشم
اس ڈر کہ نیند چور ہو تجھ بن مت آڈھسے
(دھنسے)
باندھی ہے گرد رات کوں پلکاں کی باڑ چشم
دھنس بیٹھ کر کے جائے پہنچتی ہے آبرو
دیکھے ہے گرد یار کے جو بھیڑ بھاڑ چشم

(۲)

دلدار کی گلی میں مکرر گئے ہیں ہم
ہو آئے ہیں ابھی و پھر آکر گئے ہیں ہم
بے رحم و بے وفا و تنک رنج و تند خو
تجھ کوں ہزار نانو سجن دھر گئے ہیں ہم
(نام)

(۳)

ہم مارتے ہیں جس کے اخلاص کا سجن دم
رکھتے ہیں اس کوں اپنے جی میں عزیز ہم
ڈرتے ہیں دیکھ دل میں یہ اہتمام رستم
ہو فرش لاٹھیوں سیں جو تجھ گلی میں جا جم

جس وقت رحم تیرا لگتا ہے غیر کے تئیں — اس وقت اشک سیتی جاتے ہیں جان مرہم
سات آسماں کے اوپر کرتے ہیں سیر تب ہی — جس وقت سادھنا میں تم گاؤتے ہو سرگم
معشوق بن کے گیسو شرط آن گر پڑے ہیں — جس کے نہ ہو دئیں ہزلفیں کہئے نہ اس کو بالم

(۴)

نیمہ لبریز امید و نیمہ لبریز بیم — گلشن ایمان کا رعنا گل ہے تیرا دل دو نیم
تجھ تجلی کی صفت کیوں کر بیاں میں آ سکے — دیکھ کر تیری جھمک بے ہوش ہو جاتا ہے کلیم
اس گلی کے تئیں نہیں پہنچ سکتا ہے یہ میرا غبار — خاک حسرت ہو گئے پر تو کرم کر اے نسیم
رنگ میں جو گندمی ہو اور بدن میں نیم گوشت — اس طرح کا حسن ہو ہے حق میں عاشق کے حلیم
عشق کی آتش میں بے شک معجزا عیسیٰ کا ہے — زندہ اس کے دم سیں ہوئے شمع جوں عظم رمیم
بے کسی دل کوں ہمارے آبرو ہے عشق میں — قیمتی ہوتا ہے وہ گوہر جو ہوتا ہے یتیم
تجھ بھواں کی دیکھ کر باتاں و یہ طرز ادا — دل مرا قبلے کی سوں پیارے ہوا جاتا ہے دو نیم

آبرو کہنے میں جیسے زہر کوں میٹھا کہیں
اس طرح اس سنگ دل کا نام ہے عبدالرحیم

(۵)

عجب میں ہوں کہ اپتے یار ہوئے سکے باہم — کری ہے ہم سیں سجن تم نیں آشنائی کم
ہمارے دل کی غلامی میں کیا قصور آیا — کہ اس کوں دیکھ کے تم اس قدر ہوئے برہم
مگر یہی کہ کبھی تم جو سامنے ہوتے — تو اس طرح کوں تمہاری نہ دیکھ سکتے ہم
کہتے کہ جان آتا ہم سیں کیوں ہو تم ناخوش — مرے گناہ کوں بخشو دلوں سیں ہو خرم
تم اس گناہ کے بخشوانے کوں ہو کے خفا — کتے ہو سب سیں کہ لڑتا ہے ہم سیں یہ ہر دم

طرح ملاپ و محبت کی پھیر ڈالی ہے
لگے عتاب سیں کرنے ہمن پہ ظلم و ستم
خدا کے واسطے اس طرح مہربانی کر
کہ میرے جیو سیں جاتا رہے تمام الم
کہ ہم تو جان سیں اپنی غلام ہیں تیرے
ہمارے حق میں مگر تو دریغ اپنا کرم

(٦)

جلتے تھے تم کوں دیکھ کے غیر انجمن میں ہم
پہنچے تھے رات شمع کے ہو کر برن میں ہم
تجھ بن جگہ شراب کی پیتے تھے دم بدم
پیالے سیں گل کے خون جگر کا چمن میں ہم

لاتے نہیں زبان پہ عاشق دلوں کا بھید
کرتے ہیں اپنی جان کی باتیں نین میں ہم
مرتے ہیں جان اب تو نظر بھر کے دیکھ لو
جیتے نہیں رہیں گے سجن اس بیتھن میں ہم

آتی ہے اس کی بوسی مجھے یاسمن میں آج
دیکھی تھی جو ادا کے سجن کے بدن میں ہم
جو کوئی کہ ہے گا آپ کوں رکھتا ہے آپ عزیز
یوسف ہیں اپنے دل کے میاں پیرہن میں ہم

کیونکر نہ ہووے کلک ہمارا گہر فشاں
کرتے ہیں آبرو لیے ہی تخلص سخن میں ہم

(۷)

ابرو کے نوخطاں میں کرے تیغ جب علم
تب فوج عاشقاں کی ہوئی قتل یک قلم

ڈہکاوتے ہیں ہم کوں کمر بند یا بدھ باندھ
کھولیں ابھی تو جائے میاں کا نکل بھرم

ملنے کے بدھ میں ضد سیں نہ آیا کسی حساب
بنیے کا تھا امول جو ہوتا نہ ہرٹ دھرم

مرتے ہیں جب کہ آن کے توتوڑتا ہے تال
سگھڑوں کے حق میں جان ترا ناچنا ہے سم

شوخی سیں ترے سرو کی دونی ہوئی بہا
رم میں ترے الف کوں کیا گلشن ارم

کب ہر کسی کوں پیار کریں خوب آبرو
طالع ہرن اس کسی کے کریں اس اوپر کرم
(ہیں)

(۸)

اے دین و دل کے خون کے پیاسے سیاہ چشم
سیکھے ہیں کس فرنگ سیں تیری نگاہ چشم

دونے ہوا میں شوق کی ہوتی ہیں پر فشاں
رکھتی ہے جب پلک پے کبھی برگ گاہ چشم

آواز آوتے ہی ہمیں ہوش و گوش میں
تجھ بن . . . . . نگاہ کی کرتی ہے آہ چشم

پھر دیکھنے میں جان گرفتار ہو گیا
دشمن ہوئی یہ دل کی میرے خواہ مخواہ چشم

دبنا ہے بادشاہ کا عالی سپاہ سیں
مژگاں سیں سرکشوں میں ہوئی کج کلاہ چشم

(۹)

دلی کے بیچ ہائے اکیلے مریں گے ہم
تم آگرے چلے ہو سجن کیا کریں گے ہم

یوں صحبتوں کوں پیار کی خالی جو کر چلے
اے مہربان کیونکہ کہوں دن بھریں گے ہم

جن جن کو ہے چلے ہو سجن ساتھ ان سمیت
حافظ رہے خدا کے حوالے کریں گے ہم

بھولو گے تم اگر جو سدا رنگ جی ہمیں
تو نانو بین بین کے تم کو دھریں گے ہم
(نام)

اخلاص میں کتا ہے تمہیں آبرو ابھی
آئے نہ تم شتاب تو تم سیں لڑیں گے ہم

(۱۰)

جان تم بن یہ مر گئے ہیں چشم
آپ بیتی گزر گئے ہیں چشم

دل ہمارا تو تھا ہی خانہ خراب
اس سیں دونی یہ گھر گئے ہیں چشم

اک نظر آپ کوں دکھا کے سجن
دل ہمارے کوں کر گئے ہیں چشم

(۱۱)

ہر کسی کوں کیا ہے زر نیں دام
نام کیوں کر نہ ہو ٹکوں کا رام

تب جا آرام ہو مرے دل کوں
جب وہ کافر ہو آپ سیں آرام

ہاتھ آوے سو سے نکل جاویں
اب کے معشوقوں کا یہی ہے کام

گور کا زور مت پکڑ کافر
موت کے سیل میں گیا بہرام

سارے عالم سیں . . . . . . برہم
آگرے ہیں سجن ترے درہم

جب (کہ) ایسا ہو گندمی لونڈا
تب گنہ گار کیوں نہ ہو آدم

اس میاں کی صفت میں چل نہ سکا
کمری ہو گیا کمیتِ قلم

من ہرن اس قدر بھی رم مت کر   بوجھ ظالم کسی کے جی کا مرم
شان سیں بات درد کی نہ سنی   میرزائی سے تم ہوئے بے غم
سر بسر بے سرا ہو جو لونڈا   ماریئے اس کے زیر پر اک بم
آبرو کے اوپر کرم جو کیا
اس کے چشموں اوپر رکھے یہ قدم

(۱۲)

جو میاں کہتا ہوں اس کا نانو سو کب ہے فہیم
(ہو) (نام)
ہے عدم کا انتہا پیارے کمر تیری کا میم
کیوں نہ رو دیں اس طرح اشک تپیاں کا حال دیکھ
(تیپاں)
گود میں انکھیوں کے ہم پالا ہے یہ طفل یتیم
نقد کوں غنچے کے جوں مت باندھ اپنے ہاتھ میں
جائے گا بر باد رہتا ہے نہ زر باقی نہ سیم
خون ہوا غنچے کا کھلنا دیکھ کر رنگ بہار
بوجھ دنیا کی طرح دل کی ہوئی امید بیم

متفرقہ

ڈرایا مت کرو عاشق کو ہر دم   اتا حوا بھی نہیں ہوتا ہے آدم

کھیلیں تھے تم سیں غیر جب ہی مل کے گنجفا
تب دیکھ رشک سے ہوئے زیں سوختہ ہم
(شمع)

لالچی کیوں آپ کوں مشہور کروایا ہے تم
مانگتے کیا ہو سجن کچھ ہم پے دھروایا ہے تم

خط تراشی سیں ہوئے جو خوب رو جگ میں علم
ان کے تئیں بر جا ہے کہنا صاحب سیف و قلم

اس سخت دل کوں نرم کرو یا امام قوم تیرے قدم شریف نیں پتھر کیا ہے موم

ردیف (ن)

ہم جان بلب ہیں مرگ اوپر دل ہرے کے جوں
حرکت پہ جس ہے ہمن ہیں مرے کے جوں

انکھیوں کا عیش تلخ ہے تم بن ٹک آ ملو
کڑوے انجھوں سے گھر کوں بھرا ہے (گھڑے) کے جوں

گل رنگ تجھ عذار کے سبزے کو کیا کہوں
لالے کے بیچ خوب لگے ہے ہرے کے جوں

عاشق ستاؤنے کوں سمجھتا ہے کیا مزاخ
کیوں غیر بیچ بات (مذاق) کہی مسخرے کے جوں

ہیں تجھ گلی میں لخت میرے دل کے پائمال
صحن چمن میں برگ گلی جھڑ پڑے کے جوں

طفلاں کے سنگ در ہیں دوانے کوں آبرو
دل مست کے بغل میں ہے شیشے بھرے کے جوں

(۲)

شب سیاہ ہوا روز اے سجن تجھ بن
مثال شمع جلے اہل انجمن تجھ بن

ہوئی ہے جان مجھے زندگی مرن تجھ بن
کفن ہوئی ہیں بدن کے اوپر پسن تجھ بن

نہ شہر بیچ میرا دل لگے نہ صحرا میں
کچھ آوتی نہیں اے ماہ مجھ سیں بن تجھ بن

ہوا ہے آگ کا شعلہ شراب پیالے میں
لگا ہے جان لیاں کوں مرے دہن تجھ بن

اداس دل یہ ہمارا کہیں نہ جا پر جا
کٹھن ہوا ہے مجھے شہر میں لین تجھ بن

کبھی تو یاد کر اخلاص فاتحہ کہنا
کہ آبرو کا ہوا ہجر سیں مرن تجھ بن

(۳)

مت غضب کر چھوڑ دے غصا سجن
آ جدائی خوب نہیں مل جا سجن

بے دلوں کی عذر خواہی مان لے
جو کہ ہونا تھا سو ہو گذرا سجن

تم سوا ہم کوں کہیں جا گہ نہیں
پس لڑو مت ہم سیتی بے جا سجن

مر گئے غم سیں تمہارے ہم پیا
کب تلک یہ خون غم کھانا سجن

جو لگے اب کاٹنے اخلاص کے
کیا یہی تھا پیار کا ثمرا سجن

چھوڑ تم کوں اور کس سیں ہم ملیں
کون ہے دنیا میں کوئی تم سا سجن

پاؤں پڑتا ہوں تمہارے رحم کو
بات میری مان لے ہا ہا سجن

ننگ رہنا کب تلک غنچے کی طرح　　پھول کے مانند ٹک کھل جا سجن
آبرو کوں کھو کے پچھتاؤ گے تم
ہم کوں لازم ہے اتا کہنا سجن

(۴)

عشق میں بخت کے امداد نہیں　　چرخ بے داد کی فریاد نہیں
سبزۂ خط نہیں رہے جس لب پر　　اس کے بوسے میں کچھ سواد نہیں
قید یہ آب و گل کی مشکل ہے　　سرو بھی دیکھ کہ آزاد نہیں
قول ہر چند استوار دیئے
آبرو لیکن اعتماد نہیں

(۵)

عشق ہے اختیار کا دشمن　　صبر و ہوش و قرار کا دشمن
دل تیری زلف دیکھ کیوں نہ ڈرے　　جال ہو ہے شکار کا دشمن
ساتھ اچرج ہے زلف و شانے کا　　مور ہوتا ہے مار کا دشمن
دل سوزاں کوں ڈر ہے انجھواں سیں　　آب ہو ہے شرار کا دشمن
کیا قیامت ہے عاشقی کے رشک　　یار ہوتا ہے یار کا دشمن
آبرو کون جا کے سمجھاوے
کیوں ہوا دوستدار کا دشمن

(۶)

غم نہیں اگر شراب کی مجلس میں ہم نہیں
ہم کوں تمہارے عشق کے یہ کیف کم نہیں

کیوں مارتے ہو تیغ نکلتا نہیں ہے خوں
عاشق کے تن میں جان پیارے کہ دم نہیں

قائل تری کمر سیں کیا ہم نیں دھریا
کہتا تھا وہ وجود میں جگ کے عدم نہیں

(۷)

جامے نیں تنگ تیرے ہم کوں کیا ہے لبس میں
ٹک آ گلے سیں لگ جا مرتا ہوں اس ہوس میں

بن ہاتھ کے چھوئے ہی ہوے ہیں ضعف لونڈے
رنڈی سیں بھی زیادہ نازک ہیں یہ نسخصمیں

(۸)

مت مہر سیتی ہاتھ میں لے دل ہمارے کوں
جلتا ہے کیوں پکڑتا ہے ظالم انگارے کوں

چہرے کوں چرکھاو کیا ہے انجھونیں یوں (چھڑکیاؤ)
پانی کے دھارے کاٹتے ہیں جوں کرارے کوں

ٹک باغ میں شتاب چلو اے بہار حسن
گل چشم ہو رہا ہے تمہارے نظارے کوں

معقول کیوں رقیب ہو (ہیبت) سیں خلق کی
کوئی خوب کر سکے ہے خدا کے بگاڑے کوں

مرتا ہوں لگ رہی ہے رمق آدرس دکھاؤ
جا کر کہو ہماری طرف سے پیارے کوں

میں آ پڑا ہوں عشق کے ظالم بھنور میں آج
ایسا کوئی نہیں کہ لگاوے کنارے کوں

سینے کوں ابرواں میں تیرے یوں کیا فگار
تختے اوپر چلاوتے ہیں جوں کہ آرے کوں

اپنا جمال آبرو کوں ٹک دکھاؤ آج
مدت سیں آرزو ہے درس کی بچارے کوں

(۹)

ہوتی ہے ہر پلک منیں قتل عاشقاں کے جان
کرتی ہے کام تیغ کا پیارے تیری میان

ایسی کہ دل میں تیر سی آکر لگی نہ ہو
پائی گئی ہے جان ترے حسن میں کم آن

(۱۰)

بتاں بہتر ہیں پیارے ہم سخن عاشق سیں کیوں کر ہوں
اگر ہنس کر کبھی بولے ہوں پیارے ہم سیں تو کافر ہوں

رقیب اب ہو چلے ہیں شیر اونکوں گھیر کر ماریں
تو عاشق کی شجاعت کے سخن تب سب کو باور ہوں

کسی کی بات کی برداشت نہیں ان سادہ رویاں کو
اگر دم مارئے تو آئینے کی جوں مکدر ہوں
میرا موتی سا دل توڑا ہے...... کیا ہیں بھی
تمہارے لعل سے لب کوں جو دکھ دوں تو برابر ہوں
لگائی غیر نیں آتش تو کیا ڈر آبرو ہم کوں
میں اپنے انجھواں کے گرم جوشی سے سمندر ہوں

(۱۱)

فجر اوٹھ خواب سیں گلشن میں جب تم نے ملی انکھیاں
گئیں مند شرم سوں نرگس کی پیا رے جوں کلی انکھیاں
منظر بھر دیکھ تیرے آتشیں رخسار اے گل رو
میرے دل کی بہ رنگ قطرۂ شبنم گلی انکھیاں
خراماں آب حیواں جوں چلا جب جان آگے سیں
انجھو کا بھیس کر پیچھوں سیں (پیارے) بہ چلی انکھیاں
تمہیں اوروں سیں دونا دیکھتی ہیں خوشنمائی میں
ہنر جانے ہیں اپنا آج عیب احولی انکھیاں
پکڑ مژگاں کے پنجے سوں مڑوڑا یوں میرے دل کوں
تری زور آوری میں آج رستم ہیں ملی انکھیاں
ترا ہر عضو پیارے خوشنما ہے عضو دیگر (سیں)سیں
مژہ سیں خوب ترابرو وابرو سیں بھلی انکھیاں

تجر کے پھندے میں صید ہو کر چوکڑی بھولے
اگر آہو کوں دکھلاؤں سجن کی اچپلی انکھیاں

ہوئی فانوس گردوں کے سیہ کاجل سوں سرتاپا
شب ہجراں میں تیری شمع ہو یہاں لگ جلی انکھیاں

زباں کر اپنے مژگاں کوں لگی ہیں ریختے پڑھنے
ہوئی ہیں آبرو کے وصف میں تیری ولی انکھیاں

(۱۲)

کس کی رکھتی ہیں یہ مجال انکھیاں — کہ دیکھیں مکھ تیرا سنبھال انکھیاں
سرمہ سیتی بنا سیاہ برن — آج دل کوں ہوئی ہیں کال انکھیاں
رقص انجھواں کا بے اصول نہیں — کف مژگاں سوں دے ہیں تال انکھیاں
جب اٹھاتی ہیں گریہ سیں طوفاں — کف دریا کریں رومال انکھیاں
صید کرنے کوں دل کے مژگاں سوں — روبتے ہیں بنا کے جال انکھیاں
دروکتی اگی
دل کوں اک تل نہیں میرے آرام — لگی ہیں جب سوں تیرے نال انکھیاں
دل کی خونیں اگر نہیں تو کیوں — اس قدر ہیں تمہاری لال انکھیاں
تیر مژگاں کمان ابرو سیں — مارتی ہیں جگر میں بھال انکھیاں

آبرو جب کبھی نگاہ کریں
تب لے جاں تن سیں جی نکال انکھیاں

(۱۳)

کرتی ہیں ہر نگاہ میں وار انکھیاں — لگتی ہیں دل میں جوں کٹار انکھیاں

ہر نگہہ میں ادا و غمزے سیں — کرتی ہیں کام کیئ ہزار انکھیاں
خواب میں دیکھنے کوں تیرے تیئں — نیند لیں بخت سیں ادھار انکھیاں
دل کی تب آرزو کا منہ دیکھا — یار سیں جب ہوئیں دوچار انکھیاں
اس بر و دوش کی تمنا میں — سر سوں پگ لگ ہوئیں کنار انکھیاں
اس گھڑی کوں دکھاؤ یا اللہ — کہ ملادے انکھیوں سیں یار انکھیاں

(۱۴)

تمہاری جب سیں آئی ہیں سجن دکھنے کو لال انکھیاں
ہوئی ہیں تب سیں دونی خوشنما صاحب جمال انکھیاں

قیامت آن ہے اس وقت میں ان پر نزاکت کی
دیکھو آئی ہیں دکھنے کس جھمک سیں یے چھنال انکھیاں

ایسے کیوں ٹوٹ آیئں جوش سیں پیارے حرارت کے
لگی تھی گرم ہو کر اس قدر یہ کس کے نال انکھیاں (تھیں)

علاج ان کا ہے پیارے عاشقوں کے سنگ کی ہلدی
رنگیں اس میں کہو کپڑا کریں اپنا رومال انکھیاں (رنگ)

مرادل پوٹلی کی طرح ان پر لے کے ٹک پھیرو
مجرب ٹوٹکا ہے اس میں آجاں گی بحال انکھیاں

ضرر ہے تند ہو کر دیکھنا بیمار کوں پیارے
ٹک اک پرہیز کر عاشق پے دو دن مت نکال انکھیاں

مرا دل دکھتا ہے جی یہ انسنا ہٹ دیکھ گران کا
ابلتا ہے بہت جب دیکھتا ہوں میں ملال انکھیاں
بدتا ہوں اپنی جان و جی کو میں کروں صدقے
اگر دیویں مجھے اپنی شفا ہونے کی فال انکھیاں
سزا ہے ان کے نینٔں یہ درد تھوڑا سا کہ کرتی ہیں
ہمیشہ چشم پوشی آبرو کا دیکھ حال انکھیاں

(۱۵)

دیکھا ہے ہم نیں یار کا منہ جب سیں خواب میں
آتی ہے نیند تب سیں ہمیں آفتاب میں
خجلت سیں تجھ نگہ کی سجن غرق خوں ہوا
دیکھا یہ حال ہم نے نشے کا شراب میں
کس کی نگاہ مست کی گرمی سے جی جلا
آتی ہے اب شراب کی بواس کباب میں

(۱۶)

نہ ہووے کام دل کا کیونکہ حاصل عجز و خواری سیں
کہ دانا ہو ہے سبز افتادگی سیں خاکساری سیں
جلا کر دکے) کیا سر تا قدم دل میں بھسم ہم کوں
جلا گھر یار سب اس ایک ذرہ (ہ) سی انگاری سیں

پھر آخر آبرو کوں کھو کے پچھتاؤ گے تم پیارے
یہ اتنی بات میں کہتا ہوں تم کوں دوستداری سیں

(۱۷)

مجھے عاشق مقرر کر کے یہ کیا ہے ستم کرناں
سجن یوں خوب نہیں ناحق کسی کو متہم کرناں

دوانے تجھ درس کے اشک ریزی سیں ہوئے دونے
نہیں نافع ان انکھیاں کے جنوں کو خوں سے کم کرناں

چلے جاتے ہو دونے جلد جوں جوں ہم بلاتے ہیں
کرم کرنا ہے لازم آشنائی میں نہ رم کرناں

(۱۸)

جی نکلتا ہے مرے دل کا بلا لے اس کوں
نزع کا وقت ہے ٹک لے کے بلا لے اس کوں

دل نادان یہ ظاہر کے تغافل سیں جلا
باطنی لطف کا نہیں علم بوجھا لے اس کوں
(بجھا)

(۱۹)

ہمارے سانوے کوں دیکھ کر جی میں جلی جامن
لگا پھیکا سواد اس کا نہیں لگتی بھلی جامن

سراپا آج نمکینی و نرمی و گدازی سوں
ہوا یہ سانولا گویا نمک میں کی گلی جامن

لگے ہے ترش ظاہر میں پے ہے یہ سانولا میٹھا
مزے داری میں ہے گویا یہ مصری کی ڈلی جامن
تمہارے رنگ کی تمثیل اس کوں دوں (تو) کھل جاوے
خوشی سیں سانوری ہو کر کے کوئل کی کلی جامن
کیا رم سانورے نیں آبرو کوں دیکھ کر پانی
لگا برسات کا موسم دیکھو یارو چلی جامن

(۲۰)

سیر بہار حسن ہی انکھیوں کا کام جان
دل کوں شراب شوق کا ساغر مدام جان
طرز نگاہ عجز یہی عرض حال ہے
اے رمز داں ہمن کے انکھیوں کا کلام جان
رسوا کریں گے تجھ کوں جگت میں تہاں اشک
انجھواں کوں دشت اور صف مژگاں کو شام جان (؟)
تیری گلی میں دیدہ و دل فرش راہ ہیں
آہستہ ٹک قدم کوں رکھ اے خوش خرام جان
وحدت میں بے خودی کا عبادت ہوا ہے نام
مے خانے کوں ادب سیتی بیت الحرام جان
تیغ اجل سوں کس کا سلامت رہا ہے جیو
شوخی سیں جب نگاہ کریں قتل عام جان

اس کوں شرف ہے جس کی کریں بندگی قبول
جو آبرو طلب ہیں سو اپنا غلام جان

(۲۱)

لٹایا چاہتی ہیں خاک وخوں میں مجھ بچارے کوں
سمجھتا ہوں تیری شمشیر ابرو کے اشارے کوں
کبھی نرگس بھی گل ہو مری خاک عدم سیتی
نکلتی ہیں انکھیاں ہر فصل تمنا کے نظارے کوں
مری انکھیاں بنا کر دانہ ہائے اشک کی تسبی
فجر اٹھ دیکھتی ہیں تجھ درس کے استخارے کوں (تسبیح)

(۲۲)

سر سوں لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں
یہاں لگ ہنر میں عشق کے کامل ہوا ہوں میں
سینکو نگاہ گرم سیں خوش چشم کی مجھے
شمشیر اس بھواں کے سیں گھائل ہوا ہوں میں
مانند آسماں ہے مشبک میرا جگر
کس کی نگاہ سیں آج مقابل ہوا ہوں میں
بھاری ہے دیکھنا مرا تجھ کن رقیب کوں
چھاتی پے اس کی آج بجر سل ہوا ہوں میں

(۲۳)

خشم گیں ہو جب گرہ ڈالے صنم ابرو منیں
پیچ و تابی کا اثر تب سوں ہوا ہے مو منیں

آب حیواں جوں چھپا ہو پردۂ ظلمات میں
چشمۂ خورشید یوں پنہاں ہے تجھ گیسو منیں

اے صنم کافر نگاہی سوں تری یہ چشم شوخ
استاد سامری ہے شیوۂ جادو منیں

عاشق و معشوق میں کیوں دخل کرتا ہے رقیب
یک سر مو کی بھی گنجائش نہیں ان دو منیں

شیخ مے خانے میں سر خالی عبث کرتا ہے کیوں
وعظ کب سنتے ہیں مستاں شور ہائے و ہو منیں

رنج راحت ہے جنہوں کا عنصری ذاتی ہے درد
دل سمندر ہو ویسا ہے عشق آتش خو منیں

(دہسا)
آبرو لڑکوں سیں کہنی بات نادانی ہے جان
اشک نیں رسوا کیا ہر کوچہ و ہر کو منیں

(۲۴)

دل ہے ترے پیار کرنے کوں — جی ہے تجھ پر نثار کرنے کوں
اک لہر لطف کی ہمیں بس ہے — غم کے دریا سوں پار کرنے کوں

چشم میری ہے ابر نیسانی　　گریۂ زار زار کرنے کوں
چشم نیں انجھواں کی تسبی لی　　ظلم تیرا شمار کرنے کوں
رشک سیں جب کوئی چھوئے وہ زلف　　دل اٹھے مار مار کرنے کوں
اس ادا سوں لٹک لٹک مت آ　　دل مرا بے قرار کرنے کوں
نانو کوں گرچہ تو ممولا ہے　　باز ہے دل شکار کرنے کوں
کیا کروں کس سیں جا لگاؤں گھات
آبرو اس کے یار کرنے کوں

(۲۵)

نازنیں جب خرام کرتے ہیں　　تب قیامت کا کام کرتے ہیں
گل پے جوں اوس یوں ترے مکھ پر　　ٹوٹ دل اژدھام کرتے ہیں
تم نظر کیوں چرائے جاتے ہو　　جب تمہیں ہم سلام کرتے ہیں
کیا تماشا ہے جب کہ دو معشوق　　مل کے باہم کلام کرتے ہیں
مومنوں کے دلوں کوں یہ بد کیش　　کافری کر کے رام کرتے ہیں
عشق کی صف منیں نمازی سب
آبرو کوں امام کرتے ہیں

(۲۶)

اب ٹک ستم سیں باز رکھ عشوہ گری کے تئیں
(تو)
کچھ مہر بھی تو چاہیئے ہے دلبری کے تئیں

رکھا ہے پیچ و تاب سیں زنار کے نمط
زلف سیہ بلائیں تری کافری کے تئیں

پکڑا ہے تب سیں تنگ مرے دل کوں رشک نے
دیکھا ہے جب سوں پر میں تری بکتری کے تئیں

مجھ خاک میں ملے کوں نہ ہو کیوں جنون رشک
دیکھا ہوں فرش راہ میں تیرے پری کے تئیں

گل چھوڑ عندلیب نیں غنچے پہ دل دھرا
پائوں کی دیکھ لب پہ تمہارے دھڑی کے تئیں

کرتا ہوں اس کے حسن کی جھلکار کی صفت
جا شعر آبرو کا سنا انوری کے تئیں

(۲۷)

کرتے ہو کھینچ کھینچ کہو کیوں میاں کے تئیں
کرنا ہے قتل کس کوں چلے ہو کہاں کے تئیں

اے خوش خرام چال تمہاری کے رشک نیں
ڈالا ہے پیچ و تاب میں آب وروان کے تئیں
(آب رواں)

(۲۸)

آشنا ہم سیں تم ہوئے نہ سو کیوں
حیف اس غم سیں ہم موئے نہ سو کیوں

دیکھ تجھ مکھ کی آب کوں یوسف
رشک سیں جا گرے کوئے نہ سو کیوں
(کنوئیں)

دل کو مژگاں سیں جب ہوا رشتا
تب جگر میں چبھن سوئے نہ سو کیوں
(چبھیں)

عشق کا کھیت کسیوں (کیوں) کہ ہوگا سبز　　غم سیں تیرے نین چوئے نہ سو کیوں

چاہ سیں آبرو کے خوش ہوتے

اس طرح کے پیا ہوئے نہ سو کیوں

(۲۹)

ڈوبا تے ہیں ترے لب بحر میں خجلب کے مرجاں کوں

صدف میں شرم سوں چھپتے ہیں موتی دیکھ دنداں کوں

خط کافر نیں تیرے گرد لب ہا سیں نمایاں ہو

فرنگستان کیا ہے آج اے پیارے بدخشاں کوں

(۳۰)

تمہارے دیکھنے کے واسطے مرتے ہیں ہم کھیل سیں (کھل)

خدا کے واسطے ہم سیں ملو آ کر کسی چھل سیں

تمہارے دل میں کیا نامہربانی آگئی ظالم

کہ یوں پھینکا جدا مجھ سے .... چل سیں

طریقا مہربانی کا شرافت میں یہ ہے صاحب

کہ افزوں ہو محبت روز دویم روز اول سیں

کرم اور فضل کر کے پھر تغافل اس قدر کرنا

خجل ہوتا ہے اے صاحب وفاداروں کے دنگل سیں

الہٰی کوں زور آور ہوا دشمن غریبوں کا

رکھا ہے کھینچ اپنی آشنائی کے تمہیں بل سیں

خدا کے واسطے ٹک مہربان ہو کر کرم کریے
نہ کیجے سخت اپنے دل کو لااس بےتاب و بےکل سیں
پڑے گا شور اگر بدنام ہوگا آبرو جگ میں
جبکہ ڈیوانے کوں اپنے مہربانی کے سانگل سیں

(۳۱)

عاشقی کی راہ کی دیکھی ہے اونچ اور نیچ میں
سو ہزار آفت ہے اس بانکی گلی کے بیچ میں
فریبی پر بھول کر تن کے دلوں کے جی کا بوجھ
مت اٹھا اے احمق خر گر پڑے گا کیچ میں

(۳۲)

تمہارے دیکھنے کے واسطے مرتے ہیں مدت سیں
نہ ملنا اس قدر بر جا نہیں اہل مروت سیں
غریبی عاجزی بےچارگی سے عرض کرتے ہیں
اکڑنا اس سیں بر جا ہے جو کہتا ہوئے قوت سیں
خدا کے واسطے جی سیں کپٹ کوں دور کر ظالم
کہ ہم یہ بات کہتے ہیں تجھے دل کی محبت سیں
طبیبوں نے اگر چھوڑا ہے یوں مطلق مریضوں کو
تو اب آزار یوں کیا رہی امید فرصت سیں

گنہ کے بخشنے کوں حق تعالیٰ نے کہا ہے یوں
کہ جو بخشے گنہ اوس کوں کروں گا یاد رحمت سیں
غلامی میں ہماری کیا قصور آیا ہے اے صاحب
کہ یوں نامہرباں ہو کر کیا مردود خدمت سیں
کھولے آبرو کیوں کر جیئے گا درد و غم سیتی
یکایک جب ہوا ہے یوں جدا صاحب کی خدمت سیں

(۳۳)

دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
سر کوں اپنے قدم بنا کر کے عجز کی راہ میں نبہتا ہوں
(نباھنا)

(۳۴)

نین تیرے درس بن رات کوں خونبار ہوتے ہیں
سحر گہ چاک ہو گل کی طرح رخسار ہوتے ہیں
پڑے ہیں درد کے دریاؤ میں ہم منجدھار اے ساجن
کرم کر کے تمہاری نہر سیں ہم پار ہوتے ہیں
الٰہی کچھ نہیں معلوم ہوتا کس سبب ہم پر
کرم فرما کے پھر کیوں اس قدر بیزار ہوتے ہیں
تمہارے لطف سیں ہم کوں سبھوں کے بیچ عزت ہے
تغافل سیں پیارے ہم تمہارے خوار ہوتے ہیں

مروت مہربانی اس قدر کرکے تعجب ہے
ستم کرنے کوں پھر کیوں اس قدر تیار ہوتے ہیں

غلط بوجھا تھا الحق جو کہ دولت مند ہیں صاحب
سوئی مرزا غریبوں عاجزوں کے یار ہوتے ہیں

جو صاحب آبرو ہوتے ہیں سو اب اے میاں صاحب
آپس کے عاشقوں کے حال کے غم خوار ہوتے ہیں

(۳۵)

جگر میں خوں کا کوئی قطرہ رہا نہیں
کہ انجھواں ہو کے انکھیوں سے بہا نہیں

ڈسا ہے کیوں ہمارے دل کوں پیارے
اگر کاکل تمہاری اژدھا نہیں

(۳۶)

لبھایا ہے دل تیرے اوصاف نیں
کرم نیں مروت نیں الطاف نیں

یہی سادہ رو ہے وہ بیداد گر
کیا ہے ستم ہم پہ انصاف نیں

(۳۷)

دونوں جہاں میں کافی ہیں ہم کوں یے پنج تن
محمد اور علی فاطمہ حسین و حسن

نظر سو مہر کی جس کوں نبی نیں نستارا
دل اس کا جلوۂ دیدار کا ہوا درپن

علی ہے شیر خدا جن نیں ذوالفقار سے کاٹ
جنگل کوں کفر کے سب دین کا کیا گلشن

محبت اور غلامی ہے فاطمہ کی فرض
کہ جس کے نام سیں دوزخ کی سرد ہوے اگن

حسن حسین ہیں دو آفتاب اور مہتاب
کہ عرش فرش جھلک سیں جنھوں کے ہے روشن

اوسی کوں روز قیامت کے ہوئے گا دیدار
جو ان کی خاک قدم کوں کرے گا کحل نین

اسی کوں حشر میں ہے آبرو اوسی کوں نجات
کہ جس کے ہاتھ میں ہوا اہل بیت کا دامن

(۳۸)

قرباں ہوا ہوں دیکھ ترے مکھ کی عید کوں
اب خاک و خوں ہے باغ ارم مجھ شہید کوں

ابرو تیرے کی یاد میری دل سیں کیونکہ جا
موندا ہے میں نیں قفل میں پیارے کلید کوں

سونا تجا و بھوک (گنوائی) ہوا یہ روپ
کستے ہو کیوں اتا بھی میاں زر خرید کوں

(۳۹)

کن نین آ باغ میں حیران کیا نرگس کوں
نہیں معلوم کہ یہ دیکھ رہی ہے کس کوں

عیب داری سیں نہ ہو کیوں کہ ہنر ور سفلہ
زر رہوا جیب کہ کلنک آن لگایا مس کوں

آج قوال بچے تو نیں کیا حلقہ بگوش
نغمہ سازی سیں سب اس دائرۂ مجلس کوں

جب لیا تنگ بھر آغوش میں وہ نازک تن
لے گیا جاں کوں وہ کاڑھ مرے گے سس کوں

بوالہوس کا ہے کوں مرتا ہے کر عاشق کی ریس
کیوں عبث جان کوں دیتا ہے تو اسکے ہس کوں

سرمہ سیں کیونکہ نہ ہو چشم کی خوبی ظاہر
شمع کی جلوہ گری ہو ہے نمایاں نس کوں

آبرو خاک میں اس طرح نہ مل جائے تو کیوں
تم نیں تو یار کیا آپ میں اب جس تس کوں

(۴۰)

گلی اکیلی ہے پیارے اندھیری راتیں ہیں
اگر ملو تو سجن سو طرح کی گھاتیں ہیں

بتاں سیں مجھ کوں تو کرتا ہے منع اے زاہد
رہا ہوں سن کہ یے بھی خدا کی باتیں ہیں

ازل سیں کیوں یے ابد کی طرف کوں دوڑ رہیاں ہیں
دو زلف دل کے طلب کی مگر براتیں ہیں

رقیب عجز بسیں معقول ہو سکے ہیں کہیں
علاج ان کا مگر جھگڑیں و لاتیں ہیں

کرو کرم کی نگاہاں طرف فقیروں کی
نصاب حسن کی صاحب یہی زکاتیں ہیں

رہیں فلک سے سدا ہیر پھیر میں نامرد
یے رنڈیاں ہیں کہ چرخا ہمیشہ کاتیں ہیں

لکھوں گا آبروا ب خوش نین کوں میں ناما
پلک قلم ہیں میری مردمک دواتیں ہیں

(۱۴۱)

چین بجبیں ہو شوق کے میرے بدھاو کوں
(بڑھاو)
زیبا ہے موج بادہ نشے کے چیراو کوں
(چڑھاو)

کھیوا نہوے کیونکہ تماشائیوں کا پار
ملے ہیں میل سرمہ تجھ انکھیوں کی ناو کوں

بے ساختگی کوں دیکھ تہیں جیونے کا خلق
ٹک کم کرا ے خدا کے سنوارے بناو کوں

چاہے سپید رنگ ولایت کا آدمی
جو ہے مغل سو دوست رکھے ہے پلاو کوں

برداشت کر رہے ہوا نے عاشقاں کا بوجھ
صد آفریں ہے جان تمہارے سماو کوں

مشکل ہے میں کہتا تھا نہو یار کا حریف
دل اب تو تو نیں روئے دیا اپنے داؤ کوں

چھوڑ آبرو کوں غیر کی بیٹھے بغل میں جا
ظاہر کروں سبھوں میں تمہارے چھپاؤ کوں

(۲۴)

برستے ہیں نین پیارے لگی ہیں اشک کی جھڑیاں
تمہارے پاس بن دن رات ہم پھرتیاں ہیں یوں کھڑیاں
(پھرتے) انکھیوں سیں جب انھیں دیکھیں نظر سیں تب اثر جاوے
کماں سیتی بھواں تیرے ہیں ان ناوک مژہ چھڑیاں

گئی اب قید میں آ زلف کی دل کی اکڑ ساری
کریں ہیں نرم دیوانے کے تئیں زنجیر کے کڑیاں

ہجوم آ کر ہوا ہے گرد اس سلطان خوباں کے
تماشا دیکھ لو سر ور کے گویا آج ہے چھڑیاں

مزے داری کا دعوی کیوں نہو بنیوں کے لڑکوں کو
حساب ان کی طرف ہے ان کی باتیں ہیں سبھی بڈیاں (بڑیاں)

(ورق ۱۴۱ کے حاشیے پر "ق" کی ردیف کی ایک غزل کے چھ اشعار لکھے ہیں جو جلد بندی میں کٹ گئے ہیں) آخری شعر یہ ہے۔

ایک شوہر سے وفا دنیا کیا کرے
مرد با غیرت ہے وہ نا ... طلاق

جدائی کی اندھیری رات میں دیکھو تماشا ہے
انکھیوں سیں چھوٹتی ہیں آتشیں انجھواں کی پھول جھڑیاں
کئے ہیں فتح ہم نیں ریختے کے آبرو قلعے
کہ یے بیتیں ستاروں کی طرح زیور کے جو گٹیاں
(گھڑیاں)

(۴۳)

یار روٹھا ہے ہم سیں منتا نہیں
دل کی گرمی سیں کچھ او پہنتا نہیں
تجھ کو گہنا پہنا کے میں دیکھوں
حیف ہے یہ بناؤ بنتا نہیں
جن نیں اس نوجوان کو برتا
وہ کسی اور کوں برتنتا نہیں
کوفت چہرے پے شب کی ظاہر ہے
کیوں کے کہیے کہ کچھ وو چنپتا نہیں
شوق نہیں مجھ کوں کچھ مشیخت کا
جال مکڑی کی طرح بنتا نہیں
تیرے تن کا خمیر اور ہی ہے
آب و گل اس صفا سیں سنتا نہیں
جیو دینا بھی کام ہے لیکن
آبرو بن کوئی کرنتا نہیں

(۴۴)

نہیں رکھنا قدم اس طرف کوں جس اور عاشق ہیں
کوئی کہتا نہیں کیا جگ میں یے ہی چور عاشق ہیں
اکڑ اور ڈنڈ دکھلا کر بتاں کو رام کرتے ہیں
کہو دلّی کے یہ ہندوستاں زا زور عاشق ہیں

پتنگ آ شمع پر جس طرح پیارے جیو دیتے ہیں
سرس اس سیں بھی تیرے حکم کے سب دور عاشق ہیں
دل پر داغ ہوتے ہیں نشاں اس تیر کے اڑ اڑ
تگہ کے مار کھانے کے گویا یے مور عاشق ہیں
رہے ہیں شوق کے دریاؤ بیں ہم آبرو ڈوبے
ہمیں وے جانتے ہیں جو کوئی سر لوبر عاشق ہیں

(۴۵)

سبب کیا ہے کہ آج انکھیاں نظر آتی ہیں کچھ بھریاں
نگاہیں تھی جو مہر آموز سو سب قہر میں بریاں
(تخفیں) گئے جس وقت سیں ہو کر جدا تم ہم سیں اے پیارے
ہوئے سو مرتبہ آتش میں ہم اس وقت سے بریاں
انجھوانکھیوں سیں جب سیں ٹوٹ کر کے خاک پر لوٹے
ترا انکھ دیکھ پریاں اس طرح بے ہوش ہو پریاں (کاجل)
(پہن کر) پہر کرا اے صنم زنار کوں کا جر کے ہر ساعت
تری چشم سیہ کرتی ہے عاشق ساتھ کافریاں

(۴۶)

صافت وخوش اسلوب ترا ایسا نہیں آتا ہے بن
کن گڈھا ہے جان مرے یہ ترا سیمیں ذقن

اس زمانے بیچ کم گو کس قدر نایاب ہے
ڈھونڈھتے ہیں پر نہیں پاتے کہیں تیرا ذقن (دہن)

خلق سیتی خوشنما تر ہے سجن تیری اکڑ
آدمیت سیں یہ زیبا تر ہے تیرا بانکپن

(۴۷)

سب جان بوجھ کر کے میری بے کلی میاں
کیا واسطا تھا آ کے خبر کیوں نہ لی میاں
ناحق کے اٹھپٹاؤ جو کرتے ہو ہم سیتی
یہ بانکپن کی طور نہیں ہے بھلی میاں

آخر کوں ہوگا خون ہمارا تمہارے سر
یہ بات ہم نیں خوب طرح اٹکلی میاں
باقی یہ عمر یوں ہیں ارادا کہ کیجے (کٹنی ہے)
صرف عاشقی کے بیچ تمہارے ولی میاں

(۴۸)

سخن رنگیں مگر اعجاز ہے صاحب جمالوں کوں
جلا ہر بات ہیں کرتے ہیں گویا لب سیں لالوں کوں
جو قطرے ہیں سو چشموں کی طرح دریا ہو کر اٹھیں
اگر کنجی مژگاں کھول دیں انجھواں کے تالوں کوں

مگر ماماسیں اپنے بوالہوس نیں شوق یہ سیکھا
کہتا ہے چاہتا ہوں یار کے گالوں کے خالوں کوں
جدی نسبت ہے میرے دل کوں لڑکوں سیں یہ قیسوں کے
لڑے تو کیا ہوا کرتا ہوں پیاران خورد سالوں کوں
تبھی بے اختیار انکھیوں سے چلتا ہے امڈ پانی
جبھی منہ بند کر کے روکتا ہوں دل کے نالوں کوں
لہر کھا کھا کے غم کی کیوں نہ مر جا آبرو وہ دل
جو گورے چھوڑ کر کے چاہتا ہے جی سیں کالوں کوں

(۴۹)

دل نہیں ہوتا کہ اپنا جی تجھے اے مہہ کہوں
جی سیں بھی پیارا کچھ اک چہئے کہ تجھ کو وہ کہوں
(چاہیے)
یے جو بانکی چال چلتے ہیں بتاں فرزیں کی طرح
مات ہو جاں سب اگر آ جا مرا وہ شہ کہوں
نام روشن تجھ کوں کرنا ہے تو مثل آفتاب
تو پیارے تو جگت میں رات کو مت مہ کہوں
آدم بیدل کو رتبا صاحب دل کا کہاں
یک نفر از صفر ہو سکتا ہر گز نہ کہوں
مل رہے ہیں عاشق اور معشوق آپس میں ولیوں
کیا ہوا ظاہر جدا ہے وہ کہوں اور یہ کہوں

دل سیں نہیں کہتا کہ جو مرجا تو وہ ملنے کا نہیں
اس سخن کوں سُن کے مت مرجاے وہ ابلہ کہوں

آبرو کا یار ہے تو حرف سب کے راز کا
کان سیں سن پر زباں سیں بات کوں مت کہہ کہوں

(۵۰)

بوالہوس تم نیں کیئے ہیں پارسا رے خوب نہیں
عاشق آزار دا ہیں سب تم سیں تمہارے خوب نہیں

چار ابرو ہو کے کچھ تم ہو گئے ہو چار مغز
عاشقوں کے ساتھ یہ اَکھیل پیارے خوب نہیں

دل میں اپنے جانتا ہے بے حیا وہ اور کچھ
غیر کی انکھیوں سیں انکھیاں مت ملارے خوب نہیں

غیر تم سیں مل کے موجیں مارتے ہیں عشق کی
آبرو کوں تم نیں چھوڑا ہے کنارے خوب نہیں

(۵۱)

کہاں رکھتا تھا ان لونڈوں سیں ہر گز یہ بھروسے میں
کہ اوروں سیں ملے بڑھ کر جو پالے اور پوسے میں

.... بن گئے عاشق کوں جو لونڈا کہ گالی دے
سزا ہے کاٹ کھانا ہونٹ اس کے مل کے بوسے میں

(۵۲)

دیکھ تو بے رحم عاشق نیں تجھے چھوڑا نہیں
کس قدر بے روئیاں دیکھیں پے منہ موڑا نہیں

ایک چسپاں ہے تجھی پر خوشس نمائی کی قبا
دوسرا کوئی جامہ زیبوں میں ترا جوڑا نہیں

لٹا پٹے سج نیں ترے دل کوں کیا ہے لوٹ پوٹ
ورنہ عالم زیچ تک بندوں کا کچھ توڑا نہیں

دیکھنا شیریں کا اس کوں سخت لاگا سنگ ہیں
بے سبب فرہاد نیں پتھر سیں سر پھوڑا نہیں

آدمی درکار نہیں سرکار میں حیوان ڈھونڈھ
کون بوجھے یاں سپاہی کے تئیں گھوڑا نہیں

جیونے مرنے میں حق اوپر توکل ہے اسے
آبرو نیں زخم کے کھانے میں ہاتھ اوڑا نہیں

(۵۳)

کیوں تیر مارتے ہو تم غیر کے جگر میں
پی پی کے خون اپنا کرتا ہوں در گذر میں

کیونکر نہ مدعی کے سوراخ ہو جگر میں
وہ خوش مزہ ہمارے بیٹھا ہے آج بر میں

بارے میں حسن کے کیوں اپجے نہ خوب روئی
ہوتے ہیں اس چمن کے سب نونہال بر میں

سر دے کے صید اس کا ہووے تسی کو سر دے
اللہ ہے نیاو میرے صیاد کے نگر میں

انسان کوں پیاسے ترسا کے تونیں مارا   رکھتا تھا آب حیواں کافر جو تو ادھر میں

شعر آبرو کا رنگیں مضمون کے سبب ہے

سرخی جھلک رہی ہے ریشم کی اس گھر میں

(۵۴)

عاشق بپت کے مارے روتے ہوئے جدھر جاں (جائیں)

پانی سیں اس طرف کی راہیں تمام بھر جاں

مر کر ترے لباں کی سرخی کے تئیں نہ پہنچے

ہر چند سعی کر کر یاقوت و لعل و مرجاں

جنگل کے بیچ وحشت گھر بیں خفا و کلفت

اے دل بتا کہ تیرے مارے ہم اب کدھر جاں

اک عرض سب سیں چھپ کر کرنی ہے ہم کوں تم سیں

راضی ہو گر کہو تو خلوت میں آ کے کر جاں

(۵۵)

مرے انجھواں کی خجلت سیں سدا رہتا ہے ترسانون (ساون)

کہاں سکتا ہے آ مجھ چشم کے عہدے سیں برسانون

جھٹک ... بسیں دامن کے گرے جو گر دیوں انکھیاں

اگر اپنی پلک جھاڑیں تو گر پڑتا ہے جھرسانوں

پڑے کیوں کر نہ بھادوں کی بھرن انجھیوں سے عاشق کی

سجن تم غیر سیں لاگے ہوا پنے پاؤں پر سانوں

پڑی ہے ہوڑ آ کر عاشق اور معشوق میں باہم
ادھر سیں چشم تر اس کی برستی ہیں ادھر ساونوں

عجب کیا ہے کہ مارے اشک کے بجلی کے جوں تڑپھے
ہمارے رونے کو آبرو دیکھے اگر ساونوں

(۵۶)

بیاں کر کر کے ترے لب کوں میں جس وقت روتا ہوں
صفت میں لعل تر کے تب گویا موتی پروتا ہوں

کیا ہے پیر مجھ کوں آبرو ان نوجوانوں نیں
جسے دیکھوں تسی کوں دیکھ کر کے ضعف ہوتا ہوں

(۵۷)

کھلی مانسی سیں تیری عاشق ہوئے ہیں افزوں
سنجیدگی سیں لڑکا لگتا ہے سب کو موزوں

لیلی وشوں کے آگے سب علم سبز ہو ہے
ان کافروں کے سنمکھ ہوتا ہے بید مجنوں

کرتا ہے سرکشوں کوں ہموار عشق آ کر
مجنوں کی شان آگے ہوتا ہے کوہ ہاموں

قدرت سے دل ہوا ہے آپہی تمام عالم
مرکز بنا نقطہ کا پھر دائرہ ہو گردوں

دیکھ عاشقی کے بسمل مرتے ہیں میرزائی
خواری کی جان عزت ہو چاہے آبرو خوں

(۵۸)

مدتیں گزریں ہیں ہم کوں یا معین الدین حسن
انتظاری میں کہتا ہوں (چھٹ گئے) آرام وچین
کر کے وعدا اس طرح جاتے ہو اپنے جی سیں بھول
قرض ہونا ہے ادا کرنا اگر ہو بسرے دین
اس قدر غافل نہ ہوتے آشنا کے حق سے تم
دی کسی دشمن نیں میرے دل کی شاید تم سے سین
آبرو کوں چاہتے ہو تو دروغی مت بنو
آشنا صادق کیا ہے ان نیں سب ہیں تم کوں عین

(۵۹)

قدرداں شوق و محبت کا نہیں جان سجن
چاہ کر دل سیتی آئے ہیں زیارت کوں ہمن
مر گئے تھے تیری سن سن کے سجن تعریفیں
اٹھ کے دیدار کوں دوڑیں ہیں گویا پھاڑ کفن
روبرو یار کے رہتا ہے ادب سیں خاموش
آبرو کے نہیں کچھ عجز و عجز بہی ہیں سخن

(۶۰)

ڈر خدا سیں خوب نہیں یہ وقت قتل عام کوں
صبح کوں کھولا نہ کر اس زلف خون آشام کوں
بوالہوس کوں شوق کی گرمی کہ آئی ہے پسند
خوش کیا ہے روستانی نیں مگر حمام کوں

(۶۱)

دل کی لگی سیں قدر ہوئی اس کے قد کے تئیں
لاگے ہے صفر ایک کے گویا عدد کے تئیں

دہ آتشیں عذار ہوا جب کہ جلوہ گر
تب آگ بیں سپند کیا چشم بد کے تئیں

خود اپنی آدمی کو بڑی قید سخت ہے
پھوڑ آئینا و توڑ سکندر کی سد کے تئیں

(۶۲)

حسن ہے پر خوب رویاں بیں وفا کی خو نہیں
پھول ہیں یے سب پے ان پھولوں میں ہرگز بو نہیں

حسن ہے خوبی ہے سب تجھ میں پے اک الفت نہیں
اور سب کچھ ہے پے جو ہم چاہتے ہیں سو نہیں

گھر اجالا تم کوں کرنا ہو اگر احسان کا
تو دیا جو کچھ کے ہو پھر نام اس کا لو نہیں

بات جو ہم چاہتے ہیں سو تو ہے تم بیں سجن
بے دہن کہتے ہیں تو کیا ڈر (کہ) تم کو گو نہیں

آبرو ہے اس کوں کیونکر اس طرح کا جانیے
تم تو کہتے ہو پرایا کام اس سیں ہو نہیں

(۶۳)

کنھیا کی طرح پیارے تری انکھیاں یہ سانورہ یاں
کریں گی ہند میں دعوئ خدائی کا ہم انکلیاں

ہوا ہے ہم کوں دنیاں میں میسر سیر جنت کا
(دنیا)
ملیں ہیں ذوق سیتی پھرنے کوں اپنے بار کی گلیاں

میاں کہنے سیتی ان کتنے رقیبوں کے تم عاشق پر
اتے جو غرفش کرتے ہوئے باتیں نہیں بھلیاں

ایسی کیوں رسمسی مرجان اور کیوں لال ہیں انکھیاں
(؟)
اگر تم نیں کری نہیں غیر سیتی مل رات رنگ ریلیاں

(۶۴)

دوانا سیر کر آیا ہے ایسا کون سا گلشن — کہ نقش پا سیتی اس کے ہے پر از گل دشت کا دامن
کیا گرداب خنجر سیں رقیباں نیں تمے دریا — ملا ہوں تجھ سیتی ہیں اے رشک یوسف آج پیراہن

(۶۴)

کہو تم کس سبب روٹھے ہو پیارے بے گنہ ہم سیں
چرانے کیوں لگی ہیں یوں تری انکھیاں نگہ ہم سیں
اتی نامہربانی کیوں کری ناحق غریبوں پر
کیا کیا ہم نیں ظالم اپنے جی کی بات کہہ ہم سیں
کیا تھا نقد جاں اپنا نثار اس واسطے تم پر
کہ بے تقصیر یوں دل میں رکھو گے تم گرہ ہم سیں

تغافل چھوڑ ظالم بے تکلف ہو ستم مت کر
کپٹ کی آشنائی یہ نہیں سکتی نبہ ہم سیں

تمہاری طرح ملنا چھوڑ کر بیدرد ہو رہنا
کہو کیوں کر یہ سکتا ہے جینے جیو یہ (دگنہ) ہم سیں

لگے ہیں غیر فرزیں کی طرح مل کج روی کرنے
ہمیشہ جو کہ کھاتے ہیں سب باتوں میں شہ ہم سیں

میں اپنی جان سیں حاضر ہوں لیکن آبرو تو رکھ
خدا کے واسطے اپنا بھی رو کھا (تو) نہ رہ ہم سیں

(۶۶)

جب کمر کستا ہے اپنی تو میاں
پیچ کھاتا ہے تب ہر مو میاں

دیکھ دل کے شوق کی سرشاریاں
مست ہو کلیاں چمن کی جھومیاں

زلف سیں اب دل کوں کچھ آزار نہیں
ناگ گھر کا ہو گیا ہے بھو میاں

دیکھ گل کوں دل دوانا ہو گیا
اس پری رو کی ہے اس میں بو میاں

دل کوں تیرے لب کے ہے بوسے کا شوق
اشک آنکھوں سیں رہے ہیں چو میاں

گندمی رنگوں کے نہیں لایق وہ خام
بوالہوس کوں کہہ چلاوے او میاں

من ہرن سب صید ہیں تجھ چشم کے
نام تیرا کیوں نہ ہو شیرو میاں

آبرو کوں شام ہو جاتی ہے صبح
جب کبھی پاتا ہے تیرا رو میاں

(۶۷)

گرچہ اس بنیاد ہستی کے عناصر چار ہیں   لیکن اپنے نیست ہو جانے میں سب ناچار ہیں
دوستی اور دشمنی ہے ان بتاں کی ایک سی   چار دن ہیں مہرباں تو چار دن بیزار ہیں
جی کوئی منصور کے جوں جان کرتے ہیں فدا   وے سپاہی عاشقوں کی فوج کے سردار ہیں
بیلے جو سجتی ہے کٹاری دار مشروع کی ازار   مارنے کے وقت عاشق کے ننگی تلوار ہیں
دوستی اور پیار کی باتوں پہ خوباں کی نہ بھول   شوخ ہوتے ہیں نپٹ عیار کس کے یار ہیں
جو نشا جوانی کا اترے گا تو کھینچیں گے خمار   اب تو خوباں سب شراب حسن کے سرشار ہیں

کس طرح چشموں سیتی جاری نہ ہو دریائے خوں
تہل نہ بیرا آبرو ہم وار اور وے پار ہیں
(تہل)

(۶۸)

دل میں ہے اب کسی کوں پیار کروں   پیار کر کر کے اس کوں یار کروں
ہاتھ آوے اگر جو عمر خضر   بیٹھ کر اس کا انتظار کروں

خوش نہیں آبرو سیں وہ ہرگز
اس سے بہتر کہ میں کنار کروں

(۶۹)

جانی تمہارے راگ کا کیا کیجے بیاں   کرتی ہے کام بان کا ہر ایک تیری تان
سیدھے ہی کام کرتی ہے بھرنی کا تیری تان   شمشیر ہے اصیل وہ کب چاہتی ہے سان
ادھر سد اگلے سیں نکلتی ہے روح محض   سن کر ادھر بدن سیں نکلتی ہے میری جان
دیکھے یہ روپ راگ کا اندر کی جوں سبھا   پانی ہو جا تمام کرے میہہ کے کراں

سرتان تال بول عناصر ہوئے ہیں چار   اور ہی رچا ہے راگ کی سنگت کا اک جہاں
نایک ہور اگنی کے تم اور وہ ہے نایکا   (جاگہ پکڑ کے) تب تو تمہیں سیں کمرے ہے مان

(۷۰)

کیا تھا غیر کے ہنس بولنے سیں ہم عتاب اس کوں
دیا سن کر سخن میرا محبت سیں جواب اس کوں

ڈپٹ لیتا ہے جب کچھ عرض حال اپنا کیا چاہے
غریب عاشق کے دبکانے کا خوب آتا ہے دب اب اس کوں

جو عاشق ہیں تمہیں سیں شرم کر انکھیاں چراتا ہے
وگرنہ غیر سیتی کچھ ہر گز عتاب (حجاب) اس کوں

دوانے ہو گئے سب دیکھ وہ گل کا سا کھل جانا
بہار آئی ہے گویا جبکہ چڑھتی ہے شراب اس کوں

تڑپھتا چھوڑ بسمل کوں ہوا مشغول اوروں سیں
کیا ہے آتش حسرت سیں ظالم نیں کباب اس کوں

سجن کے دیکھنے کا شوق ہوتا ہے ہمیں جس شب
اسی شب خواب آتے ہیں مرے بخشتوں سے خواب اس کوں

بچایا آبرو کوں قتل کر محنت سیں ہجراں کی
خدا روز قیامت اس کا دیوے گا ثواب اس کوں

بھرا ہے شیشۂ ساعت کے جوں دل گرد کینے سیں
دکھائی ہر گھڑی دیتا ہے تیرے صاف سینے سیں
تماشا دیکھتا ہوں آج تیرے شوق کا دل میں
جھلکتی ہے شراب ارغوانی آبگینے سیں

متفرقہ

قتل کرنے کوں اب بلاتے ہیں　　　بات کہنے میں جان جاتے ہیں

راہ پکڑی ہے بتاں نیں الٹی　　　راست کہنے سیتی چپ جاتے ہیں

اب کے امیرزادے جتنے سگھڑ ہیں دھر سیں
اکثر کو آوتے ہیں کٹ راگ نیچے سر سیں

بند تیری قبا دری کا خوب لگتا ہے مجھے
یا الٰہی دور رہیو چشم بد اس بند سیں

کم موافق قدر کے بولے سخن تب ہے زباں
ایک شے نکنا بھی اگر بڑھ جا تو ہو جا ہے زیاں

نشا نہیں ہے تو کیوں اور ہی طرح پر ہیں سجن انکھیاں
ہزاران کو چھپاؤ گے تو کیا ہوتا ہے ہم لکھیاں
(دکھیاں)

ہر گز نہیں کسی میں لکھے سب جگت کے جوان
پانی گئی ہے جان نرے حسن میں جو آن

قتل مت کر کہنے سیں ملان کے سر چڑھے گا (یہ) سجن ترے آخون

مرے بختوں میں یا رب کیا لکھا ہے کہ جس سیں کل لکھی لا کے قلم کوں
(رگل)

داڑھی سیں کیوں بڑھائیں اس طرح دم سیں موچیں (مونچھیں)
خاطر میں آوتا ہے بانکوں سیں حیا کے پوچھیں (استی)

اس طرح سر لگا کے سنگھڑ مر گئے تان (؟) یہ جان کے جگر کوں کوئی بان تھا کہ تان

میٹھا جسے کوں مل کر دیویں سو ذبح ہو جا
گویا کہ لب تمہارے یہ شہد کی چھری ہیں

تمہارے لعل لب نیں سبزۂ خط میں نہاں ہو کر دل پر خون کیا ہے اشک سیتی بیڑہ پاں کو

تجھ زلف کا یہ مصرا تب سیں ہوا ہے موزوں
(رع)
جب سوں بندھا ہے اس میں دل آ مثال مضموں

جہاں جہاں اپنا لہو پینا ہوں میں بے خانماں
(جا)
گھر بہ گھر جا جا کے تم کھاتے ہو جو بنگلے کے پان

آغوش میں بھواں کی کرتی ہیں قتل انکھیاں
کوئی پوچھتا نہیں ہے مسجد میں خون ہوں میں

اس وقت سن کے انکھیں سب گاہکوں کی کھل جان
(جائیں)
جس وقت سانولے تم آ بولتے ہو سر میں

دو بھواں سیں لگے ہیں جس کے نین   وہ کہاتا ہے حاجی الحرمین

زلف نیچے ڈھانپ کر مکھڑا جتایا بات کوں
یعنی آئے آج نوں جب چاند چھپ جا رات کوں
(تو)

میں نبل تنہا نہ اس دنیا کی صحبت سیں ہوا
رستموں کوں کر دیا ہے ناتواں انزال نیں

گزک فروش کے کوں جب کہا کہ جیب ہٹا   اٹھا پکار تلے سیں مزا ہے پتے میں

جیف یارو چونک بھاگا آپڑا اتھا دام میں   کیا بری حرکت کری ہم آپ اپنے کام میں

سنانے ہیں بتاں دونے جو دیں داری میں آتے ہیں
گلے میں ڈال کر تسبیح کافر سبج بناتے ہیں

کوئی بولے سبھوں کی بات قالب کا ہے جی توں (؟)
توئی ہے پودنے کا حرف و طوطی کی زباں ہے توں

کبھی بے دام ٹھہراویں کبھی زنجیر کرتے ہیں   یہ تماشا عتری زلفاں کوں کیا کیا نام دھرتے ہیں

جان میری کا ہوا دشمن شفاعت کر زندان
مرگئے حسرت سیں جب شمشیر آئی درمیان

مفلسی سیں اب زمانے کا رہا کچھ حال نہیں   آسماں چرخی کے جوں پھرتا ہے لیکن مال نہیں

معز زعمر پر ہوتا ہے سارے جگ میں سیمیں تن
مسی روٹی کی جوں قدر ہے درہم جو ہو بے سن
(جیسے) (بیسن)

دکھائی خواب میں دی تھی ٹک اک منہ کی جھلک ہم کوں
نہیں طاقت انکھیوں کے کھولنے کی اب تلک ہم کوں

رہ آج رات جان ہماری ہے میہمان — شب ہے نپٹ اندھیاری پڑتا ہے مینہ ہان

ردیف (و)

(۱)

جدھر جاتا ہے تو اے سرو دل جو — رواں ہے اشک سیں دریا و آنسو
جدا اے سرو قد تیری گلی سیں — مثال فاختہ کرتا ہے کو کو
نظر بازوں کی مجلس میں... عیب — کہے جو یار کی انکھیوں کو آہو
جو ہو دل تنگ، تو بیجے پیالا — کہ غم کی درد کی مستی ہے دارو
اپنا کیوں غیر کے پلے پے آیا — ہوا ہے تیرا اس غم کا ترازو
چلا ہے تجھ گلی کوں بوالہوس گرم — خدا پاؤں میں نکلے اس کے نارو
ترے اے غنچہ لب دم کے اثر سوں — چلم میں ہو گیا ہے گل تماکو
مڑوڑا کن تری مژگاں کا پنجا — جگر کوں کس کے تھا یہ زور بازو

کیا قبلا مقرر آبرو نیں
چھپا مت اس کی انکھیاں سیں تو اب رو

(۲)

نگہ ناآشنا کے ہر مژہ کوں تم زباں سمجھو
سیہ چشمی کی جی باتاں ہیں سو اس کے بیاں سمجھو

لگا سر سوں قدم لگ عاشق بے دل کو دل جانو
قدم سوں سر تلک معشوق نازک تن کوں جاں سمجھو

نظر آتی ہے انکھیوں بین جبھی سب دل کی ماہیت
نگہ کوں دیکھ ان کے دل کا سب راز نہاں سمجھو

عزیزاں جب خدا کی سی طرح مالک دلوں کے ہو
تو تب معشوق و عاشق کے جنوں کی داستاں سمجھو

ہوا ہے بادشاہ ملک غم دل آہ و زاری سیں
انجھوں کوں موج بوجھو نالۂ دل کوں نشاں سمجھو

ضعیفی میں رسائی بیشتر ہے آہ عاشق کوں
قدخم کوں مرے اس تیر کے حق میں کماں سمجھو

کہوں کیوں کر ولی نیں جب کہا ہے آبروان کوں
کہ یہ خوبی سدا رہتی نہیں اے مہرباں سمجھو

(۳)

یار کرتا ہے سفر اے عاشقاں زاری کرو
اہل دل اس درد کی سب مل کے غم خواری کرو

زندگی کوں مرگ جیسیں وصل کوں لازم ہے ہجر
اس سخن کوں بوجھ کے آپس میں مت یاری کرو
(جیسے)

عاجز و زور آوری کا ناتوانی ہے علاج
وہ کرے جب کافری لاچار زناری کرو

بوجھ اس دنیا کے تیئں دل کوں سبک کھناہے خوب
خوف ہے غرقاب کا کشتی کوں مت بھاری کرو

آج اس کا دل جدائی کوں نپٹ بیتاب ہے
ٹک عزیزو آبرو کی مل کے دلداری کرو

(۴)

آج اس ماہ رو کی ہے شب وصل — دن کٹے انتظار کے یارو
نہ جیئے اس نگاہ کا مارا — زخم لاگے کٹار کے یارو

اشک نیں آبرو کے غرق کیے
لوگ سب وار پار کے یارو

(۵)

یار غافل ہے مرے درد سے ہشیار کرو — بے خبر جاں نہ جا جا کے خبردار کرو
دردمندی سیں اگر دل کی ہوئے ہو محرم — رحم فرما کے مرے حال کوں اظہار کرو
آکے قسمت سیں ترے غم میں گرفتار ہوا — ہے تو بر جا کہ مسافر کوں ٹک اک پیار کرو
جن نیں آدست سوں امید کے دامن پکڑا — یوں نہیں شرط محبت کہ اسے خوار کرو
قدر بوجھو دل خونخوارۂ عاشق کی اگر — سر چڑھا گل کے نمن (طرح) زینت دستار کرو

ے دونوں لفظ مخطوطے میں نہیں

عرض احوال کیا چاہتے ہیں فدوی سب / وقت نوکر کی نوازش کا ہے دربار کرو

جن نیں تمنا کے بھروسے پہ پھنسایا ہے دل / شرط انصاف کی یوں ہے کہ اسے یار کرو

میں مسافر ہوں مرے حق میں رقیبوں کا کہا / مت سنو قول سیں نامرد کے انکار کرو

آبرو غم کے بھنور بیچ پڑا ہے آکر

ایک لہر لطف کی لازم ہے اسے پار کرو

(۶)

مرتا ہوں میرے دل پہ یاراں نظر کرو / ٹک جا خدا کے واسطے اس کوں خبر کرو

اے نالہ ہائے شوق اگر تم میں درد ہے / اس بے وفا کے دل منیں جا کر اثر کرو

(۷)

جلوۂ حسن کوں دلدار کے گلزار کہو / شوق کوں دل کی مرے مستئ سرشار کہو

یار سوں جا کے مرے درد کا بستار کہو / غم کہو رنج کہو حسرت و آزار کہو

نگہ تند سوں جب مایل خوں ریزی ہو / گردش چشم کوں تب شوخ کی تروار کہو

سج کے دستار چھپے جان میں جب عاشق کی / قد کوں اس شوخ کے تب مصرع نکدار کہو

یار کے نقش قدم کوں چمن عزت میں / خاکساراں کے سر اوپر گل دستار کہو

آبرو غیر کی باتاں سیں تہیں خوش ہر گز

اس سیں جب بات کہو تب سخن یار کہو

(۸)

اس زلف جاں گزا کوں صنم کی بلا کہو / افعی کہو سیاہ کہو اژدہا کہو

قاتل نگہ کوں پوچھتے کیا ہو کہ کیا کہوں / خنجر کہو کٹار کہو نیمچا کہو

ٹک واسطے خدا کے مرا عجز جا کہو — بے کس کہو غریب کہو خاک پا کہو
عاشق کا درد حال چھپانا نہیں درست — پرگھٹ کہو پکار کہو برملا کہو
اس تیغ زن نیں دل کوں دیا ہے مرے خطاب — بسمل کہو شہید کہو جان فدا کہو
شاہ نجف کے نام کوں لو آبرو سیں سیکھ
ہادی کہو امام کہو رہ نما کہو

(۹)

ہم مر گئے جو غیر سیں لڑتے ہیں تم نے آ — اپنی قسم دلا کے کہا اب تو جان دو
اشعار آبرو کے یے سب در ہیں بے بہا
سننے کا شوق ہو تو ٹک اک آ کے کان دو

(۱۰)

کھو چکے ہو گو کہ گھر پر مے کشی سے مت پھرو
رہن کوں کچھ نہیں تو آپ ہی میکدے میں جا گرو
ابتدا ہیں خط کوں مت منڈوا خدا کا خوف کر
معصیت ہے سبزۂ خط کوں اگر .... ڈرو
جو سخن ہے اس کا الٹا مجھ کو دیتا ہے جواب
فی المثل کہیے بیا اس کوں تو کہتا ہے برو
پاؤں مت دھر سر کٹے ہیں عاشقی کے پنتھ میں
آبرو کہتا ہے مشکل ہے یہ راہ الٹے پھرو
(رہ)

(۱۱)

روشن سواد عشق اگر شمع ہو تو ہو
ہر شب سبق پتنگ سیں جلنے کا لو تو ہو

بن شوق بات درد کی مشکل ہے بوجھنی
یہ کام اٹپٹا ہے ٹک اک کان دو تو ہو

گاہک جو اس بازار میں کے ہیں
سودا برہ کا جان اگر نقد کھو تو ہو

(گاہک) ملیں جیان لوں ٹک آ سجن نام اس کا لے
کس نیں کہا ہے تجھ کوں مرے روبرو تو ہو

آتش برہ کی دل میں چھپانا کٹھن ہے کام
سختی سیں دل کوں سنگ اگر کر سکو تو ہو

سچا کہاوتا ہے ترا نفس ناطقہ
ناطق تو نہیں رقیب، اگر نفس ہو تو ہو

گھر آبرو کے آ کے سجن ایک رات رہ
جو کچھ کہ اس کے دل میں ہے مدت سیں سو تو ہو

(۱۲)

یا سجن ترک ملاقات کرو
یا ملو دو میں سے اک بات کرو

سب بتاں رشک سیں ہوں جا پامال
ناز کا اسپ اگر لات کرو

پاؤں پڑنے کوں سعادت بوجھو
یار کے دل کوں اگر ہات کرو

جنگ کا وقت نہیں یہ پیارے
گھر میں آئے ہیں مدارات کرو

جن کوں مضمون کا دعویٰ ہے انھیں
آبرو سیں کہو دو ہات کرو

(۱۳)

ہوتے ہیں ایک سر میں مل کر ہزار گھنگھرو
یاروں کے دل ہیں گویا ہے ملن سار گھنگھرو

تیرے قدم پے سر کوں رکھنا نپٹ بجا ہے
کہتے ہیں اس سخن کوں دل میں پکار گھنگھرو

سگھڑوں کے حق میں گویا بندوق کی ہیں گولیاں
کر کر صدا جگر کے گذریں ہیں پار گھنگھرو

پنجے کی شکل بن بن نالاں دل عاشقوں کے
کرتے ہیں شور برپا کر کر شکار گھنگھرو

(۱۴)

خوب نہیں یوسف نژادوں سیں اگر دل بند ہو
دلبر با یعقوب کے جوں گو ترا فرزند ہو

غنچہ دل کا نہیں کھلتا تو نہیں ہوتی بہار
حسن تب اوپجے ترا جب دل مرا خورسند ہو

کیا کہے ترک خود آرائی میں اس مہ رو کی زیب (اپجے)
توڑ ڈالے آئینا تو جلوہ گر صد چند ہو

(۱۵)

کیا ڈراوتے ہو انھیں میں چاہتا ہوں ہاں کہو
جو تمہارے دل میں ہے تس سیں کبھی جادو ناں کہو

عجز کا یہ التماس عاشق کا کچھ جانا نہیں
حال میرے دل کا بوجھا تم نیں سب جاناں کہو

جانتا نہیں اور کچھ چھپٹ ایک تجھ انکھیوں کی یاد
دل ہمارے کوں اگر دیکھو تو نرگس داں کہو

اس سیہ چشم اور سیہ خط اور سیہ ابرو کے کام
ریختے میں تم اگر بر تو تو کارستاں کہو

خود نمائی کے تئیں جو فقر کا کر کے لباس
خلق میں رسوا ہے وہ اس کے تئیں عریاں کہو

تجھ طرف کوں ساتھ لے قطرے کوں چلتی ہے نگاہ
آبرو کے ہر انجھو کوں دیدۂ گریاں کہو

(۱۶)

کہنا کہ غایبانہ مجھے مت بُرا کہو
کہنا جو کچھ کہ ہووے سو مرے منہ پہ آ کہو

جائز نہیں ہے چون و چرا ان کی بات پر
معشوق اگر برا ہی کہے تو بھلا کہو

(۱۷)

رقیباں سیں نہ ڈر ہم پاس آ سو
بھلا ایک رات ہونا ہووے سو ہو

لگا رخسار دونا زلف سیں خوب
یہ چینی بن گئے جب سیں پڑا مو

گیا ہے دوستی کا بیج مارا
محبت کی نہیں آتی کہیں بو

دیا تھارات کن نیں بیچ تم کوں
کہاں روشن کر آئے نام کہہ تو
فلک میں جس کوں دیکھا جگ میں یکتا
کیا تیغِ ستم سیں اس کے تئیں دو
رکھو احساں کا بوجھ اس گدھے پر
جواب اس بوالہوس کوں آج لادو
نظر کر آبرو مضمون کا حال
لئے جاتے ہیں [..] سب ریختے کو

(۱۸)

یارو ہمارا حال سجن سیں بیاں کرو ایسی طرح کرو کہ اسے مہرباں کرو
مرتا ہوں آج چھوڑ... کی گلی کے تئیں یارو نماز پڑھ کے جنازہ رواں کرو

(۱۹)

بانگیں لئے چلو ٹک گھوڑوں کی ترک زادو
(بانگیں)
پہنچے ہیں ہم پیادے تم پاس تگ دوادو
ہر شب چراغ کے جوں جلتا ہے دل گھر کا
شاید لگی ہے پیارے تجھ کان کی اسے لو
مانند جیب اپنا سینا جنوں سیں پھاڑو
دیکھو مرے سجن کا وہ حسن گندمی جو

(۲۰)

دل تار میں سسرت کے گوہر ثمن پرو دو
یا بحر میں فنا کے قطرے کے جوں ڈبو دو

امساک سیں عزیزاں اصراف خوب ہو ہے
اس کھو دنے سیں بہتر یوں ہے کہ مل کے کھو دو

عاشق بلائے غم سیں ناجی ہوا جو چاہے
تو علم عاشقی کا دے کے پڑھا ہے کو دو

ناداں ہیں یہ لڑکے مانگ ان سیں ایک بوسا
بھاگیں گے ڈر کے مارے جو تو کہے گا دو دو

کرتے تو ہو تغافل پر حال آبرو کا
دیکھو تو تم پیارے بے اختیار رو دو

(۲۱)

فکر بحر شعر میں دل کوں عبث مت خوں کرو
فاختا کی ضرب سیکھو نالے کوں موزوں کرو

صاحبوں کی اور سیں تحقیر بھی تعظیم ہے
توں کہو اک بار جس کوں اس کوں افلاطوں کرو

متفرقہ (کہیں)

مرا اے ماہ رو کیوں خون اپنے سر چڑھاتے ہو
رکت چندن کا یہ کس واسطے ٹیکا لگاتے ہو

دل پسیجے ترا تو ہو آرام میری تپ کا علاج ہے سنگ تادُ
(ے)

نازک اپنے پہ اپنے کرتے ہو تم عزوری موسیٰ کمر پہ اپنی فرعون ہو رہے ہو

عبث کیوں روبرو ہونے کی کھاتے ہو قسم جھوٹی
بن آئینے (کے) تم اک دم بھی رہ سکتے ہو منہ دیکھو

ردیف ہ

(۱)

شیریں رقم ہے کلک ہم اہل سخن کے ہاتھ
تیشا لگا ہے آج گویا کوہ کن کے ہاتھ
دل اس کا خون کیونکہ نہ ہو جا حنا کی طرح
جس کے تئیں لگے ہوں پیارے تمن کے ہاتھ
مرتا ہوں تجھ بھواں کے مڑوڑاں کو دیکھ کر
چھوٹے گا مجھ سے شہر ترے بانکپن کے ہاتھ
عاشق کے آج خوں پہ باندھا ہے باندھنوں
مہندی کی طرح ... لگے ہیں سجن کے ہاتھ
سودا نہیں ہے مجھ کوں کسی سا تھ آبرو
بازار میں جگت کے بکایا ہوں من کے ہاتھ

(۲)

بے طرح کہتے ہو مجلس سیں سجن ہم جانہہ جانہہ (جائیں)

اس سخن کوں سن کے میرا جیو ہوا ہے سانہہ سانہہ

واعظوں کی عقل شاید ہوگئی ہے باولی (سائیں)

تب تو ناحق ہر گھڑی کرتے ہیں ہم سیں بانہہ بانہہ

(۳)

تو ہے سرد خوباں و گرہیں تری سپاہ

(توہی ہے خسرو خوباں) بجا ہے نام تمہارا جگت میں سید شاہ

تمام چشم سراپا ہوا ہے دل میرا

امیدوار پے کرتے کبھی کرم کی نگاہ

اپس کے مہر سیں اے ماہ رد کرد روشن

کیا ہے زلف نیں تیری ہمن کا روز سیاہ

تمن کے ساتھ محبت کا ہم کوں دعویٰ ہے

امین صدق مرے اشک و آہ دو ہیں گواہ

عجب نہیں کہ پتھر بھی پسیج پانی ہو

اگر جو کان پڑے آبرو کے دل کی چاہ

(۴)

وصل کے گھر میں خودی کے ساتھ نہیں پانے کا راہ

آپ سیتی او لاخالی ہو تب یوسف کوں چاہ

جان میری پر سزا ہے جو کہ گذرے ہے عذاب
یار سیں ہو کر جدا پھر زندگانی ہے گناہ

اک سیہ چشمی فقط کافی ہے پردے کے تئیں
کیوں ہوئے ہو اس قدر تم جان سر تا پا سیاہ

یہ تمہاری سرکشی ہر دل کے تئیں افسوس ہے
جو ترے عشاق ہیں پیارے سو کرتے ہیں کل آہ

چھپ کے ہم سیں بیٹھتے ہو غیر یے بن بن کے تم
آج ہم نیں یے تمہاری ساخت دیکھی واہ واہ

لالچی معشوق یے بے شرم ہیں چکنے گھڑے
آبرو جا کر کنوئیں میں گر پے ان سب کوں نہ چاہ

(۵)

بولوں ہوں جب کبھی کہ میں اس گل بدن کے ساتھ
نکلے ہے جی ادب سیں مرے ہر سخن کے ساتھ

تنہا پلنگ پے رات بہ مرناں ہے جان لے
سونا وہی جو ہوئے کسی سیم تن کے ساتھ

ٹک چاشنی ضرور رہے شہ ریں میں ترش کی
دے ہے مزا مٹھاس ٹک اک بانکپن کے ساتھ

لوگوں کے بیچ وہ گویا دانتوں میں جیبھ ہے
دشمن ہیں ہر طرف سیں سب اہل سخن کے ساتھ

معشوق سانولا ہو تو کرتا ہے دل کوں پیار
کالے کی جاہ خلق میں ظاہر ہے من کے ساتھ
ہم جی نثار کرتے کوں جاتے ہیں آبرو
دل میں کپٹ رکھو نہ پیارے ہمن کے ساتھ

(۶)

مکھ نے ترے کیا گل سیراب آئینہ
خط نیں بہار سبزۂ شاداب آئینہ
سر تا قدم نیاز سیں دست دعا ہوا
تیری بھواں کی دیکھ کے محراب آئینہ

(۷)

کرے گی شہر میں فتنا سجن خواہی نخواہی یہ
تری آخر کوں سر کھینچے گی ظالم کجکلاہی یہ
بھرتی نہیں کہیں ترے برن پے چشم سر تا پا
ہوئی ہے حسن کے طوفان میں کشتی کی تباہی یہ
جگت کے لالچی معشوق یے مفلس سیں نہیں ملتے
ہوئی ہے وصل سیں مانع ہمیں بے دستگاہی یہ
مقابل زلف کے بڑھتی ہے میرے بخت کی کالک
دیکھو سایے کے جوں کیا خوب چلتی ہے سیاہی یہ
بھڑک اٹھتی ہے دل کی آگ اس اغماض سیں پیارے
گویا بندوق کی رنجک ہے تیری کم نگاہی یہ

بگھولے بھی (ورائے حکم نہیں) ہیں اس پری رو کے
(بگولے) سلیماں نیں کہاں پائی تھی یارو بادشاہی یہ
دو ظالم آ کے اپنے ہاتھ کے خنجر سیں سر کاٹے
بر آوے آبرو کی جان کا مطلب الٰہی یہ

(۸)

بڑھے ہے دن بدن تجھ مکھ کی تاب آہستہ آہستہ
کہ جوں کر گرم ہو وے آفتاب آہستہ آہستہ
کیا خط نیں ترے مکھ کوں خراب آہستہ آہستہ
گہن جوں ماہ کوں لیتا ہے داب آہستہ آہستہ
(نگاہیں) آپ سیں لے جاں ترے عاشق کا دل رہ رہ
(جائیں) کرے ہے مست کوں بے خود شراب آہستہ آہستہ
دل عاشق کا کلی کی طرح کھلنا جا ہے خوش ہو ہو
ادا سیں جب کبھی کھولے نقاب آہستہ آہستہ
لگا ہے آبرو مجھ کوں ولی کا خوب یہ مصرا
(مصرعہ) سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

(۹)

کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اس کا دل ہے یہ

بے قراری سیں نہ کر ظالم ہمارے دل کو منع
کیوں نہ تڑپھے خاک و خوں میں اس قدر بسمل ہے یہ

عشق کوں مجنوں کے افلاطوں سمجھ سکتا نہیں
گو کہ سمجھاوے پے سمجھے گا نہیں عاقل ہے یہ

کون سمجھاوے مرے دل کوں کوئی منصف نہیں
غیر حق کوں چاہتا ہے کیوں اپنا باطل ہے یہ

کون ہے انساں کا کوئی دوست ایسا جو کہے
موت اس کی فکر میں لاگی ہے اور غافل ہے یہ

عاشقی کے فن میں ہے دل سیں جھگڑنا بے حساب
کچھ نہیں باقی رکھا اس علم میں فاضل ہے یہ

ہم تو کہتے تھے کہ پھر پانے کے نہیں جانے نہ دو
اب گئے پر آبرو پھر پایئے مشکل ہے یہ

(۱۰)

چونکنا سا رات کیوں سوتا ہے اس کے پاس کہہ
(چونکنا سا)
کیا ہے تیرے دل میں جاں عاشق سیتی وسواس کہہ

فی الحقیقت یہ بخیل انساں نہیں خناس کہہ
آدمی کی شکل ہے ظاہر میں تو کناس کہہ

دل کوں میرے کر کے لٹو پھر گئے تم اس طرح
کھیل لڑکوں کا کیا تم سیں رہے کیا اس کہہ

آبرو بندا ہے تیرا فضل اس پر کیوں نہ ہو
غیر کیوں مانع ہوا ہے یہ خدا نشناس کہہ

(۱۱)

تاب ہے کس کی کہ لاوے روبرو تجھ منہ کے منہ
پھاٹتی ہے صبح کی تجھ منہ کے آگے پیلی پھوہ
(پھٹتی)
بوالہوس کوں چھوڑ دے مت دے تو اپنی زلف کوں
وہ جو کہتا ہے کہ میں گوندھوں (ہوں)، گتھن کھاتا ہے کہہ (گوہ)
توڑتے ہیں رشک سیں اس پنجۂ مژگان کے
ماہ نو سیتی جگر کے بیچ میں افلاک نہہ
ادعا تھا جن بتاں کوں ہم سری کا تیرے سات
لے رہے سب دیکھ آئینے کوں اپنا منہ سا منہ
بے ستوں سیں کم نہیں کچھ یار کے غم کا پہاڑ
آبرو فرہاد کے جوں اپنے تو سینے کو ہ کہہ

(۱۲)

اے مجرد ڈوب مت رنڈی سیں مشکل ہے نباہ
جھوٹھ نہیں میں راست کہتا ہوں کہ اک ندی ہے بیاہ
میرزائی سیں ہوے نامرد دلّی کے امیر
ناز کے مارے پھری جاتی ہے مژگاں کی سپاہ

کیوں کے ٹھہراوے سفر کی محنتوں کے بیچ حسن
چاند ہو تو اس کے تئیں تاریک کر ڈالے ہے راہ

چونک کر مستی سیتی پیتا ہے میرا خون گرم
شب کوں ہو ہے سووتے سیں جاگ کے قہوے کی چاہ

(۱۴۳)

قول دے پاس آ پھر آخر کوں اولٹ جاتا ہے وہ
داؤ (ں) میں میرے کسی حکمت سیں نہیں آتا ہے وہ

اب تلک مکتب میں مشغول الف باتا ہے وہ
پر سبھوں سیتی سبق باتوں میں لے جاتا ہے وہ

بے قراری کوں ہماری خوب بتلاتا ہے وہ
دل کوں میرے قطرۂ سیماب ٹھہراتا ہے وہ

جو کہ میں بولوں سو ئی وہ بول اٹھے طوطی کی طرح
حرف میرا آئینہ کرتا ہے جو پاتا ہے وہ

دل ربا میرا اگر خورشید تاباں نہیں تو کیوں
رات کوں چھپتا ہے جا اور دن کوں پھر آتا ہے وہ

کیوں بناوے میرے کہنے سیں تل اپنے گال پر
بات سن کر کے کسی منہ پر نہیں لاتا ہے وہ

جی کے ڈر سیں بوالہوس کا پاؤں پڑ سکتا نہیں
عاشقی کی راہ میں دل گو کے دوڑاتا ہے وہ

کھلکھلا کر پھول غنچے کی طرح جاتا ہے موند
بے تکلف ہنس کے جب عاشق سیں شرماتا ہے وہ
آبرو کے ڈر کے مارے غیر سیں محجوب ہے
پر ادا و ناز کے چاؤں سیں اکلاتا ہے وہ

متفرقہ

سرد مہری کیوں نہ برسے دل سیں تیرے خواہ مخواہ
تو ہے مہہ رویاں میں پیارے موسم سرما کا ماہ

رقیب زہر کے سے گھونٹ پی رہے کڑوے
جبھی گرم کی کری تم نیں ہم پے نیم نگاہ

دیکھو یہ دختر زر کتنی ہے شوخ دیدہ
دوئی چڑھی سر او پر جب جوں ہوئی رسیدہ
اب تو سجا ہے جا ما اس شوخ نیں چکن کا
کیونکر رہے نہ ہم سیں وہ سرو قد کشیدہ

زلف رسا کوں کہہ کہ کنویں سیں گرے کوں کاڑھ
آج آبرو پیے غم سیں زنخ کے پڑے ہیں گاڑھ

رہے عاشق ہمیشہ کیوں نہ زخمی کی طرح خستہ
گر اس کے دل میں ہے شمشیر تجھ ابرو کوں پیوستہ

ردیف ی

(۱)

رستم اس مرد کی کھاتے ہیں قسم زوروں کی
تاب لاتا ہے جو کوئی عشق کے جھکجوروں کی

قدر داں حسن کے کہتے ہیں اسے دل مردا
سانورے چھوڑ کے جو چاہ کرے گوروں کی

گانٹھ کاٹی ہے مرے دل کی تری انکھیوں نیں
دو پلک نہیں (ہیں) یہ کرتی ہیں پکڑ چوروں کی

لب شیریں پہ سریجن کے نہیں خط سیاہ
ڈار ٹوٹی ہے مٹھائی پہ شکر خوروں کی

جل کے سورج میں ہوئے خط شعاعی شعلے
دیکھ انکھیوں میں جھلک لال ترے ڈوروں کی

قادری جبکہ سجی بر میں سجن بوٹے دار
عقل چکر میں پڑی دیکھ کے چھب موروں کی

آبرو کوں نہیں کم ظرف کی صحبت کا دماغ
کس کوں برداشت ہے ہر وقت کے نکتوروں کی

(۲)

کاکل تمن کے نا حق پیارے جو ہم سیں اکڑی
کچھ سر (؟) بوجھتے نہیں یہ طور کب سیں پکڑی

کیوں کر کے حیلہ جوئی جالا ہمن کے دل کوں
شاید سکھاوتا ہے یہ سب رقیب مکڑی

لڑکوں میں کھیلتے تم جب سیں ادھر ہو نکلے
لٹو ہوئی ہے تب سیں یہ عاشقاں کی چکڑی

نالے نیں اب ہمارے کاٹے ہیں کوہ سارے
اس تیغ نیں پیارے پتھر کیا ہے ککڑی

(۳)

چچلاہٹ میں تو مولا ہے
جھلجھلاہٹ میں در امولا ہے

دیکھ تجھ مکھ کوں یوں چھپے یوسف
جوں کبوتر کنویں میں کولا (؟) ہے

سیر کرتا ہوں بیٹھ کر اس بیچ
دل ہمارا اڑن کھٹولا ہے

سر وسیں قد ہے یار کا موزوں
میں نے میزان لیں کے تولا ہے

سرد مہری سیں بے وفا کا حال
ہے خنک اس قدر کہ (نہیں لیے کے) اولا ہے

جان کر کے اجان ہوتا ہے
تم نہ جانو کہ جان بھولا ہے

ہم سوں سب مل کہو مبارک باد
کہ ٹک اک ہنس کے آج بولا ہے

آبرو ہائے کیوں گلے نہ لگا
میرے دل میں یہی ملولا ہے

(۴)

آوئنے کی خبر قیامت ہے
آوتا ہے اگر قیامت ہے

عالم دل ہوا ہے زیر و زبر
خوش نین کی نظر قیامت ہے

شور برپا ہوا ہے آمد سوں
خوش قداں کا گذر قیامت ہے

پڑی ملک عدم میں بے تابی
خوش ادا کی کمر قیامت ہے

ہجر ہر چند غم سیں مرتا ہے
وصل اس کے سوں ڈر قیامت ہے

اقربا اصدقا گئے سب بھول
عشق تیرا مگر قیامت ہے

شور ہے اس کی اشک باری کا
آبرو چشم تر قیامت ہے

(۵)

بر میں سجن کے قادری ازبس کہ تنگ ہے
غنچے کے دل میں رشک سیں خوں جائے رنگ ہے

تجھ لب کے خط سبز کی جب سیں سنی ہے بات
بزم شراب تب سیتی اے شوخ بھنگ ہے

زلف سیاہ، ابروئے کج، خط سبز رنگ
ہر ایک کافری میں ترا لا فرنگ ہے

افلاس سیں ہے... جگر بیچ جس کے آہ
وہ درد مند بحر میں غم کے نہنگ ہے

شکوا رقیب کا نہ کرو رمز شوق کے
کیونکر سمجھ سکے وہ کٹھن ..... ڈنگ ہے
مطرب نیں بس میں سنگدلاں کو کیا ہے آج
لینے کوں قلب ..... سرنگ ہے
تیری گلی کی خاک کوں کر آبرو بھبھوت
اودھوت خاکسار مثال پلنگ ہے

(۶)

کیوں بند سب کھلے ہیں کیوں چیرا لپٹا ہے
کیا قتل کوں ہمارے اب ٹھاٹھ یوں ٹھٹھا ہے
اس وقت میں پیارے ہم کوں شراب دیجے
دیکھو تو کیا ہوا ہے دیکھو تو کیا گھٹا ہے
برہن کے نین رو رو جوگی برن ہوئے ہیں
کاجر بھبھوت، انجھو مالا، پلک جٹا ہے
خواہ لاٹھیوں سیں مارو خواہ خاک میں لتھاڑو
عاشق کا دل پیارے چوگان کا بٹا ہے
لب کوں انکھیوں کوں مکھ کوں بر کوں کمر کوں قد کوں تن
ان سب کو چاہتا ہے ٹکڑے ہو دل بٹا ہے
سامان عیش ہم کوں اسباب غم ہوئے ہیں
خون جگر ہے صہبا بخت سیہ گھٹا ہے

کیا رنگ ہے تمہارے رخسارہ کا سریجن
جس پر نظر کرے سیں گل کا جگر پھٹا ہے

عاشق کی آبرو ہے خواری میں جان دینا
نامرد وہ کہاوے جو عشق سیں ہٹا ہے

(۷)

دنوں کی آرزو دل میں مری ہے
تغافل سیں ہماری داد رہی ہے

پھنسے ہیں اس قدر تجھ زلف میں دل
کہ ہر ہر تار موتی کی لڑی ہے

تماشا دیکھ تیرا شک آتشیں سوں
ہماری چشم رشک پھولجھڑی ہے

ترا قد آج خوبی میں علم ہے
تجھے خوش قامتاں کی سروری ہے (پھلجھڑی)

نہیں سنتا کوئی احوال میرا
لبالب دل منیں حسرت بھری ہے

نہ دل چھوڑا نہ دیں تس پہ تغافل
کسی نیں بھی کسی سیں یوں کری ہے

نہ دانا ہوں تو آپ کوں ہوں
کسی کے تئیں ہماری کیا پڑی ہے

خرد سوں آبرو کی بوجھ یہ بات
اٹھانا بوجھ دنیا کا خری ہے

(۸)

تم سیں کوں جس کا دل کہ پیار کرے
دل پے وہ جاں کوں نثار کرے

موسم گل ہو جان فصل خزاں
باغ میں تو وہ اگر گذار کرے

سوز دل دیکھ داغ جل جاوے
نے فغاں سن مرا پکار کرے (تو)

دل پیاسا ہے زخم کا کہنا
تیغ کوں خوب آبدار کرے

دل پھڑکتا ہے دیکھنے کے تئیں　　　دیکھئے کب خدا دو چار کرے
کیا عجب ہے اسی کا بندا ہوں　　　گر خدا اس سیں مجھ کوں یار کرے
..... میں آشنا ہوں طوفاں ہے
آبرو کوں کہو کنار کرے

(۹)

لب ترا جب حکیم ہوتا ہے　　　شافیٔ ہر سقیم ہوتا ہے
تیر قامت بیتی خجل ہو الف　　　سر نگوں مثل میم ہوتا ہے
دیکھ باتاں میں تجھ بھواں کی ادا　　　دل ہمارا دو نیم ہوتا ہے
خال لازم ہے گردۂ خط بیچ　　　بے نقط کیونکہ جیم ہوتا ہے
دل یو جنت سیتی (؟) سفر کر کر　　　تجھ گلی کا مقیم ہوتا ہے
کب مقابل نمک جھمک نیں پیا　　　روپ تیرے کا سیم ہوتا ہے
گو کہ اس سیں بھی سخت ہو احوال　　　سنگ دل کب رحیم ہوتا ہے
بے کسی دل کوں آبرو ہے تمام
قیمتی در یتیم ہوتا ہے

(۱۰)

ہنسیں کھل کھل ستے بے درد جب نالے غریبوں کے
چمن کے پھول ہی دشمن ہیں یار عندلیبوں کے
نہ پہنچا یا کبھی اس سر کے تئیں اس پاؤں لگ ہرگز
گلہ مند اس قدر کیوں کر نہ ہوں ہم ان نصیبوں کے

تمہارے سبزۂ خط اور لب شیریں کے عاشق سب
محلہ دار ہیں پان اور مٹھائی کے دبیوں کے
دوائیں سب لئے پھرتے ہیں غم کے دور ہونے کی
نہ ہوں کہہ کیونکے دشمن درد مند عاشق طبیبوں کے
کھاتے تھے جگت میں آبرو وے توڑے سرکش
کہو کیونکر ہوا اب اس قدر بس میں رقیبوں کے

(۱۱)

زنانوں کے ہر یک کھٹکے میں خوش وقتی نرالی ہے
جو دستک ہے سو دل کے قفل کوں گویا کہ تالی ہے (الف)
کلنکی کے برابر عیب ہو ہے خوب کوں گہنا
ترے گالوں کوں کہیے چاند تو گویا کہ گالی ہے
ترے چینی سے رخساروں آگے ٹھکرا سا لگتا ہے
اگرچہ آئینے میں مصقلا کر کے صفائی ہے (ٹھیکرا کی)
وہ سادہ رو کہ جس کے منہ اوپر ایک تل نہ ہو ہرگز
وو سب چاندوں کی گنتی بیچ گویا چاند خالی ہے

(۱۲)

پھرے ہے مست اکڑتا لاوبالی — ہوا بانکا سج اب اور ہی نکالی
زبانی ہے شجاعت ان سبھوں کی — امیر اس جگ کے ہیں سب شیر قالی
جو بے خود ہیں تری چشم سیہ کے — وے نہیں پیتے شراب پرتگالی

نہیں کرتا کسی سیں گرم جوشی　　سجن میرا اَنپٹ ہے لااُبالی
نہ پوچھو مجھ سیں نعمت خاں کی تشریف　　بیاں کرنے کے ہے رتبے سیں عالی
سویدا کی طرح ہر دل منے ہے　　کوئی اس تل کے نہیں سودا سے خالی

کیا مکتب سیں آ خوبِ آبرو کا
یہی کچھ تم نے ملاں کی دعا لی
(ملا)

(۱۳)

پانی پت آج چھوڑ جو گنور تم چلے　　تو راہ بیچ جائیو جانی سنبھال کے
تیری نگاہ تیر کی پیکاں ہے صنم　　تم دیکھ دیکھ زخم لگاتے ہو بھال کے

(۱۴)

تم کوں نہیں سکتا ہے پیارے جان کوئی
جان ہو کیوں کر سکے پہچان کوئی
کون ہے جی (اوس) پہ قرباں کروں (؟)
ایک دم کوں لا ملا دے آن کوئی
دوسرا ایسا نہیں اے مہرباں
لطف اور خوبی میں ہے انساں کوئی
آبرو کے شوق کی لہروں سیں بوجھ
یار اس کا ہوے گا طوفاں کوئی

(۱۵)

زلف کے عقدے کھلے اب اور بھی مشکل ہوئی
دل کے اوپر یہ نئے سر سے بلا نازل ہوئی

اب تو مرتا تھا تغافل سیں قسم تیری سجن
مہربانی ٹک بھلے وقت آ (ن) کے شامل ہوئی

سر سیں پاؤں لگ کھلی دیکھی تری زلف دراز
اب سر نو عمر تئیں دل کی طلب کامل ہوئی

آب ہو خجلت سیں اپنا عکس دیکھا دوسرا
کیا دوئی سیتی مجھے شرمندگی حاصل ہوئی

سب خزانا کھو کے بیٹھا کھنکھ ہو تحویل دار
جو کہ باقی تھی سو سب سرکار میں داخل ہوئی

بیٹھنا دنگل منیں کرتی ہیں انکھیوں سیں قبول
سلسلے میں تاک کی دختر بڑی قابل ہوئی

(۱۶)

شہر میں تھے خوار و خستا کوچہ و بازار کے
لے جو سودائی ہیں تیری دشت میں رفتار کے

بے خودی کی راہ میں کچھ حکم کی حاجت نہیں
آپ سیں جاتا ہوں اپنے شوق میں دلدار کے

(۱۷)

دیکھو تو جان تم کون مناتے ہیں کب سیتی
بولو خدا کے واسطے ٹک لال لب سیتی

مکھڑا ترا ہے جان یہ اچرج طرح کا چاند
روزانہ اور خوب جھلکتا ہے شب سیتی

زلفاں کوں کہہ کہ دل کوں کریں آپ میں سیں دور
یہ پیچ و تاب ان کوں ہے اسکے تعب سیتی

دست سلام سر کے اوپر نقش پا ہے اب
ہر چند خاک راہ ہوا ہوں ادب سیتی

پانی میں ڈوب آگ میں جل کر مرو پے ایک
عاشق نہ ہو پکار کے کہتا ہوں سب سیتی

ہر جائیو ہر ایک سیں لالچ نہیں ہے خوب
ہے بھیک مانگ کھانا بھلا اس کسب سیتی

باندھا ہے برگ تاک کا کیوں سر پے سہرا
کیا آبرو کا بیاہ ہے بنت العنب سیتی

(۱۸)

مقتل منیں کھڑے تھے کھڑے اور پڑے ہوئے
سب سیں جب آ کے تیغ پڑی ہم سرے ہوئے

جو دیکھنے کوں غیر کے پیارے گئے نہ تھے
تو کیوں ہیں آج چشم تمہارے کھرے ہوئے

انکھیوں کی راہ دیکھ کے نکلے جو دل کا حال
تڑپے سرشک خاک کے اوپر گرے ہوئے

(۱۹)

کیوں بلائی بھیڑ میں ہم سیں یہ نادانی ہوئی
دختر رز شرم سیں مجلس میں آ پانی ہوئی
میں عبث مرتا ہوں کچھ مرنا بھی اب درکار نہیں
جی دیئے ہوتا ہے کیا جب دوستی جانی ہوئی

(۲۰)

کیا بری طرح بھوں مٹکتی ہے
کہ مرے دل میں آ کھٹکتی ہے
زلف کی شان مکھ اوپر دیکھو
کہ گویا عرش میں لٹکتی ہے
اب تلک گرچہ مر گیا فرہاد
روح پتھر سیں سر پٹکتی ہے
دل کبابوں میں کون کچا ہے
عشق کی آگ کیوں چٹکتی ہے
آبرو جا پہنچ کہ پیاسی زلف
ناگنی کی طرح بھٹکتی ہے

(۲۱)

شوق کی گرمی ہے دونوں اور دل کی لاگ ہے
غیر سیں کہہ بیچ میں مت آ جلے گا آگ ہے
زلف تیری کے ہریک حلقے میں ہے اجگر کا کام
ہر بھنور کے بیچ اس کالندری کے ناگ ہے

(۲۲)

مت دیکھ اس طرح سیں انکھیاں بنا کے ڈھیلی
لیتی ہے جان پیارے چتون تیری لجیلی

مرد نگ زعفرانی کرتی ہے ارغوانی
ہوتا ہے لال جن نیں شیشی تمام پیلی
راوت نین تمن کے بانکیت ہنیں نو بیا ہیں
جھو کٹے نگہ سیں مل مل یہ بانک کیسے کیلی

(۲۳)

مجلس میں شمع آکر جلتی جو ہے ستی سی
مردوں کوں پیارا پنا دکھلاتی ہے چھبی سی
ہر رات تجھ درس سیں ہوتی ہیں رنگ رانی
کچھ تو مرے نین کی جاگی ہے اب راتی سی
حقے کے بیچ موتی جلنے لگے دیئے سے
پیارے دہن میں تیرے جھمکے جھبی تبی سی

(۲۴)

جان اے جیوں کے دشمن ہوتے ہیں ہم کوں مرنے
ہنس ہنس کے یے تمہارے جھک جھک سلام کرنے
زلفاں کے تئیں خوشامد افسوں ہوئی ہے یارو
ڈشنے سیں رہ گئے ہیں جب سیں کر ناگ برنے
(ڈسنے)

(۲۵)

کیا سرخ چھپے ہیں تجھ انگلیوں کے پورے
اے شوخ کس جگہ میں یہ اس طرح جھوڑے
(جھجوڑے)

کاری نین تمہارے کیا بہکہ بھرے ہیں ظالم
گویا کہ یے دہن ہیں دو ناگ کے کٹورے

آخر کوں ہوا لہوس نیں سر بار غم سیں کھینچا
نام عاشقی کے یار وسب ان گدھے نیں بورے

تم سالونے ادا سیں بیٹھے ہو نیشکر سے
گورے تمن کے آگے پھیکے لگے اکورے

کیوں آبرو نہ پیوے اے جان خون غم کا
مدت کے نیہہ تم نیں سوگند کھا کے توڑے

(۲۶)

چبائے پان کیوں اور ہی کسو کے
مگر پیاسے تھے تم میرے لہو کے

گئے اب غائبانہ بھول ہم کوں
سجن کے پیار تھے سب روبرو کے

سجی جب قادری اس نازنیں نیں
بدن پر نقش اٹھ آئے اتو کے

چلے منہ موڑ جب تیری گلی سیں
گھٹا آرام دبے کل ہو کے کو کے

گیا عذر اب نہ ملنے کا خطا کا
سجن سیں جو کہ جھگڑے تھے سو چو کے

سخن یکرنگ کا سب گانٹھ باندھو
کہ وے گوہر ہیں بحر آبرو کے

(۲۷)

دل کوں کمند تیرا ہر بال ہے پیارے
زلفیں سیں نکلنا جنجال ہے پیارے

(ریتی)

یہ دل سیاہ طالع اٹکا ہے جا ہمارا
خورشید سے مکھ اوپر یا خال ہے پیارے

کیوں سرزمیں پہ دل کی اب زلزلہ پڑے نہیں
حرکت تجھ ابرواں کی بھونچال ہے پیارے

یہ پردۂ شفق میں خورشید خاوری ہے
یا لال مکھ پہ تیرے یہ شال ہے پیارے

انکھیاں اگر ملاو تو جی کوں ہو بھروسا
مقصود کے دلوں کی یہ فال ہے پیارے

یوں آبرو سیں دل کوں تم سخت جو کیا ہے
کچھ جانتے ہو اس کا کیا حال ہے پیارے

(۴۸)

یوں بے وفا ہوا توں اے سرخ چیرے والے
ہم کوں پڑے ہیں تیرے اب دیکھنے کے لالے

اوپر کے دل سیں تم یوں سر پر چھڑاتے ہو
(چڑھا دیتے)
کیا پیچ ہے کہ پیارے دیتے ہو ہم کوں بالے

دے خاص پرورش تم ہم نا کے کیوں نہ بھولو
جب عام کے پڑے ہو یوں جائے کرکے پالے

روٹھا ہوں دل سیں میں بھی نہیں بولنے کا ہرگز
اک بات رہ گئی ہے ٹک دوڑ اسے بلائے

ضد دیکھ کر تمہاری اے بے وفا ہٹا ہے
عاشق نہیں ہار مانی اب تو گلے لگا لے
جو چھوڑ آبرو کوں جاتے ہی ہو تو جاؤ
ہم نیں بھی اب خدا کے تم کوں کیا حوالے

(۲۹)

دل کوں تڑپھ ہے آج جدائی سیں یار کی
انکھیاں اوپر پڑی ہے بہت انتظار کی
دوتا بڑھا جنون لگی انجھواں کی جھڑ
جوں جوں امنڈ گھٹا نیں جنگل میں بہار کی
یارو کوئی کہے کہ کبھی یوں بھی ہوے گا
باتیں کریں گے بیٹھ کے آپس میں پیار کی
ہے درد سر تمام کہوں کیا شراب دے
ساقی نہ پوچھ مجھ کوں حقیقت خمار کی
(سول)
ہوتی نہیں ہے پیار سیں سیدھی کبھی نگاہ
نس پر ہے آرزو مجھے بوس و کنار کی
دلی میں درد دل کوں کوئی پوچھتا نہیں
مجھ کوں قسم ہے خواجہ قطب کے مزار کی
دشمن ہوے ہیں لوگ سجن آبرو کے سب
یہ بات آ بنی ہے ترے دوستدار کی

(۳۰)

آتش میں عشق کی ہے ہم کوں فراغ اور ہی
جو ہیں خلیل تن کا ہوتا ہے باغ اور ہی
دیدار کی شرابیں پیتے ہیں چشم سیتی
مستوں کا ہے درس کے یار دایاغ اور ہی
نقش قدم کے جا کے سر کا نشان ڈھونڈھو
یہ راہ دل ہے اس کا ہو ہے سراغ اور ہی
ہر دن کسی نئے سیں ملتا ہے گرم جا کر
ہر روز مجھ کوں ظالم دیتا ہے داغ اور ہی
جو کچھ کہو گے تس سیں بڑھ آبرو کہے گا
پیارے اٹھاوتے ہیں نیرا دماغ اور ہی

(۳۱)

سراسر جال کیا یکساں بنی ہے
ہنر میں صید کے کا کل گھنی ہے
ہوئی ہے انتخاب جامہ زیباں
تمہاری جیں پیارے کن چنی ہے
اسے اسپند کروں کن گرم دیکھا (؟)
مرے پیارے کی دیہی گن گنی ہے

بول کے ایک تان صاحب رائے
لے گیا کاڑھ جان صاحب رائے

جوئی دیکھے سوئی بچھڑ جاوے
حسن تیرے کی آن صاحب رائے

دب گئے سب جہان کے معشوق
دیکھ کر تیری شان صاحب رائے

تیری بھولی طرح لگے پیاری
جان ہو تم اجان صاحب رائے

لال گویا کلی ہے رنگ بھری
یہ تمہارا دہان صاحب رائے

ڈرتا ہوں تجھ کمر کے کسنے سیں
کہ نہ ہو جا زیان صاحب رائے

ہم نمانوں سیں یوں مٹھن مت کر
پیار کی بات مان صاحب رائے

بات باریک ہے کمر کی طرح
کیوں کے کیجے بیان صاحب رائے

آج کے دن ہے آبرو اس کوں
جس پہ ہو مہربان صاحب رائے

آبرو اب کہو غلام حسن
کہ ہوا مسلمان صاحب رائے

(۳۴۳)

داڑھی نیں تیرے حسن کی خوبی تمام کھوئی
گئی اس کمل سیں تیرے منہ کی اتر کے لوئی
گل نیں مگر چمن سیں عزم سفر کیا ہے
گلشن کے بیچ شبنم کیوں اس طرح سیں روئی
کہنا سجن سیں قاصد کیونکر کہوں حقیقت
جب ان لکھی کتابت انکھیوں نیں یوں بھگوئی
بدراہ ان دنوں میں ازبس کہ ہو گئے ہو
تیری گلی میں آ کر پھرتا نہیں ہے کوئی
بیزار کیوں نہ ہو جا اب آبرو تمن سیں
معشوق پن کی تم نیں اوروں سے مٹی ڈبوئی

(۳۴۴)

(جو) کچھ کچھ رقیب نیں کہتے سچ ہو گیا تو ہے
کہتا نہیں ہے منہ سیں پے کچھ انمنا تو ہے
جوہر نہیں کچھ اور تو دل میں صفا تو ہے
منہ کیوں چھپاؤتے ہو سجن آئینا تو ہے

شاید کہ ہو رہے گا کبھی مہربان بھی
پیارے نبیں شوق دل کا مرا اٹکلا تو ہے

یے لوگ بے حساب او کہتے ہیں اس کی بات
عاشق گلی میں یار کی جا گرا تو ہے

پھاندے کے بیچ غیب سیں آجا تو کیا عجب
دل آج اپنی گھات میں جا کر لگا تو ہے

ٹھٹھا کیا جو بات پہ میری تو کیا ہوا
خندوں کا یہ ملاپ پیارے برا تو ہے

بیزار ہو گئے ہیں جو گورے ہمن سیں تب
بیزار سیں ہوتے ہیں مرا سانولا تو ہے

ہرگز خط غبار کے سبزے سیں منہ نہ پھیر
گو بھنگ کے نلے میں مزا نہیں نشا تو ہے

جو آبرو برا بھی کہا تو بھلا کیا
زمرے میں عاشقاں کے ہمن کوں گنا تو ہے

(۳۵)

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے
کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے

لب شیریں چھپے نہیں رنگ پاں سے
نہاں منقار طوطی میں شکر ہے

کیا ہے بے خبر دو نوجہاں سیں
محبت کے نشے میں کیا اثر ہے

تیرا مکھ دیکھ آئینا ہوا ہے — تحیر دل کوں میرے اس قدر ہے

تخلص آبرو برجا ہے میرا

ہمیشہ اشک، غم سیں چشم تر ہے

(۳۶)

تولا تمہارے رنگ لباں ساتھ جس گھڑی

غنچے کا رنگ اڑ کے ہوا تب دھڑی دھڑی

ہیں بنگ کے نشے میں ہزاروں طرح کے رنگ

سب بوٹیوں کے بیچ مرصع ہے یہ جڑی

(۳۷)

دشمن جاں ہے تشنۂ خوں ہے — شوخ ہے بانک ہے، نگت بھوں(؟) ہے

تجھ کوں لیلی بھی دیکھ مجنوں ہے — دل رباؤں کا دل ربا توں ہے

دل کے چھلنے کوں یہ لٹک چلنا — سحر ہے ٹوٹکا ہے افسوں ہے

خال مشکیں ہے لال لب ہا پر — یا مئے سرخ بیچ افیوں ہے

آن ہے درد کے ضعیفاں پر — آہ دل کی الف قد نوں ہے

در گذر کر رقیب سیں اے دل — بے حیا ہے اجالا ہے دوں ہے

درد سر کا علاج کیوں نہ کرے — یار کا رنگ صندلی گوں ہے

شیخ خرقے میں جب مراقب ہو — گربہ مسکین ہے مری جوں ہے

گر وفادار کش نہیں وہ شوخ

آبرو ساتھ دشمنی کیوں ہے

(۳۸)

ترا قد سرو سیں خوبی میں چڑھ ہے — لٹک سنبل سیتی زلفاں سیں بڑھ ہے
حریفاں نوجواں میرا سراپا — ادا ہے ناز ہے سج ہے اکڑ ہے

(۳۹)

نالا ہمارے دل کے غم کے گواہ بس ہے
اپنے تیئں شہادت انگشت آہ بس ہے

ناقص تھی عاشقی کی تدبیر بس زلیخا
رکھنے کوں یوسفاں کے اک دل کی چاہ بس ہے

عاشق کی زندگی کوں اے جان دیدہ و دل
جو پیار سیں دیکھے تو آدھی نگاہ بس ہے

شوخی و سرکشی میں کوئی تیرے مقابل
دیکھا نہیں جگت میں اے کج کلاہ بس ہے

درکار نہیں زباں سیں کرنا بیان غم کا
اے آبرو ہمارا حال تباہ بس ہے

(۴۰)

نپٹ یہ ماجرا یارو کڑا ہے — مسافر دشمنوں میں آپڑا ہے
رقیب اپنے اوپر ہوتے ہیں مغرور — غلط جاناں ہے حق سب سیں بڑا ہے
جو وہ بولے سوئی وہ بولتا ہے — رقیب اب بھوت ہو کر سر چڑھا ہے
خدا حافظ ہے میرے دل کا یارو — پتھر سیں جا کے یہ شیشا لڑا ہے

برنگ ماہی بے آب لس دن سجن نیں دل ہمارا تڑپھڑا ہے
رقیباں کی نہیں فوجاں کا وسواس ادھر سیں عاشقاں کا بھی دھڑا ہے
کرے کیا آبرو کیونکر ملن ہو
رقیباں کے صنم بس میں پڑا ہے

(۴۱)

جال میں جس کے شوق آئی ہے اس کے دل کوں تڑپھ کماہی(؟) ہے
جگ کے خوباں ہیں تجھ پہ سب مفتوں تن میں یوسف بھی ایک چاہی ہے
داغ سیں کیوں نہ دل اجالا ہو چشم کی روشنی سیاہی ہے
اب تلک کھینچ کھینچ جور و جفا ہر طرح دوستی نباہی ہے
طور کیا پوچھتے ہو کافر کا شوخ ہے بانکہ ہے سپاہی ہے
ہاتھ میں کہربا کی سمرن دیکھ رنگ عاشق کا آج کاہی ہے
حال عاشق کا کیا بیاں کیجے خوار ہے خستہ ہے تباہی ہے
آبرو کیوں نہ ہو رہے خاموش
درد کہنے کی یاں مناہی ہے

(۴۲)

شاخ گل قد کوں ترے دیکھ کے مرجھائی ہے
سرو کوں چال تری باعث رسوائی ہے
نازنیں گل سے تمن آج نہ کمھلائے سو کیوں
بوالہوس کی نظر اس مکھ کے اوپر چھائی ہے

پسیح کہا تب سوں کمر بند ہوا تار نگاہ
وہ کمر موسی تری جب سیں نظر آئی ہے

دامن دشت کیا نقش قدم سوں پر گل
کس بہاراں کا یہ دیوانہ تماشائی ہے

عاشق شیفتہ دل کیونکے نہ ہو سر گرداں
حسن کی قدر کوں بوجھا نہیں ہر جائی ہے

دل سوں عاشق کے ہے حب حسن کوں معشوق کے زیب
تب تو عارض میں صفا تل کوں سویدائی ہے

وار اور پار کے شہرا کوں ڈبا دے گا سب
گریہ کی آبرو کوں آج لہر آئی ہے

(۴۳)

سپارش سیں مرا سرکش نپٹ بیزار ہوتا ہے
زیادہ ضد پکڑ کر باعث آزار ہوتا ہے

رقیباں کے سنم دل نیں کئے برداشت نب جانا
کہ دیوانہ بھی اپنے کام میں ہشیار ہوتا ہے

کرم فرما کہ تیرا نقش پا ہم خاکساروں کوں
چمن میں سر بلندی کی گل دستار ہوتا ہے

تری شمشیر ابرو نیں کیا ہے قتل عاشق کوں
جو اک بانکی ادا کرتے ہیں سو ئی اک وار ہوتا ہے

وہی رشتا کہ دانایاں کوں ہے اسلام میں تسبی
سوئی رشتا گلے جا کفر کے زنار ہوتا ہے
تری تصویر پر نیرنگ کے معنی کو جو دیکھے (بوجھے)
سوئی حیرت میں جا کر صورت دیوار ہوتا ہے
جگر کا خون انکھیوں سیں اشک کی صورت پکڑ نکلا
صدف میں جا کے قطرا گو ہر شہوار ہوتا ہے
کنارا عشق کا گرداب ہے اے آبرو مت ڈر
ہوا جو غرق اس دریا میں سوئی پار ہوتا ہے

(۴۴)

عاشق کوں رات بیچ درس کا ظہور ہے
ظلمت کے بیچ زلف کے یہاں منہ کا نور ہے
ہر دم منیں قیامت دیگر ہے جلوہ گر
بجنا نہیں ہے نے کا مگر نفخ صور ہے

(۴۵)

وہی بوجھے ادا پیارے نگہ کے دل لے جانے کی
طرح دیکھی ہے جن انکھیوں سیں انکھیاں کے ملانے کی
چمن میں شمع کی مانند کلیاں گل ہوئیں بجھ بجھ
لباں سیں بات نکلی تھی تمہارے پان کھانے کی

تمہیں آتی ہے انکھیاں پھیر جانے کی طرح جیسیں
(جیسے)
ایسی آتی نہیں عاشق کوں اپنا دل پھرانے کی
رکھوں نقش قدم کوں سر پے اپنے دل کی انکھیاں جوں
نظر بھر جب کبھی دیکھوں للک تمنا کے آنے کی
فلاطوں بھی ہوا لیلی وشاں کوں دیکھ کر مجنوں
دوانی ہو گئی یہاں عقل آکر کے سیانے کی

(۴۶)

افسوس ہے کہ ہم کوں دلدار بھول جاوے
وہ شوق وہ محبت وہ پیار بھول جاوے
رستم تری انکھیوں کے آوے اگر مقابل
ابرو کوں دیکھ تیری تروار بھول جاوے
عارض کے آئینے پر تمنا کے سبزۂ خط
طوطی آکر جو دیکھے گفتار بھول جاوے
کیا شیخ کیا برہمن جب عاشقی میں آوے
تسبی کرے فرامش زنار بھول جاوے
یوں آبرو بناوے دل میں ہزار باتیں
جب رو برو ہو تیرے گفتار بھول جاوے

---

(۴۷)

کہو کہ ظالم شتاب آوے اتا کیوں غافل اٹک رہا ہے
نکل چلا تھا سو جی لباں پر درس کی خاطر ٹھٹھک رہا ہے

رقیب نیں جب سیں پاس دیکھا تجھ کے اے جان دل ہمارا
نہ ہاں سوں مانند کر کنے کے انکھیوں میں اسکی کھٹک رہا ہے

اگر جو چھوٹے تو گر کے ٹوٹے (؟) دگر نہ چھوٹے تو قید ظالم
پڑا ہے دل بیچ میں ہمارا پکڑ کے گیسو لٹک رہا ہے

کمر نین لب عذار گیسو یو ایک سیں ایک سب سرس ہیں
کدھر کدھر ہو سبھی کا عاشق یہ دل بچارا بھٹک رہا ہے

کلی چمن میں گلاب کی جوں شگفتہ ہو کر سدا گرے ہے
یوں دل خوشی ہیں بمرہ اگن میں سپید ہو کر چٹک رہا ہے

پکڑ کے شمشیر اب جو نکلو تو ہمکوں یہ عید ہو مبارک
کہ بوالہوس چھوڑ آبرو کوں تری گلی سیں سٹک رہا ہے

(۴۸)

بات سن نیں کی طلب رکھتا ہے اوروں سیتی
(سننے)
ہم کوں کہتا ہے سخن لاکھ نہوروں سیتی

چاند سے مکھ کوں ترے عیب ہوا ہے پیارے
کہ تجھے شوق پڑا آکے چکوروں سیتی

نمازی جوں اول انجھواں کے پانی سوں وضو کیجے
تب اے خوش چشم تجھ محراب کوں ابرو کے رو کیجے

کیا ہے چاک دل تیغ تغافل سیں تجھ انکھیوں نیں
نگہ کے رشتہ و سوزن سوں پلکاں کے رفو کیجے

شکست پے بہ پے یوں خوش بنا ہے دل کوں تنگی میں
کہ جوں سیمیں براں کی قادری اوپر اتو کیجے

نسیم (اب) باغ کی دم مارتی ہے یاد میں اس کی
بجائے غنچۂ گل خوش دماغاں دل کوں بو کیجے

بہ چشم و سر ترے آگے ہیں ساقی مے کشاں حاضر
انھوں کی چشم کوں پیمانہ و سر کوں سبو کیجے

تمہارے اے سجن مرتے ہیں مدت ہے تغافل سیں
ہمن پر بھی نظر ٹک مہربانی کی کبھو کیجے

جہاں پیش از قیامت آبرو زیر و زبر ہو جا
اگر بے تاب ہو کر درد سیں ایک بار ہو کیجے

(۵۰)

ہر وقت جس پری کا گھر بیں مرے گذر ہے
شاید اسی پری کے دل کوں مری نظر ہے

قد ہے نہال تیرا پیارے اگر ہمارے
تو بر منیں نہ آوے تو شاخ بے ثمر ہے

(۵۱)

نگہہ تیری کا ایک زخمی نہ تنہا دل ہمارا ہے
جگت سارا تری ان شوخ دوانکھیوں کا مارا ہے
ہوتے ہیں عاشقاں کی فوج میں ہم صف نوبت
بجایا آہ کے ڈنکے سیتی دل کا نقارا ہے
ہمارا دین و مذہب اے سجن تیری اطاعت ہے
خدا کا کیوں نہ ہو بندا کہ جن تجھ کوں سنوارا ہے
بجھا اے بے وفا پانی سوں اپنی مہربانی کے
دہکتا دل منیں میرے تیرے غم کا انگارا ہے
خجل ہو کر مری انجھواں کی جھڑ سیں ابر پانی ہو
تڑپنا دیکھ کر دل کا ہمارا برق ہارا ہے
ہمیں تو رات دن دل سیں تمہاری یاد ہے پیارے
نمن نیں اس قدر پیارے ہمن کوں کیوں بسارا ہے
نظر کرنا کرم سیں آبرو پے تم کوں لازم ہے
کسی لائق نہیں تو کیا ہوا آخر تمہارا ہے

(۵۲)

دل کب آوارگی کو بھولا ہے خاک اگر ہوگیا بگولا ہے

جبب چلے چال تب ہو یوں معلوم — دل یہ گوئیا گیند ہولا ہے
زلف منیں آج خوش ہے کو دک دل — یورین حق میں اس کے جھولا ہے
دل مرا چاک چاک پنجرے جوں — کیوں نہ ہو دلربا ممولا ہے
آبرو نامراد دل میرا
غم کے دریاؤ کا بلولا ہے

(۵۴)

اے خوش نما ترا قد پھولوں کی جوں چھڑی ہے
بر میں ترے چکن کے گلدار بکتری ہے
ناحق ہمارے جی کے پیچھے سوں کیوں پڑی ہے
کاکل کوں کہہ سیہ دل یہ کون کافری ہے
گل رنگ قادری میں سیمیں بدن ہے تاباں
یا پردۂ شفق میں خورشید خاوری ہے
خوں خوار نیں لباں کوں پاں سیں کیا ہے رنگیں
عاشق کے مارنیں (مارنے) کوں بنیا دلیوں دھری ہے
قشقا تری بھواں سیں خوں ریز تر ہے ظالم
یہاں (یاں) تیغ بے اماں پر تیرے کو برتری ہے
ڈرتا ہوں جب سیں تیری دیکھی ہے سرد ھہری
نالے کوں میرے دل کے جوں بید تھرتھری ہے
اس قد دل ربا کے کرتا ہوں وصف موزوں
اب آبرو تخلص میرا صنوبری ہے

(۵۴)

جو دل قطرا ہو ڈوبا تھا بھنور میں زلف امبر کے
(عنبر)
گہر ہو کان میں دستا ہے مجھ کوں آج دلبر کے

کتابت کا پہنچنا آہ سیں میری ہوا مشکل
جلے جاتے ہیں گرمی سیں ہوا کی پر کبوتر کے

(۵۵)

زباں مجھ دل کی سوزش کا بیاں کرنے سیں جل جاوے
. . . حرف زن جوں شمع سرتا پا پگھل جاوے

کروں خاک عدم میں جبکہ درد دل سوں بے تابی
برنگ زلزلہ ساری زمیں اس وقت چل جاوے

جدائی سوں اگر یہ حال ہے تو کچھ تعجب نہیں
مرے کیوں کہ نہ یارو جس کے تن سوں جی نکل جاوے

ہوا ہے درد دل کا لا دوا یہاں لگ کہ حسرت سوں
جو میرا حال دیکھے سو کف افسوس مل جاوے

طلب جوں گرد کاں کرتے ہیں طفلاں یوں مرے دل کوں
جہاں وہ شوخ ناداں دیکھ پاوے وہاں مچل جاوے

برہ کے پنتھ میں اے گرم رو لغزش سیں ڈرتا رہ (واں)
اٹھے ہے برق جوں گر کر قدم جس کا پھسل جاوے

اگر اے آبرو دیکھے ہمارے شعر کوں گوہر
تو پانی ہو کے خجالت سوں برنگ ژالہ گل جاوے

(۵۶)

ہم نیں سجن سنا ہے اس شوخ کے دہاں ہے
لیکن کبھی نہ دیکھا کیا ہے اور کہاں ہے
ڈھونڈا ہزار تو بھی تیرا نشاں نہ پایا (کیسا)
لشکر میں گل رخاں کے تیری مثل کہاں ہے
اب تشنگی کا روزا شاید کھلے ہمارا
شام و شفق سجن کا مسی و رنگ پاں ہے
دل نیں کیا ہے دعوا انکھیاں ہوئی ہیں منکر
تیری کمر کا جھگڑا ان دو کے درمیاں ہے
رہتا ہوں اے پیارے قدموں تلے تمہارے
جس راہ آوتے ہو عاجز کا وہیں مکاں ہے
تجھ خط پشت لب میں تس کا سخن ہوا سبز
اس کی زباں دہن میں مانند برگ پاں ہے
پیری سیں قد کماں ہے ہر چند آبرو کا
اس نوجواں کی خاطر دل اب تلک کشاں ہے

(۵۷)

قرباں جو نگہ پے نہ کرنا تھا یوں مجھے
تو پیار کی انکھیوں سیتی دیکھا تھا کیوں مجھے

لاسے کی طرح چو نکتے لونڈے کوں جا لگوں
اڑتے چڑے پھنسانے کی آتی ہے گوں مجھے
مجھ کوں کہے رقیب تجھے یہاں سیں کاڈھ دوں
یہ بات سن کے جیو میں لاگی ہے دوں مجھے
ظاہر رہا ہے روٹھ و لیکن نپٹ لگے
شوخی اس اچپلے کی پیاری دلوں مجھے
یہ بات آبرو کی ہے جو اور سیں ملے
تو تم سیں پھر ملوں تو تمہاری ہی سوں مجھے

(۵۸)

مراجی ڈوب جا ہے دیکھ تیرے کان کا موتی
قیامت آب ہے اس کی یہ ہے طوفان کا موتی
زمیں میں کوہ گڑ جا شرم سیں دریا ہووے پانی
ترے جو لب کا دیکھے لال اور دندان کا موتی
پیارے یہ جو کہتا ہے کہ میں ہوں آبرو کا دل
غلط نہیں بولتا ہے سچا ہے تیرے کان کا موتی

(۵۹)

مصری ہیں تیز مژگاں جب من ہرن کی برنی
چبھنے کوں دل میں تب سیں ناخن ہوا نہرنی

تیرے زنان پن کی نازک ہے شکل بندھی
تصویر پدمنی کی اب چھاپیے چیترنی
کیونکر بھرن انجھو کی انکھیاں سیتی پڑی نہیں
عاشق کوں آ پڑی ہے ہجراں کی رات بھرنی
ہجرت کی اپنی آ کر تم نیں خبر جو دی ہے
مشکل ہے اے پری رو کل مجھ کو آج اپڑنی
مائل ہے آبرو پر یوں چشم آج تیری
پیاسی ہو ٹوٹتی ہے پانی پے جو نکہ ہرنی

(٦٠)

گناہ گاروں کی عذر خواہی ہمارے صاحب قبول کیجے
کرم تمہارے کی کر توقع یہ عرض کیتے ہیں مان لیجے
غریب عاجز جفا کے مارے فقیر بے کس گدا تمہارے
سو ویں ستم سیں مریں بچارے اگر جوان پر کرم نہ کیجے
پڑے ہیں ہم بیچ میں بلا کے کرم کرو واسطے خدا کے
ہوئے ہیں بندے تری رضا کے جو کچھ کے حق میں ہمارے کیجے
بپت پڑی ہے جنھوں پے غم کی جگر میں آتش لگی الم کی
کہاں ہے طاقت انھیں ستم کی کہ جن پہ اپنا عتاب کیجے
ہمارے دل پے جو کچھ کہ گذرا تمہارے دل پر اگر ہو ظاہر
تو کچھ عجب نہیں پتھر کی مانند اگر پتھا دل کی سن پسیجے

اگر گنہ بھی جو کچھ ہوا ہے کہ جس سیں اپنا ضرر ہوا ہے
تو ہم سیں وہ بے خبر ہوا ہے دلوں سیں اس کوں بھلائیے
ہوئے ہیں ہم آبرو نشانے لگے ہیں طعنے کے تیر کھانے
ترا برا ہو ارے زمانے بتا تو اس طرح کیونکہ جیجے
(جیئے)

(۶۱)

جلوہ گر مجھ دل منیں ہر وقت وہ دلدار ہے
آئینے میں جب کبھی دیکھو تو تب دیدار ہے
بے وفا ہے شوخ ہے بے رحم ہے بیزار ہے
جو کہو سب ہے (وہ) لیکن کیجئے کیا یار ہے
ہر قدم میں جان (نو) دیتا ہے تیرا آؤنا
موج آب زندگی پیارے تری رفتار ہے

(۶۲)

تجھ در پے اے پیارے مارے تری اکڑ کے
زخمی ہوئے مرے ہم لیکن کبھی نہ پھڑکے
ظالم تری انکھیوں میں کاڑے سیہ دنبالے
یا قتل کوں ہمارے یہ نیمچے ہیں سر کے
دل ٹوٹ کر بتاں کے جل خاک میں گئے مل
لے جلوہ گر جبھی تم تجلی سے آئے کڑکے

جب سیں اگن میں غم کی تن جل گیا ہمارا
تب سیں ہوے ہیں دوِنے ہم عشق میں ندھڑکے

اشعار آبرو کے سلک گہر ہوئے ہیں
پڑھتے ہیں نظم اس کا موتی سے صاف لڑکے

(۶۳)

پھرتے تھے دشت دیوا بنے کدھر گئے
(دوانے)
وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

مژگاں تو تیز تر ہیں ولیکن جگر کہاں
ترکش تو سب بھرے ہیں نشانے کدھر گئے

کہتے تھے ہم کوں اب نہ ملیں گے کسی کے ساتھ
عاشق کے دل کوں پھر کے ستانے کدھر گئے

جاتے رہے پہ نا نوبتا یا نہ کچھ مجھے
(نام)
پوچھوں میں کس طرح کہ فلانے کدھر گئے

میں گم ہوا جو عشق کی رہ میں (تو) کیا عجب
مجنوں کو کن سے نہ جانے کدھر گئے
(و)
اب روبرو ہے یار نہیں بولتا سو کیوں
قصے وہ آبرو کے بنانے کدھر گئے

(۶۴)

یہ باؤ کیا پھری کہ تری لٹ پلٹ گئی
ناگن کی بھانت ڈس کے مرا دل الٹ گئی

بیکل ہوا ہوں اب تو تری زلف میں سجن
شب ہے دراز نیند ہماری اچٹ گئی

ناداں تو نیں غیر کوں کیوں درمیاں دیا
الفت تری کی ڈوراسی مانجھے سیں کٹ گئی

مجھ باؤ لے کا شور اٹھا دیکھ کر کے فوج
بادل کی بھانت ڈرسیں رقیباں کی پھٹ گئی

توڑی پریت ہم سیں پیارے نیں آبرو
لاگی تو بھی یہ بیل پہ آخر او کھٹ گئی

(٦٥)

رکھتا نہیں ادب کچھ لاتے ہیں عذر جیتے
کن نیں تجھے بڑھایا کرنا ہے ہم سیں بے تے

ملنے کے طور شاید خورشید رو نیں بدلے
آتا نہیں نظر دہ دن ہو گئے ہیں کیتے

زنجیر توڑ بھاگا کیوں شہر سیں دوانا
کیا سو ہنے لگے ہیں اس کوں جنگل کے ریتے

مرتے ہیں یاد کر کر پیارے کی نکتہ فہمی
جو بات رمز کی ہم کہتے سو جاں لیتے

(٦٦)

خوباں بھواں کی تیغ پے جس پر نہیں تلے
زخماں سیں اس کے دل کے کواڑے نہیں کھلے

جب سیں غبار خط نیں لئے خال سب چھپا
دل عاشقاں کے تب سیں گویا خاک میں رلے

اس لعل لب کی بات مگر یاد آ گئی
عاشق کے اشک چشم یے موتی سے کیوں ڈھلے

دیکھو گدھا رقیب پہ ہتیلا وتا ہے جل
واقف نہیں کہ ہم تو کبھی کے ملے جلے

پانی ہوا نہیں ہے فقیری میں جس کا دل
وے آبرو پریت کے رنگ میں نہیں گھلے

(٦٧)

کھیوا ہیر کے سیں تجھ کوں لہو دہائی
کب لگ رہے گا بچھڑ اٹک آمل اے کسائی

عشق اور خودی میں باہم ہے دشمنی اے بھائی
پانی ہے اس اگن کے حق میں منی ومائی

تیری سیاہ چشمی اصلی مخفی اسے حوائی (؟)
تیں تو تنئے پہ تہمت کس واسطے لگائی

آئینے نیں صفا یہ پوچھو کہاں سیں پائی
تیرا ہی حسن اس کوں دیتا ہے منہ دیکھائی (دکھائی)

جو بالکوں کوں مونڈے جھوٹے سنا کے نالے
سب بے نوا بجا کے کہتے ہیں اس کوں نائی

معشوق دل شکستہ ہوتے ہیں خط کے آئے

الٹا اثر کرے ہے یہاں آ کے مومیائی

ایتا بھی امردوں کوں جوانوں سیں کھل کے ملنا

کیا خوب ہے پے کہئے تو بات ہے پرائی

تیری بہار آگے خیرات مانگنے کوں

گل ہات لے پیالا کرتا ہے اب گدائی

بن وصل ہاتھ سیتی جاتی تھی جان اُس کی (ہاتھ)

جب یار پاس پہنچا عاشق کوں تب کل آئی

تجھ خط کے آوے سیں زیادہ ہوا تغافل

سبزا اگا چمن میں دونی بڑھی روکھائی

کیوں آبرو نہ چھوڑا تیں اشتیاق ان کا (رکھائی)

رسوا کرے گی آخر لڑکوں کی آشنائی

(۶۸)

نہیں گھر میں فلک کے دل کشائی

کہاں ہوتی ہے یہاں میری سمائی

کرے جو بندگی سو ہو گنہ گار

نیازی ہے یہاں کی کچھ خدائی

ذبح کرے کوں ناحق بےکسوں کے

بتا تیری کمر یہ کن کسائی

تم اپنی بات (کے) راجا ہو پیارے
کہیں سیں ضد تمہیں ہو ہے سوائی
(دکھے)
چمن کوں جیت آئے ناز بو جب
تمہارے سبزۂ خط نیں ہرائی
سپیدی قند کی پھیکی لگی جب
تمہارے رنگ کی دیکھی گرائی
(گورائی)
بہا خونِ جگر انکھیوں سیں پل پل
سجن بن رات ہم کوں یوں بہائی
نہیں ٹکنے کا پاؤں آبرو کا
گلی کی راہ اس کے ہات آئی

(٦٩)

آج یاروں کوں مبارک ہو (کہ) صبح عید ہے
راگ ہے مے ہے چمن ہے دلربا ہے (دید) ہے
دل دِوانہ ہو گیا ہے دیکھ یہ صبح بہار
رسمسا پھولوں بسا آیا انکھوں میں (نیند) ہے
شیر عاشق آج کے دن کیوں رقیباں پے نہ ہوں
یار پایا ہے بغل میں خانۂ خورشید ہے
غم کے پیچھو راست کہتے ہیں کہ شادی ہوئے ہے
حضرت رمضان گئے تشریف لے اب عید ہے

عید کے دن رووتا ہے ہجر سیں رمضان کے
بے نصیب اس شیخ کی دیکھو عجب فہمید ہے
سلک اس کی نظم کا کیوں کر نہ ہووے قیمتی
آبرو کا شعر جو دیکھا سو مروارید ہے

(۷۰)

جھالوی ہے یا قیامت خوشش نیں فتاں کی
(۹)
دو جہاں برہم ہیں ایک جنبش میں اس مژگان کی
گردش انکھیاں میں وہ برچھی نگہ قاتل مجھے
یوں دسے تروار کوئی جیسے دھری ہو سان کی
ہائے یاراں دل سیں باہر کیونکہ اب نکلے یہ غم
ضعف سیں حالت رہی نہیں نالہ و افغان کی
دل میں جب خنجر کمر سیں اینچتا آیا وہ جان
شادمانی عید کی اس آن اوپر قربان کی
آبرو کا شوق ہے تو چھوڑ دنیا کی طلب
دربدر مت جان کر منت سگ و دربان کی

(۷۱)

آتا ہے جب تو لالا کانوں میں ڈال موتی
رخسار کی جھلک سیں دستا ہے لال موتی

تجھ مکھ کی دیکھ خوبی شاید ہوا ہے عاشق
کرتا ہے بے قراری دل کی مثال موتی
بونداں عرق کی تیرے رخسار پر دسیں یوں
گویا کے لار کھے ہیں دو بھر کے تھال موتی
سوراخ کر جگر کوں تجھ کان جا لگا ہے
شاید ہمارے دل کا کہتا ہے حال موتی
کیوں نقد جی کوں اپنے دیتا ہے اس کے بدلے
اے مرجھے نہیں ہے اتنے کا مال موتی
سینے سیں دل ہمارا یوں کاڈھ کر لیا ہے
لیتے ہیں سیپ سیتی جوں کر نکال موتی
ٹک کان دھر سنو تم جی باتاں آبرو کی
رکھتے ہیں گوش بہتر صاحب جمال موتی
(بھیتر)

(۷۲)

اس زمانے میں جس کے بھائی ہو — اس کی ہوتی ہے دونی چورائی
بوالہوس آگے سب سجود ہوئے (ہو جائے) — دیکھ عاشق کے غم کی سرسائی

(۷۳)

آشنائی ہمن سیں کوں کھٹکے — کیا ترے دل میں آ گئی بیٹکی
جبھی تیری انکھیاں پلک ماریں (دکٹ کی) — تبھی عاشق کے دل میں لیں چٹکی
ارے لڑکے نہ کر بڑی باتیں — عمر ابھی ہے تری نپٹ چھٹکی

ڈر میرے خون گرم سیں ظالم پاس مت آ شرر ہے ہر چھٹکی

(۷۴)

تمہارا دل اگر ہم سیں پھرا ہے تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہماری کچھ نہیں تقصیر لیکن تمہیں کوں سب کہیں گے بے وفا ہے
ہوئے ہو اس قدر بیزار ہم سیں کہو ہم نیں تمہارا کیا کیا ہے
کسو سیں مت ملو معشوق ہو کر غلط ہے ہم نیں تم سیں کب کہا ہے
وہ جھوٹا ہے کہا ہے جن نیں تم سیں ملو جس سیں تمہارا دل ملا ہے
اسے یوں منع کرنا پہنچتا ہے تمہارے ساتھ جس کا دل لگا ہے
فقط اک دوستی ہے ہم کوں تم سیں ہمیں یوں منع کرنا کب روا ہے
فقط اخلاص میں ایتا اکڑنا ستم گر بے وفا یہ کیا ادا ہے
مگر دینِ مروت میں تمہارے یہی کچھ دوستداری کی جزا ہے
تمہارے اک لہر لطف و کرم کی ہمارے درد کوں دل کے دوا ہے
غریبوں کی محبت کی اگر قدر (ہے گر) البس کے دل میں بوجھو تو بھلا ہے
وگرنہ پیت آخر کے ہماری سنو سمجھو کہ جانِ مدعا ہے
عبث بیدل کرو مت آبرو کو
مسافر ہے شکستہ ہے گدا ہے

(۷۵)

یوسف مرا سراپا آئینہ ساں صفا ہے دیدار آ دکھا دے ہم کوں تو مرجیا ہے
یوں شمع رو نہ ہو جا آبرو سیں ناخوش پانی پڑے سیں دیوا البتہ چڑچڑا ہے

میاں صاحب مرے بے تاب دل پر سخت مشکل ہے
نہ مرتا ہوں نہ جیوتا ہوں بعینہ مرغ بسمل ہے
تڑپھنے کی مرے دل کوں سر مو دست قدرت نہیں
کہ انجھواں سیں نین کے تجھ گلی میں پائے در گل ہے
گرفتاری میں اپنی دو سخن کا التماسی ہے
اگر منظور کریئے تو وفا داری کے قابل ہے
اول ہر روز اپنے فضل سیں دیدار دکھلانا
کہ دل دونوں جگت کوں چھوڑ کر کے تم پے مائل ہے
خدا شاہد کہ اس دل کوں تمہارا پیار سیں ملنا
گویا مفلس کے حق میں بادشاہی کے مقابل ہے
دویم یہ عرض ہے جو کچھ تمہارے دل منیں آوتے
ستم اور ظلم سب کریئے ہمیں برداشت کامل ہے
لیکن غیر کا کہنا میرے حق میں نہیں سننا
کہ وہ مردود اس زمرے سوں اہل دل کے ان مل ہے
اگر یے دو سخن منظور اپنے فضل سے کرتے
تو اس میں ہر طرح سیں مدعا سب دل کا حاصل ہے
نہ ہو تیرے غلاماں سیں سو کیوں کر آبرو جگ میں
کہ اس کے حال پر تیرا کرم ہر وقت شامل ہے

(۷۷)

غیروں کے ساتھ رہنے کی جو بات من دھری
شمشیر ظلم سنگ پے گویا تمن دھری
ہوتی نہیں ہے سیر دوانی (؟) سوں اشک کے
مردم ہماری چشم کے ہیں کیا جلندھری
دل کے جنوں کے حق میں ہوئی ہے گویا بہار
تیرے لباں کی دیکھ یہ رنگیں چمن دھری
بوسا نہیں نصیب میں میرے تو کیا کروں
روزی کسی کے تئیں نہیں ملتی ہے ان دھری
بیڑا ہمن کے خوں پے اٹھایا ہے جان کر
اس شمع رو کی بیاہ کی جن نیں لگن دھری
آیا نہ میری بیت کے سننے کوں آبرو
کیا ہم بری گھڑی یہ بنائے سخن دھری

(۷۸)

جیو نا دنیا کا تو مت چاہ اگر انسان ہے
نام آب زندگی کا چشمۂ حیوان ہے
آبرو کہتے ہیں رونے میں اثر ہے درد ہے
یہ ترا رونا مگر سچا نہیں طوفان ہے

بات کی طرح تبسم نیں ہمیں بتلا دی
لطف پنہاں یہ ہوا راہ سخن کا ہادی
کہنہ عاشق کوں نہیں سیل فنا کی دہشت
نہ ڈرے خانہ خرابی سوں جو ہو بنیا دی
اس قدر باغ منیں نہیں ہے ہزاراں کا ہجوم
تجھ گلی بیچ ستم گر جتے ہیں فریادی
نہ مسی تم نیں لگائی و نہ بیڑا کھایا
کیا ستی ان بن کہ کری جان اپنی بے دادی
زور ہستی نہ ...... صاحب جوہر قطعاً
نہیں دبتی ہے وہ تروار جو ہو فولادی
جب سیں تو باغ میں آیا ہے سجن جب سوں ہوا
سروکوں فاختہ کا طوق خط آزادی
یار نیں نانو لیا اپنی زباں سیں اس کا
آبرو کوں کہو سب مل کے مبارک بادی

(۸۰)

رہائی چاہنا ہوتا ہے ان انکھیوں کا نادانی
دلوں کو باندھ کر رکھنے میں ہو حسن کی نگہ بانی
قناعت تاج دولت کیوں نہ ہوے تار کوں تیئں
کہ ہے دنیائے دوں سیں پھیر نا من کا مسلمانی

(۸۱)

طوفان ہے شیخ قہر یا ہے | جو حرف ہے تس کے تہ ریا ہے
دل کیوں نہ بھنور ہو آج میرا | چیرا ترے سر پے لہر یا ہے
تجھ حسن کے باغ میں سریجن | خورشید گل دو پہر یا ہے
اب دین ہوا زمانہ سازی | آفاق تمام دہر یا ہے

(۸۲)

پڑے ہیں سیل غم میں ڈوب عاشق سب یہے روتے
کہیے لڑکے کسی کے آشنا ہرگز نہیں ہوتے
اگر ہم بوجھتے اے جان تیری بے وفائی کوں
تو ہرگز آبرو کی طرح اپنی عمر کیوں کھوتے

(۸۳)

جب سیں تری زنخ میں کنویں ہے گہری
تب سیں ہیں ہیں میرے پانی بھری جلہری
خورشید رو و دو سے پر آوے تو ہو شگفتہ
ہے شوق کے چمن کا یہ دل گل دو پہری
ایسی جو شکل دیکھے سو کیوں کے ہو نہ مجنوں
ٹک واسطے خدا کے پیے عقل تو ہی کہہ ری
رخسارۂ صفا پر جھمکے ہے یہ کناری
یاسیم کے صفحے پر جا بدل کھینچی سونہری
(صفحہ) (سنہری)

اس طرح ناصحوں میں آکر پھنسا ہے عاشق
دہقانیوں میں جیسے واقع ہوا ہو شہری
نام اس کا اب سند ہے جس پر ہو مہر اس کی
بخشی ہے دل کو غم نیں اب داغ کی کچہری
سنتی نہیں کسی کا کہنا یہ چشم تیری
صید آبرو کے دل کو کرتی ہے جو نکہ بہری

(۸۴)

قیمت چنانچہ راگ کے سر کا لگاؤ ہے
یوں ناچنے کے بیچ بڑی لبت بھاؤ ہے
یہ ابرواں بھی قتل کوں انکھیوں سیں کم نہیں
ان میں کٹا چھری ہے تو ان میں کٹاؤ ہے
عاشق کے شوق اور بڑھا آہ کے گئے
(کا) بھڑکاؤنے کوں آتش دل کی یہ باؤ ہے
مغرور ہو کے کیوں نہ کرے ہم کوں دور دور
اس کوں جدھر کہ جائے ادھر آؤ آؤ ہے
اس چاہ کا نباہ نہیں آبرو کا کام
ہر وقت لالچی کے تئیں لاؤ لاؤ ہے

(۸۵)

جیونا مثل حباب اس جگ میں دم کا ہیچ ہے
یہ گرہ کھل جا تو دیکھو زندگانی ہیچ ہے

کام کرتے ہیں تری دستار کا کل کا تمام
سر تمہارے کا سبھن ہر پیچ ڈھیلا پیچ ہے

(۸۶)

جو اہل دید اور صاحب ہنر ہے
اسے جلوا جدھر دیکھے تدھر ہے
وہ مورکھ ہے کہ ہر جائی ہوا ہے
جو کوئی خانہ نشیں ہے وہ سگھر ہے
وہ اپنی جان سیں تجھ پر ہے قرباں
جسے کچھ عالم دل کی خبر ہے
ہماری چشم گریاں جوہری ہیں
تسلسل اشک کا موتی کی لڑ ہے
نگاہ اس کی گہر ہے آبرو کی
جسے مکھڑا ترا مد نظر ہے

(۸۷)

سادہ رویاں کوں دل سیں الفت ہے
تب تو آئینے ساتھ صحبت ہے
جان تیرے سبب مجھے دل ساتھ
پیار ہے شوق ہے محبت ہے
زندگانی تو ہر طرح کاٹی
مر کے پھر جیونا قیامت ہے
اس کے تئیں کوئی کچھ نہیں کہتا
ہر طرف سیں مجھے ملامت ہے
ہو ہے ممسک کا تھوڑا تھوڑا دل
یہ بھی بخشش میں اک کفایت ہے
جان یہ تم نیں کیوں نکالے خط
کسی کے قتل کی روایت ہے
تیرا شریں دہن ہے انبرت پھل
شیرۂ جاں اسی کا شربت ہے
کہنہ عاشق پہ نوخطاں سیں زخم (امرت)
حسن کی شرع بیچ بدعت ہے
آبرو شعر ہے ترا اعجاز
جو ولی کا سخن کرامت ہے

اٹھ چیت کیوں جنوں سیں خاطر نچنت کی
آئی بہار تجھ کوں خبر ہے بسنت کی

کالک لگا کے منہ کوں بھگوئیں کئے بسن
بنسو ہوا بسنت میں صورت مہنت کی

پھولے نہیں ہیں پھول یہ لوہو میں لوٹ پوٹ
بتلاوتے ہیں بات مرے دل کے انت کی

رو رو کے ہم ہوئے ہیں دیوانے کہ تم بنیں رات
گھر چھوڑ کر بہار پیارے بس انت کی

تب ہے بہار جبکہ سارا رنگ کے ہو راگ
بوے گی کے جو کہ بین سو ہی بات انت کی

(۸۹)

تماشا دیکھ تجھ انجھواں کا کہ یہ نچویں کا ڈھاڑا ہے
ہمارا رونا پیارے یہ اندر کا اکھاڑا ہے

بہار حسن سیں اپنی ہوا اب اس قدر مجنوں
کہ گل کی سی طرح اپنا گریباں آپ پھاڑا ہے

تجر سیں ایسے کیوں لگ گئی ہے اک طرف...
مگر عاشق کہیں اس سرو قد کو آج تاڑا ہے

یہ مژگاں نہیں ہماری چشم گریاں نیں سخی ہو کر
گہر افشانیوں کا آستیں سیں ہاتھ کاڑھا ہے

(۹۰)

کوئی کرتا نہیں اس بے وفا کے تئیں ملامت بھی
کہ ناحق چھوڑ دی ہے ہم سیں اب صاحب سلامت بھی

گریباں پھاڑ دامن گیر ہو انصاف سیں اپنا
ستم سیں مر گئے یارو نہیں آتی قیامت بھی

مجھے پیارے سبھوں میں جب بھی پر اک تغافل ہو
اگرچہ شوق بڑھتا ہے پے ہوتی ہے ندامت بھی (؟)

بڑے ہیں دن سیہ کرنے کوں میرے گو ترے کاکل
پے کم نہیں ان سیتی کچھ یہ میرے بختوں کی شامت بھی

(۹۱)

پیارے زلف تیری کیوں ہمیں اینا ڈراتی ہے
سبب کیا ہے کہ کھا کھا پیچ تاب آنکھیں دکھاتی ہے

کہو زلف طویل القد کوں اپنی کہ اے ناداں
کجی کوں چھوڑ دے جو تو بڑھی سب سیں کہاتی ہے

مراجی ناک میں آیا ہے اس کے کان کوئی ڈالے
کہ نہیں آرام پیارے رات انکھیوں ہیں بہاتی ہے

مرے کے بعد یارو دوست پھر کیا کام آتا ہے
اسے کوئی دوڑ کے پھیرو کہ میری عمر جاتی ہے

(۹۲)

جو دل کی بات تھی سو شمع پروانے سوں کہہ گذری
کہ اس محفل میں آپس بیچ یہ سودا ہے رہ گذری

نہیں جی میں جلا کے اور نمایاں ہو ہوے رسوا
مرے دل کی محبت پے جو کچھ گذرا سو سر گذری

گذر جا شاہ تیر انداز کا جوں تیر سینے سیں
معلق مجھ گدا کے دل سیں یوں تری نگہ گذری

بچھڑ پانی سیں جو حالت کہ مچھلی پر گذرتی ہے
مرے دل پر جدا ہو تم سیتی اے جان وہ گذری

اچھا ہا (؟) خواب میں جوں دابتا ہے آکے سوتے کوں
ہماری آبرو یوں عمر غفلت میں تنبہ گذری

(۹۳)

جان ہے بات اس شکر لب کی
اس کے طوطی کوں کہہ کہ جگ جگ جی

دل میں آیا خیال اس کا جبھی
آگیا تب ہمارے جی میں جی

معجزا ہے صفائے حسن تمام
اس سیں آدم کہا وتا ہے صفی

ہم کوں لاوے پیام جوان کا
ہے مرے حق میں جبرئیل وہی

اس دہن کے کلام سن سن کے
غیر کوں ہوگئی ہے گمراہی

پئے رہتا ہوں نین سیں انجھواں کوں
رووتا نہیں ہوں میں پیاسیں کبھی

سرنوایا خجل ہو کر اپنا   دیکھ غنچے نیں تیری کج کلہی

خاک میں مل رہا ہے مدت سیں
پیار کر آبرو کے تیئں بھی کبھی

(۹۴)

سر پے یوں بلدار بانکے طور پگڑی کیوں سجی
اس قدر بھی جان جائز نہیں ہے قبلہ کوں کجی

کیوں کرے دل ساغرِ سرشارِ مے کی التجا
جب انکھیاں دیکھ کر تیری ہوا اب ملتجی

کیوں نہ مریئے تب کہ جب ہم نیں کہا کیا ہم کوں چھوڑ
اور کے تئیں قتل اب کریئے گا فرمایا تجی

آدم خاکی کی کیا ممکن کہ ہووے حرص سیر
کھا گئی سارا جہاں یہ خاک ہرگز کب رجی

کھو چکا اب تاب و طاقت خان و ماں صبر و قرار
آبرو کوں آپڑی ہے جان اب نوبت بجی

(بہ جی)   (۹۵)

مجلس میں دل خوشی کو جو چاہیے سو شے تھی
میں تھا و یار تھے سب معشوق تھا و مے تھی

بے ہوش گھر پرائے جو گا کہ رات سویا
اٹھ آوتا اگر وہاں سب غیر تھے و مے تھی

آپس کے بیچ شکوا بے جا ہے مے کشوں کا
عالم میں بے خودی کے کس کی خبر کسے تھی

دیکھیں ہیں ہم نیں جھمکیں سو کیا تمہیں بتا دیں
سب رات شمع ٹھاڑی مکھڑے اگے جلے تھی

جو چاہتا یوا اس کوں کرتا ہے رام آخر
ہاتھ آبرو کے لونڈوں پھسلاونے... مرے تھی

(۹۶)

معشوق ہے وہی کہ جو اپنی کہی کرے
فوجیں منع کریں تو نہ مانے وہی کرے

کب کر سکے مرے انجھواں کا تدی حساب
لہروں کو گو ملا کے ورق سب بہی کرے

خوبیں مرے رقیب پے کہئے ہیں سب غلط
ظالم ٹک ایک بات سے تیئں جو صحی کرے

دشمن ہوتے ہیں لوگ جدی اور تم جدی
اب آبرو کا کام مگر الٰہی کرے
(اللہ ہی)

(۹۷)

جنوں سیں دل کا اب کیا حال ہونا ہے بہار آئی
کلی اس فکر میں جا کر گریباں اپنا پھاڑ آئی

دہی ان اطلسی افلاک میں منصور ہوتا ہے
کہ چتر آوے سکندر کا تو سر کھینچے کہ دار آئی

کہا جس کام میں ہو تس میں محکم گاڑ پاؤں اپنا
مجھے واعظ کی سب باتوں میں یہی اک استوار آئی

گھٹی ٹک مہر کی سردی لگا کرنے کچھ اک گرمی
پھرے دن بلبل اب تو گل کے کھلنے کے بہار آئی

دیا کیا داؤ بازی سیں تری انکھیاں نیں نرگس کوں
کہ سارا سیم و زر اپنا گلے پڑ پڑ کے ہار آئی

جو دنیا چھوڑ کر منہ موڑ تنہا زیب و زینت سیں
سراپا داغ ہے اس کے بدن اوپر خود آرائی

اثر سیں رووتے کے آشنا آغوش میں آیا
یہ کشتی آبرو لہروں سیں دریا کے کنارہ آئی

(۹۸)

ہمارے قتل کوں شمشیر سیں بادل یہ دونا ہے
پڑی چمکے ہے بجلی بے طرح کا ابر اونا ہے

کیا گھر بار سارا ڈاہ کر کے خاک سیں یکساں
مرے دل کے اوپر یہ عشق کا پہلا استونا ہے

جسی کے روبرو کیجے اسی کی شکل بن جاوے
مرا دل آئینہ کی جوں دو عالم کا نمونا ہے

کسی کے دل کوں ساقی نیں نہ چھوڑا خام یا پختا
کباب آیا نہ جانا مست نے کچا کہ بھونا ہے

ترشح ابر کا کرتا ہے گلشن کے تئیں رنگیں
دلوں کو پان کا کھانا یہی انکھیوں کا چونا ہے

دل صد چاک میں ٹوٹے الجھ کر تار آہوں کے
سجن کی زلف کوں کنگھی نیں ایسا کیوں بتھونا ہے

نہ پوچھا آبرو کا غم بہانے سیں چھتابن کے (چھپیتا)
تم اس لڑکے تئیں ناداں مت جانو یہ گھونا ہے
(گھنا)

(۹۹)

گلے پڑ کر سجن کوں غیر نیں دی رات اک سیلی
لگا دل پر ہمارے زخم کا صدما جبھی لیلی
(لے لی)
مزیداری جو تجھ کوں یاد ہے سو اس کوں تو کا ڈھے
تو الٹے دے گرا ہے بھو چلے اور آگے ہو چیلی (؟)

گیا تنہا برہ کی راہ میں اٹھ آبرو کا دل
نپٹ شہدا شکستہ تھا بچارے کا خدا بیلی

(۱۰۰)

نکل کر آفتاب اس طرح کب مشرق سیں چلتا ہے
فجر اٹھ گھر سیں اپنے جس جھمک سیں تو نکلتا ہے

جھمک منہ کی گھٹی تب سیں گھٹا آرام لوگوں کا
کہ کم ہوتی ہے گرمی جس قدر خورشید ڈھلتا ہے
زنا کے وقت دل کے تھرتھرانے سیں ہوا روشن
کہ ایسے وقت میں یارو خدا کا عرش ہلتا ہے
تمہیں درکار تربت پر مری کچھ شمع لیا رکھنا
ہنوز آتش سیں حسرت کی ہمارا جیو جلتا ہے
شکر خوابی مجھ انکھیوں میں شرر کا کام کرتی ہے
انجھو گرمی کے مارے شیر کی سی جوں ابلتا ہے
نہ تھی دم مارنے کی ہم کوں قدرت جب چلا اٹھ کر
کہ اول بند ہوتی ہے زباں تب جی نکلتا ہے
زمانہ دیکھ الٹا آبرو حیرت میں ٹھاڑا ہوں
چکنیا جو کہاتا ہے سو آہم پر پھسلتا ہے
(چکنا)

(۱۰۱)

بڑا ہر چند ہو پر زرطلب کم ظرف ہوتا ہے
قدوں میں اونٹ سا لیکن جیوں کے بیچ بوٹا ہے
بغیر اولاد قلعی سیں نہیں ہوتا ہے گھر روشن
اجالا جان اس گھر کوں لگا جس گھر بیچ پوتا ہے

مرے ملنے سیں پیارے کیوں عبث تو جی کھپاتا ہے
انہی باتاں سیتی اے بے خبر اخلاص جاتا ہے
دلوں کے پیار کے ملنے کی اور ہی طرح ہوتی ہے
یہ ملنا زور یا کا بے وفا کس کام آتا ہے
مجھے تو بندگی ہے دل سیں پر تیری ادا سی ہیں
کروروں کوس پیارے دل ہمارا بھاگ جاتا ہے
اگر دل چاہتا نہیں ہے تو کیوں تصدیع کرتے ہو
تمہن زور آوری اس (سیں) طرح کوئی کب بلاتا ہے
گنہ تو کچھ نہیں پر ایک شاید یہ سبب ہووے
کہ میرے چاہنے والوں کا ملنا کیوں چھڑاتا ہے
کہو پیارے میرے دل کوں برا لاگے تو کیا کریئے
جو چاہے تس کوں ملنا غیر سیتی کب خوش آتا ہے
جو اپنا فضل کرکے ۔۔۔۔ ہم پے ملنا سب کا چھوڑا ہے
تو پھر اپنا کپٹ دل میں تمہارے کہہ کیوں آتا ہے
اگر چھوڑی ہے صحبت سب کی تو اخلاص سیں چھوڑے
اگر اخلاص نہیں تو چھوڑنا کس کام آتا ہے
میں تیرا دل سیں بندا ہوں و تیرے مہر کا طالب ہے
رکھاوٹ دے کے میرے جی کوں ناحق کیوں کڑھاتا ہے

خدا شاہد کہ تب میرے بدن میں جی سے آتا ہے
کہ خوش ہو کے تو میری طرف ٹک مسکراتا ہے
میاں صاحب بدن سیں تب ہمارا جی نکل جاوے
خفا ہو کے جبھی یک طرح توروکھی بناتا ہے
عجب ہے میں پیارے اس طرح مرتا ہوں لفت سیں
پے تو اپنی تغافل سیں مجھے ہر دم ستاتا ہے
تمہیں لازم ہے ہر دم ہم سیں اپنے پیار سیں ملنا
ترے ہم یوں گلے پڑ پڑ ملیں تم کو خوش آتا ہے
جو مردے آدمی ہوتے ہیں ان کوں خوبروئی پر
(مردِ آدمی)
نہیں ہوتی ہے مغروری کہ آخر حسن جاتا ہے
ہوئی جب آشنائی اور محبت تب کپٹ کرنا
جو ہیں اشراف ان کے دل میں آوے کیا کہاتا ہے
رذالوں کی طرح ہوتی ہے یہ اتراونا ہر دم
جو صاحب ہوش ہیں سو ان تے تیئں منہ کب لگاتا ہے
ہمارے دل میں سا ہیں مدت سیں یہ باتیں جو کہیں ہم نیں
سمجھ دیکھو کہ اب پیارے سمجھنا کام آتا ہے
برا کرتے ہو آخر دل شکستہ ہو کے اے ظالم
محبت چھوڑ دے گا آبرو تم کوں ستاتا ہے

بدن دیکھے کی خوش وقتی حبدی ہے
کہ دی ہے جان تیری گدگدی ہے
مزا اب لگ ہمن کوں بھولتا نہیں (دیتی)
ہمیں وہ یاد ہے گالی جو دی ہے
غریبی ہے تو ہرگز ڈر نہیں کچھ
مگر دشمن حسدائی کی خودی ہے
کروں گا چشم کوں دل کا نگیں واں
کہ اس ابرو کی بیت اس میں گڑھی ہے
ملو جا آبرو سیں خود بخود تم
کہ اس کوں تو پیارے بےخودی ہے

(۱۰۵)

مجھے بوجھو تو سب عیدوں سیتی یہ عید خاصی ہے
میں قربان آج کے دن پر کہ میرے پاس کہاسی ہے
اگرچہ رات کوں جا کر کے گھر آرام کرتا ہے
پے دن میں بیٹھ کر دیکھو تو تب بھی میرے پاسی ہے
ہمیں شادی نئی ہے اور خوش وقتی ہے یہ تازی
کہ اپنی زلف میرے یار نیں پھولوں میں باسی ہے

کہوا اپنا بھی میری بے قراری سیں نہ ہونا خوش
کروں کیا جان میری چاہ یہ ظالم نراسی ہے
تمہن نیں جب کہ میری اور سیں انکھیوں کو پھیرا ہے
تمہی تو جی نہیں لگتا میرے دل کوں اداسی ہے
بھلا ملتا نہیں تو مت نہ مل پر خوش تو رہ ہم سیں
کہ خوب اس طرح میں بھی کچھ مرے دل کی غلاسی ہے
(خلاصی)
کہو جا کر خدا کے واسطے بخشو گناہ اس کا
نہ ہو بے آبرو بندا ترا یہ التماسی ہے

(۱۰۶)

آپ سیں انکھیوں کی ہم سینچا نہال دوستی
جاوں اوروں کی اور آخر کوں ڈال دوستی (؟)
جب گواہی سوں دلوں کی ہو چکی ثابت غرض
تب نہیں رہتا ہے ہر گز احتمال دوستی
دل کا دانا خاک میں تن کے جلا خگر کیوں نہ ہو
دوں لگے جگ میں پڑا ہے قحط سال دوستی
وحشیوں کو صید کر اے دل انکھیوں سیں پیار کی
رشتۂ تار نگہ کے بن کے جبال دوستی
جس قدر کرتے ہیں خرچ اخلاص کم ہوتا نہیں
آبرو گنج رواں ہے جگ میں مال دوستی

(۱۰۷)

گیا اب روزگار آشنائی ہوا ویراں دیار آشنائی
کرو مت اعتبار آشنائی نہیں کوئی جگ میں یار آشنائی
نہ ہو جا حد کت بے جا خبردار نپٹ نازک ہے تار آشنائی
دو دل یک رنگ آپس میں ملیں جب کرے تب گل بہار آشنائی
بجائے آب خون دل رواں ہے نظر کر جو شبار آشنائی
نظر بھر دیکھ لے خوباں کو بروقت نہ رہ امیدوار آشنائی
محبت میں زر لو گوہر کی کیا قدر دل و جاں کر نثار آشنائی
اسی کو آبرو جگ میں ہے دائم
نہیں جو شرمسار آشنائی

(۱۰۸)

خورشید رو کے آگے ہو نور کا سوالی[1]
کانا لئے گدا کا آیا ہے چاند خالی
سنا ہٹا جدا ہے اور بے خودی نرالی
ہے میرے جی کے حق میں یہ ابر برس گالی
مجنوں تو باولا تھا جن راہ لی جنگل کی
سیانا وہی کہ جس نیں کہ شہر کی ہوالی

---

[1] اس غزل کا ایک شعر پٹیالہ کے مخطوطے میں نہیں

(۱۰۹)

نہیں ہے یار دنیا خوب ان بے پرد لوگوں کوں [۱]
خداوندا مجھے خلوت سرا اک دے چپے بے پردے

(۱۱۰)

آشنائی بزور نہیں ہوتی | مت کرو شور شور نہیں ہوتی
دوستی جو کہ بے طمع ہو ہے | زر اگر دو کرور نہیں ہوتی
ایک مرتا ہوں تس سپے تو مت مر | گور پر اور گور نہیں ہوتی

(۱۱۱)

محبت سحر ہے یارو اگر حاصل ہو یک روئی
یہ افسوں خوب اثر کرتا ہے لیکن جبکہ جادوئی
خیال ماسوا سیں صاف کر تو اپنے سینے کوں
کہ دل کے رشتۂ اخلاص کوں لازم ہے یکسوئی
لباس پنبئی بن کیونکے گذرے موسم سرما
قیامت ہے یہ تیری سرد مہری تس سپے یہ سردی
اندھیرا آ گیا انکھیوں کے آگے خشم سوں میری
جبھی اس چھوکرے کی بوالہوس نیں زلف ٹک چھوئی

---

[۱] بعض دوسرے مخطوطات میں اس غزل کے چار اشعار اور بھی ملتے ہیں۔

پسینے سیں ترے اے شوخ بو آتی ہے دارو کی
ایتی اے فتنہ گر سیکھی کہاں سیں تونیں بدخوئی

مقابل دختر رز کی جبھی وہ مغ بچہ بولا
اب اس کے دیکھ مارے شوق کے پانی ہو کر چوئی

ہوئے پھرتے ہو دشمن آبرو کے اے سجن اب تو
کہو الفت دلی اور دوستی جانی وہ کیا ہوئی

(۱۱۲)

یہ[1] نرمی دشنام کے پیچھے ہنسی گلزار سی
خوب لگتی ہے گنہ کے بعد استغفار سی

یار کی انکھیوں سیتی جب سیں لگا ہے میرا دل
طبع میری تب سیتی رہتی ہے کچھ بیمار سی

حسن کی چڑھتی کبھی ہو ہے کبھی بڑھتی کلا
چاند کی ہوتی نہیں گنتی ہیں دن ہر بار سی

(۱۱۳)

نجس کوں جو کہ دیکھے سو عبث ہے | کہ اس دیں کا کچھ پن ہے نہ جس ہے
جو لونڈا چھوڑ کر رنڈی کوں چاہے | وہ کوئی عاشق نہیں ہے بوالہوس ہے

---

[1] اس غزل کا مقطع بعض اور نسخوں میں یہ ہے
ریختے کے شعر یہ لگتے ہیں اس کوں (عار سی؟)
آبرو کہہ آدتا ہے شعر جس کو پارسی

متفرقہ

تبسم رنگ پاں سیں قاتل خونخوار ہو جاوے
دھڑی لو ہو بھری تر وار کی سی دھار ہو جاوے

تب سوں قدم ہمارے کانٹوں سیں چھن گئیں ہیں
جب سے پڑی ہیں ہم کو یہ راہ عشق چلنی

انجان جو تلاش میں دارو کی مر گئے
وے درد کے مزے نپٹ بے خبر گئے
گل رو کے شوق میں نہ ہمیں دربدر گئے
اس عاشقی کے بیچ ہزاروں کے گھر گئے

جا کر کہو اس طفل سے احوال اس مظلوم کے
واسطے بارہ امام اور چار دہ معصوم کے

کیا بند اس کے ملنے سیں مجھے ان اشک گریاں نیں
ہمارے پاؤں کوں یہ اشک کی ندی ہوئی بیری

آرام کے ہم اپنے تئیں اپتے نہیں ہیں غرضی
آزار ہے بھلا ہے جو ہے تمھاری مرضی

طالع نیں یاوری کی حق نیں جو پھر ملائے
تم وہاں سیں پاس مرے کیا خوب بھاگ آئے

اٹھیں صف باندھ کر مژگاں جتے شمشیر بے آبرو
نظر بازوؤ ڈرو اس وو رسیں انکھیوں سے کل جگ ہے

عشق کا تیر دل میں لاگا ہے　　درد جو ہوتا تھا بھاگا ہے

منت کے بوجھ سیتی گردن کے تئیں لوا لے
تب خوان سیں کسی کے جا کر اٹھا نوالے

اب تو مرتا ہوں تغافل سیں یقیں کر مان لے
حال میرا جان لینا ہے تو پیارے جان لے

کیا رقیباں کی یہٹی پڑی ہے شان
کیوں کہتے ہیں آبرو بدنفس ہے

متفرقات نسخۂ پٹیالہ

نوٹ: نسخۂ پٹیالہ میں غزلوں کے علاوہ صرف ایک واسوخت اور ایک ترجیع بند درج ہے واسوخت کے بارے میں اہم بات یہ ہے کہ اس کا عنوان جوش وخروش نہیں ہے واسوخت ہے۔ اس سے قبل پروفیسر مسعود حسن رضوی نے یہ واسوخت معاصر پٹنہ میں کسی بیاض سے جوش وخروش کے عنوان سے نقل کرکے شائع کرایا تھا اس کی اشاعت کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ اردو میں پہلا واسوخت آبرو نے لکھا۔ دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس واسوخت کا پہلا بند جو پروفیسر مسعود حسن صاحب رضوی نے اس طرح نقل کیا ہے پٹیالے کے مخطوطے میں نہیں ہے۔

یارب اب حال مرا صبر سیں در گذرا ہے
دل مرا صبر جو کرنا تھا سو کر گذرا ہے
سر کوں شمشیر تلے ظلم کی دھر گذرا ہے
دن قیامت کے ترے ہجر میں بھر گذرا ہے

(گذرا) ——————

جیوتی جان کفن غم سوں پہر گذرا ہے
بلکہ سو بار ترے واسطے مر گذرا ہے
اب نہیں تاب مجھے رشک سیں چپ رہنے کی
غیر کے واسطے یہ ظلم و ستم سہنے کی

واسوخت

روز اول کہ ترا کوئی خریدار نہ تھا
یہ ترا چرچا یہ شور و یہ بازار نہ تھا
کسی کوں زلف سیں تیری یہ سروکار نہ تھا
تری انکھیوں کے کوئی شوق میں بیمار نہ تھا
تجھ کوں یہ خوبی و یہ حسن و یہ دیدار نہ تھا
کسی کے دل منیں اے یار ترا پیار نہ تھا

اک ہمیں تھے کہ کبھی تجھ پہ نظر کرتے تھے
گاہ گاہے ترے کوچے میں گزر کرتے تھے

شوق نیں دل کے ہمارے تجھے معشوق کیا
ہوا مشتاق ترا رے تجھے معشوق کیا
ناز کی طرح سکھا رے تجھے معشوق کیا
سب طرح تجھ کوں تبا رے تجھے معشوق کیا
بوجھ تو کن نیں پیارے تجھے معشوق کیا
کیا برا تیرا کیا رے تجھے معشوق کیا

نہیں تو تجھ سے پڑے خواری کئی پھرتے تھے
بر سر کوچہ و بازار کئی پھرتے تھے

دل میں تو بوجھ تجھے کن نیں اول پیار کیا
دل کوں دے ہاتھ ترے کن تجھے دلدار کیا
باغباں ہو کے تجھے کن نیں چمن زار کیا
سج بنا کر کے تری کن تجھے نکدار کیا
کن کھلا کر کے تجھے حسن کا گلزار کیا
کس کی نظروں کے سبب حسن نے اپکار کیا

اب تجھے شوق پڑا غیر سیں جا ملنے کا
آ پڑا اور سیں ہر وقت مزا ملنے کا

رات کوں دیکھ کے اے یار ترے طور مجھے
اپنے احوال کے دل بیچ ہوئی غور مجھے
یاد آئے ترے سب ظلم و ستم جور مجھے
غم نیں آ گھیر لیا جان مرے دوڑ مجھے
فکر آئی نہ بن اس وقت میں کچھ اور مجھے
مگر اک بند کہ آیا دہی فی الفور مجھے

اسی اک بند کوں میں ورد زبان کرتا ہوں
پھر کے پڑھ پڑھ کے اسی بند میں مرتا ہوں

آہ افسوس مرا یار مرا بھول گیا — غیر سیں مل کے ستم گار مرا بھول گیا
جان اور بوجھ سے سب پیار مرا بھول گیا — درد اور شوق اور آزار مرا بھول گیا
محنت اور رنج کا بستار مرا بھول گیا — ہائے یوں غم اسے یک بار مرا بھول گیا

جی میں آتا ہے کہ اب یار سیں جا لڑ رہیے
یا زمیں کود کے اس شرم سیتی گڑ رہیے
(کھود کے)

ہم تو جب پاس تمہارے اے سجن آتے تھے
تم ہمیں مل کے گویا جان سی تب پاتے تھے
جو نہ آتے تھے کبھی آپ تو بلواتے تھے
دیر کرتے تو چلے دوڑ کے آپ آتے تھے
بیٹھ کے پاس سجن پیار سیں بہلاتے تھے
ہر طرح ساتھ منا لے کے ہمیں جاتے تھے

منتیں کر کے نہ تھے چھوڑتے تم راتوں کوں
یک دگر بیٹھ کے کرتے تھے سجن باتوں کوں
(منتیں)

اب وہ اخلاص محبت کی طرح بھول گئے
غیر سیں مل کے مروت کی طرح بھول گئے
چھپ کے ملنے کی محبت کی طرح بھول گئے
جو ہمیشہ تھی وصحبت کی طرح بھول گئے
مہربانی ومروت کی طرح بھول گئے
پیار کی شوق کی الفت کی طرح بھول گئے

اب وہ انکھیاں تری اے یار وہ ابروئے نہیں
وہ جو اخلاص تھا اس کی کہیں اب بوئے نہیں

یار یہ طور تنیں ہم سیتی کچھ خوب نہ کی
طرح تھی جو کہ مری طبع کو مرغوب نہ کی
چشم غیروں کی خجالت سیتی محجوب نہ کی
شرم واخلاص محبت کی اے محبوب نہ کی
یوسفی کی پے وفاداری یعقوب نہ کی
وضع میں پیار کی یہ طرز خوش اسلوب نہ کی

آبرو چھوڑ کے اوروں سیں ہوں ہوا جاہم دم
دوست اوروں کے ہوئے ہم سیں کیا ملنا کم

ترجیع بند

وہی جان مجھ دل کا آرام ہے
کہ جس شوخ کا بے وفا نام ہے

نظر کر مقوی ہے اس کا خیال
دہن پستہ و چشم بادام ہے

رکھوں کھینچ کیوں تنگ آغوش میں
سجن تو نپٹ نازک اندام ہے

پرستش اسی کی ہوئی ہے قبول
کہ جس کا وہ کافر ادا رام ہے

لگے دل کوں معشوق سیں پھیرنا
سمجھ ہائے واعظ برا کام ہے

نہیں دل کوں بن درد ہرگز قرار
سمندر کوں آتش میں آرام ہے

غریباں کے بیچارگان کے مدام
یہی عرض ہر صبح و ہر شام ہے

تغافل نہ کر حال سب جان کر
جلالے مجھے ایک دم آن کر

جن اس سنگدل سیں محبت کری
اسے زندگی جگ میں بھاری پڑی

سپھر کر کے کاجل کے زنار کوں
کری ہے تیری چشم نیں کافری

(پہنیں)
ستم ہے کہ یوں چھین لینا بہ زور
جفا جو کے مذہب ہیں ہے دل بری

مبادا کہ ہو ہجر میں خواب بیچ
چھری ایک دیکھی ہے لوہو بھری

سیہ دل کی صحبت اثر کیوں نہ ہو
سکھائی تجھے زلف نیں کافری

چھپا جائے کہ کوہ ساراں کے بیچ
ترے حال کوں دیکھ کبک دری

کر و عرض اس قبلہ حسن سوں
جسے خوبرویاں کی ہے سروری

تغافل نہ کر حال سب جان کر
جلالے مجھے ایک دم آن کر

کہاں ہے کہو آج وہ خوش نین — کہ جس کی نگہ کے بندھے (ہیں) ہے ہرن
خجل ہو ... اس مکھ کی جھلکار سوں — ہوا آب میں غرق در عدن
اسی چشم کے فتنہ کے نیں مدام — یہ گردش میں ڈالیا ہے چرخ کہن
حلب بیچ نازک بدن (فتنگی) جس کہیں — ختن بیچ مشہور ہے من ہرن
خرام اس کا (ہے) موج آب بقا — کہ جس کے کیے (واسطے) تشنہ ہیں ذوالقرن
جسے دل ستے چاہتے ہم سدا (ہیں) — فدا اس اوپر جیو سیں ہیں ہمن
کہو جا کے یارو برائے خدا — ہماری طرف سیں اسے یو بچن

تغافل نہ کر حال سب جان کر
جلا لے مجھے ایک دم آن کر

نہ جانوں کہ وہ شوخ سر تا بپا — قیامت ہے یا سحر ہے یا بلا
نظر کر مرے دل کی بے طاقتی — اتی خوش ادائی سیں مت مسکرا
تحیر میں ہے اب تلک آرسی — ترے مکھ کی دیکھی ہے جب سے صفا
چھپا جائے ظلمات کے بیچ میں — لباں کو تری دیکھ آب بقا
عجب کیا کہ یوسف غلامی کرے — تری (کی) شان کو دیکھ اے میرزا
مروں گا جدائی سیں بے تاب ہو — مجھے چھوڑ کر جان ہر گز نہ جا
جدائی کے مارے جلے شوق کے — یہی عرض رکھتے ہیں نس دن سدا

تغافل نہ کر حال سب جان کر
جلا لے مجھے ایک دم آن کر

کروں میں تری زلف کا جب خیال — ڈسے ناگ ہو کر مجھے بال بال

بندھا جو تری زلف کے جال میں	نہیں پھر اسے تا قیامت نکال
جدا جو ہوا اُل کے اس جان سیں	اسے جیونا ایک دم ہے محال
سجیلے مرے شوخ کی چال دیکھ	پڑا خوبرویاں کے لشکر میں حال
کرے ترے مکھ کی اگر ہم سری	کہ آیا ہے خورشید او پر زوال
روایت ہے یوں دین کے عشق میں	کہ دل بر کوں ہے خون عاشق حلال
ہماری طرف سیں اسے جائے کر	کہے کوں ایتی کسے ہے مجال

تغافل نہ کر حال سب جان کر
جلالے مجھے ایک دم آن کر

یہ گردش تری چشم بے باک کی	ستم میں ہے استاد افلاک کی
جھلکتا ہے خورشید جوں بے لباس	نہیں تجھ کوں پرواہ پوشاک کی
نین تجھ درس کے بھکھاری ہوئے	پکڑ ہاتھ کشتی دل چاک کی
ترقی ترے حسن کی دم بدم	کرامت ہے عاشق نظر پاک کی
پکڑتا ہے دامن کوں دلدار کے	برابر ہے جو عجز میں خاک کی
مرے دلربا سوں کوئی دردمند	حقیقت کہے جان غم ناک کی

تغافل نہ کر حال سب جان کر
جلالے مجھے ایک دم آن کر

ترے لب کوں جس وقت دیکھے شراب	ہووے آگ میں رشک کے جل کباب
یو رخسار کے مطلع نور پر	دسے خال جوں نقطۂ انتخاب
قلم برق بے تاب ہو ہات میں	ابس دل کا گر میں لکھوں پیچ و تاب

ہوا دار تیرا ہے اے بحر حسن
نہ دے دل کوں برباد مثل حباب

دکّی ریختے بیچ استاد ہے
کہے آبرو کیونکہ اُس کا جواب

ولیکن تتبع سیں کہنا سخن
کرے فیض سوں فکر میں کامیاب

نپٹ آبرو آج بے تاب ہے
کہو اس کے اس بے وفا سے شتاب

تغافل نہ کر حال سب جان کر
جلا لے مجھے ایک دم آن کر

تمت شد دیوان محمد مبارک آبرو بتاریخ بیست و دوم شہر شعبان المبارک سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہ غازی مطابق ۱۱۴۶ سنہ ہجری المبارک المیمونہ

ضمیمہ

متفرق کلام

مثنوی در موعظہ آرائش معشوق

[اس مثنوی پر کوئی عنوان نہیں لکھا ہے لیکن نفس مضمون سے ظاہر ہے کہ یہ وہی مثنوی ہے جس کی تعریف متعدد تذکرہ نگاروں نے کی ہے اور جو آرائشِ محبوب پر لکھی گئی ہے۔ قائم نے لکھا ہے کہ ۱۵۰ اشعار کی مثنوی حسینانِ ہند کی آرائش کے سلسلے میں بہت بہتر موزوں کی ہے۔ کریم الدین نے اس کا عنوان "موعظہ آرائشِ معشوق" لکھا ہے] یہ مثنوی نسخہ کلکتہ سے نقل کی جاتی ہے]

ہے سزاوار ثنا وہ باکمال — جلوہ گر جس نے کیا حسن و جمال
خوبرویوں کو سکھائیں خوبیاں — ناز کو تعلیم کیں محبوبیاں
عاشق اور معشوق کو پیدا کیا — ایک دل کا ایک پر شیدا کیا

دیکھ قدرت اس کی اے اہل وفاق — مجھ کو کیا واقع ہوا ایک اتفاق
ایک دن میں گھر سبتی ہو کر اداس — سیر کرنے کو اٹھا تھا اس پاس

دیکھتا پھرتا تھا دلّی شہر کو
کوچہ و بازار باغ و نہر کو

کیا بیاں کریئے کہ کیا تصویر تھی
دل کے حق میں مایۂ تسخیر تھی

چشم و ابرو رنگ رو سب خوب تھا
عضو اس کا ہر ایک محبوب تھا

قد و قامت اور چھب ترکیب وار
خوب لگتا تھا بہت دوش و کنار

کھینچتا تھا دل کے تئیں سر تا بہ پا
دیہہ ساری نرم ور خسارہ صفا

لیکن اپنے حسن سے تھا بے خبر
طور زینت کے وہی تھے سب مگر

سر اوپر دستار نامعقول تھی
بر میں جاما سا نہ تھا اک جھول تھی

ترک آرائش کو بوجھا تھا ہنر
چاہنے والے سے کرتا تھا حذر

دیکھتا تھا جو کوئی اس سے نکیاں
اس کے تئیں کہتا برادر بھاگ یاں

دیکھ کر دل نے کہا صد حیف ہے
ہے یہ لے وے بے کیف ہے

قصد کر نزدیک اس کے میں گیا
حکمتوں سیتی لیا باتوں لگا

جب ہوا یک دیگر واقف کلام
تب لگا کہنے کہ کیا ہے تیرا نام

تب کہا میں نے کہ کیا ہے تیرا نام
کہتے ہیں میرے تئیں تو آبرو

یہ مصرعہ غلط لکھا گیا ہے۔

نام سنتے ہی گیا اٹھ کر سلام
خوش ہوا ہنس کر لگا کرنے کلام

آرزو سیتی لگا کہنے کہ ہم
یاد میں رہتے تھے تیری دم بدم

بات تیری شہرۂ آفاق ہے
دل ترے اشعار کا مشتاق ہے

مدتوں سیں شوق رکھتے تھے ہم
کچھ عنایت کیجیے اپنے سخن

بات اپنی کر چکا جب وہ تمام
منتہی جب ہو چکا اس کا کلام

تب کہا میں نے کہ میرے سب سخن　　وصف میں خوباں کے ہیں (پھر نامہ بن)
یا بیاں ہے ان کے رنگ روئی کا　　ذکر ہے یا خال ہے خط موئی کا
یا صفت ہے زشت رو . . .　　وصف ہے دانش ادراک ہے
یا کہ قصہ ہے ادا و ناز کا　　یا فسانہ شوخی و انداز کا
طرح ہے سب ان کے ماند و بود کی　　طور ہے ان کے زیاں و سود کی
سو تو وے باتیں ہمیں کو آتی ہیں　　دل میں وہ طرحیں تمہیں بتلاتے ہیں
بس مرے اشعار کو بوجھو گے تم　　لیکن ان بیتوں کو . . گے تم

سن کے میری بات کو بوجھا تمام　　آرزو سے پھر لگا کرنے کلام
کاے میاں صاحب تم ان طرحوں کے تئیں　　دلبری اور ناز کے شرحوں کے تئیں
پیار سے مجھ کو بتا دو ایک ایک　　طور خوبی کے سکھا دو ایک ایک
جہل کا پر طرف ہو جائے خلل　　علم ہو رہے میں کروں اس پر عمل
تب کہا میں نے کہ میں کہتا ہوں بات　　روک کر دل بیچ سب میرے نکات
شاعری موقوف کی میں نے تمام　　اب میں سیدھی طرح کرتا ہوں کلام
تجھ سا جو لڑکا کہ وہ بے بوجھ ہو　　اس کو ان باتوں کی دل میں (سوجھ) ہو
خوب روئی کی اگر ہے دل میں دھن　　تو سخن میرے کو . . . . کے سن
جس طرح کے میں بتاؤں تاؤ کھاؤ　　اس طرح سے اپنے تئیں تو تو بناؤ
اولاً رکھ سر اوپر پٹھے مدام　　بال رکھ دونوں طرف تو بے مرام
کان کے آگے سے آدھے سر کے تئیں　　گول رہنے دے منڈا او وے مت کہیں

پر تمامی سر پر رکھنا خوب ہتیں شوخ ۔۔۔۔ وں کا یہ اسلوب نہیں
سر کو پیشانی کے اوپر سے منڈاؤ کنپٹی پہ استرے کو مت لگاؤ
۔۔۔۔ سے روز اپنے دل دھو یک سر مو اس سیتی غافل نہ ہو
دھو کے پھر سکھلا کنگھی سے صاف کر تیل دے کر گوندھ رکھ ، مو باف کر
جس قدر ہو اس قدر ان کو بڑھاؤ کھول چھپکے ہر کسی کو مت دکھاؤ
بال گوندھے ہوں تو ۔۔ اب اتار خوب سے لگتے کسی کو زینہار
کھینچ کر جوڑے کے جوں باندھو ہو جب دیکھنے میں خوب لگتے ہیں مو تب

اُبٹنے کو لے کے ٹک مکھڑے کو مل دھوپ ہو تو گھر سے باہر مت نکل
زعفراں اور تیل چنبیلی کا لے کاٹ کر اس بیچ رس لیمو کا دے
وہ دوا ہر روز استعمال کر چھپ ۔۔۔ ہوے تو ۔۔۔ ل کر
یہ دوا ہر روز ۔ ۔ سے لگا رات مل اور صبح دکو) حمام جا
مل مِسّی دانتوں میں اور رنجیں جما مل کے مسّی بہت سی پیڑی جما دی
سرخ رکھ پاؤں سے لب کو دم بدم کر تبسم تبسم بیشتر اور بول کم
چشم کو دتو) اے سجن سرمہ لگا کنھنا رکھ کر مت لگا دے بہت سا
انگلیوں کی پور اوپر مہندی رچاؤ پر ہتھیلی بیچ ہرگز مت لگاؤ

دل چھلا چاہے تو پہن انگشتری زیب دے ہاتھوں کے تئیں رشک پری
شعت اگر خوش رنگ و اسلوب ہے تو انگوٹھی بیچ رکھنا خوب ہے

ہاتھ پہنچے تو رہیں تعوید فاز — اس میں سیتی رکھ اس کو تو آشکا
کہربا کی ایک سمرن مول لے — دانے اس دکے، آبدار اور گول لے
کربلا کی خاک کا کنٹھا بنا — رکھ گلے کے بیچ تو اس کو ابتارا
... تعویذ ... باندھ — ... بازو کے تجویز باندھ
سج بنا اپنی اور چھب سنحنی نکال — لے گے رکھا اس کے تئیں (جامہ انال)
با.. ں میں سونے کے توڑے بھی رہیں — کیا مضافہ ہے اگر ... رہیں

گر سجے پھینٹیا جو تو سجدار بھی — جو نہ آوے خوب تو سو بار سج
آئینہ تو دیکھ اور کر دل میں غور — پیچ دے ہندوستان زادوں کے طور
بھوں سیتی ٹک پگڑی کا اکا دور ہو — سر پہ چاروں طرف سے ... ہو
سج ہوا کا ... سمجھا ٹک بلند — اس طرح کی باندھ جو آوے پسند
اس طرح کی باندھ ہو جو خوشنما — سر اوپر تیری لگے ......
سو طرح کی پگڑیاں دیکھی ہیں ہم — لیکن ایک پیچ برابر ہے کم
پر جو ایک بے جا ...... — کج ہوا ہے پیچ یہ اور آگر اوپر (؟)
یا کہ ایک .... نت تلوار باندھ — تا کہ سر ... بنے دستار باندھ
جامہ زیبی کی طرح تو خوب بوجھ — جس میں لاگا خوب وہ اسلوب بوجھ
چولی اونچی کر ٹک بک پوشاک سے — زیب .... بیچاک سے
آستیں یکساں گریباں تنگ ہو — کھب رہی ہیں دیہی سیتے یکرنگ ہو
تن سے یکساں ہو نظر کے بیچ میں — ... دھنس جاوے کمر کے بیچ میں

گھیر ہو دامن کا نوکر . . . . دس
اس قدر نیچا کہ ہو زیبا درس

اس طرح جامے کو اپنے تو سنوار
جس میں چھب تختی لگے ترکیب دار

سونت دامن آستیں کو خوب چن
خرچ کر چننے کے ہو ویں تجھ میں گن

ڈورے پہنے تو نکھا ہے لگاؤ
اس قدر لازم ہے گر دل ابناؤ

جو کہ . . . سو ہیں . . . . . .
خوش دلوں کو خوب . . . . تھے

پھر پائجامہ پہر مشرو کا تو
اس کے تہیں . . . . لگا کرا ادتو

نہ بہت تنگ ہو نہ کشاد
معتدل . . . . نہ کم ہو نہ زیاد

ہو نہ نیچا بر نہ چوڑی دار ہو
جس قدر زیبا ہو دخو سے مقدار ہو

باندھ لیجئے جن کتے شلوار بند
ریشمی جو بے طرح کوئی ہو . . . پسند

پاؤں میں پاپوش تا بانی پہن
ہو زری کا کام اس پر . . . . . .

یا مغرق جھلملاتی ہو تمام
یا کوئی سادی طرح کا ہوئے کام

. . . . کے باندھ . . . گرگابی کے
صاف ہو بندش نہ ہو جا . . . . کل

. . . کو چاروں طرف سیتی جماؤ . . .
کھینچ کر کے بیچ پٹکے کے لگاؤ

ایک آنچل خاک میں . . . چھوڑ . .
اس کے سج لگے ہے معشوقوں کی

داہنے رکھ آنچل اور بائیں کٹاؤ
پر . . . . ہووے . . . . . سبے آبدار

نیمچے کا نشا نہ ہلکاری کا گر دہا
دے مغل کے ہاتھ شمشیر و سپر

خوب لگتا ہے دوپٹہ سر اوپر
یا کہ مکھڑے کے تئیں کیجے سر اوپرای

لیا کہیں مکھڑے کے تئیں کیجے حما
چشم و ابرو اس کے تئیں دیجئے دکھا

ڈال لیجئے یا کبھی کاندھے اوپر
باندھ لیجئے یا مکھڑے اوپر

جب کہ ہو پوشاک سے تجھ کو فروغ
ہو شگفتہ کس کھلتا ہے باغ

اور بیڑے کھا کے ہو جائیں دونو لب
عرق ... بیچ جوں یاقوت کب

عطر کے اپنے کپڑوں کو لگاؤ
شان سنیتی ..... اور حقہ لگاؤ

ساتھ رکھ ہر وقت اپنے تو رومال
پونچھتا رہ دم بدم مکھڑا و گال

وہ شگفتہ اور خنداں گل کے تئیں
زہرے کر شوق سے بلبل کے تئیں

شوخی نمکینی کو باہم سلا
. . . . رہ اچپلا

شخص بے نمکین ہو ہے بے وقار
شوخ کو عاشق نپٹ کر لے ہے پیار

پس عیاں آرام اور تسکین ہو
ایک پنہاں شوخی و ..... ہو

چشم و دل میں اچپلامت ہو مدام
بات اور حرکت بیاں ہو نمکین تمام

ہر طرح کی بات جب ملحوظ ہو
تجھ سے مل کر تب کوئی محظوظ ہو

چال چلنے میں لٹک درکار ہے
پر لٹکنے کی بھی ایک مقدار ہے

(خواہ) اگرچہ ہے مٹک خوا اپنے لٹک
وہ طرح جس میں رکھ، ہو دل ... اٹک

بیٹھنے میں بھی حسن کے ساتھ بیٹھ
عشوہ و ناز و جنبش کے ساتھ بیٹھ

مسکرا دے اولاً تب بات کر
سحر کر جو ہو ادا کی بات کر

بھول جا باتوں میں اپنا مکھ بلاس
بھول چلی جاوے سخن سازی کے ساتھ
ہاتھ ترکت ہے رہرا ایک انداز پر
دم بدم اور ہی طرح اپنی پنا
کہیں تغافل کر کہیں ہو مہرباں

نازو غمزے بیچ پر جا رکھ حواس
گرم رکھ رنگیا نظر بازی کے ساتھ
... ہات کے کرتے ہیں ... کہ
گا ۔ نازو گاہ عشوہ کہ ادا
گاہ کر لطف نہانی گہ عیاں

چشم کی ... دل میں یاد رکھ
کہیں چرا جا چشم کو اغیار سے
چشم سے کہیں دیکھ کر سکے نظر
.. .تولے کی طرح دیکھا جا کبھو

دیکھنے کی ... دل میں یاد رکھ
کہیں انکھیوں رکو، ملا جا پیار سے
کج نگاہی سے کہیں دل فنح کر..
دیکھ کر عاشق کو شرما جا کبھو

کر کبھی ٹک آشنا یا نہ نگاہ
مسکرا دے کہیں ... ہیں بیٹھ کر
کر نگاہوں کو کبھی نا آشنا
دیکھنے میں عاشقوں کا کام کر
کام آنکھوں کے ہزاروں ہیں سخن
شوق والے کو سبھوں میں تاڑ لے
چاہنے لاگے تو لے اس کو لگا
بات کر اوروں سے دیکھ اس کی طرف

اس طرح سے دیکھ جو دل میں راہ
پیار سے آجا ... میں بیٹھ کر
دیکھ کر کہیں بے گناہ ہو...
کہیں ... سے دے نہیں کہیں رم کر
کہ جو کچھ اس میں سے آدیں تجھ سے بن
ہر نگہ میں جیو اس کا کاڑھ لے
دم بہ دم انکھیا سیتی انکھیاں ملا
مسکراتے ہیں ادا کے دل کے حرف

دیکھ اس کی طرف اوروں سے زیاد
ہر اداؤ ناز کی لے اس سے داد

(دوسرا مصرعہ غلط ہے)

بات کرنے کا اگر محتاج ہو
تو توجہ کر کے اس (سیتی) کلام

(کیجیے) جو مقتضی ہووے مقام
کیا مضائقہ اس سے بلئے ذوق سے

آشنا ہووے جدا پنے شوق سے
گرم کیجیے توکرم (کیجیے) دوستی

(پہلا مصرعہ غلط ہے)

جس کوئی موافق ہوا اخلاص میں
اس قدر وہ ..... اس کے پاس میں

پر خبر رکھنا کوئی خندہ نہ ہو
لوالہوس ناپاک دل گندہ نہ ہو

کوئی باجی یا کوئی لچیا نہ ہو
بات کہنا اس سیتی بے حیا نہ ہو

اب زمانے کے رجالے ہیں کچھ اور
سیکھ کر ہندوستاں زادوں کے طور

سج بناتے ہیں سپاہی کی تمام
کرتے ہیں ہندوستاں زادوں کا کام

گھورتے ہیں خوبصورت کے تئیں
دل میں رکھتے ہیں کدورت کے تئیں

ظاہری اطوار پر کر کے نظر
معتقد ہوتے ہیں کر کے بے خبر

تو خبرداری سے کرائے (خوش) معاش
مل کسی اشراف سے کر کے تلاش

جو کوئی مردہ دل وبے دردہو
عاشقی کے ..... میں نامرد ہو

... اس کی صحبت سے سوا پرہیز کر
اس طرف دیکھے تو نظریں تیز کر

جس کو جانے یوں کہ دل پیار نہیں
اس کی جانب دیکھنا درکار نہیں

جس کو جانے تو کہ عاشق زور ہے
غرق تیرے عشق میں سر توڑ دی ہے

رات دن بے قراری ہے اسے
درد دل سے آہ وزاری ہے اسے

دیکھنے سے اس کو ہوتا ہے قرار
ہجر میں رہتا ہے دائم دل فگار

بن ملے رہتا ہے اکثر یاد میں
صبر نہیں رکھتا دل ناشاد میں

رو برو کرتا ہے ظاہر شوق پیار
غائبانہ کھینچتا ہے انتظار

اس کے ملنے کو نعمت جان تو
جان سے ہو اس اوپر قربان تو

جس میں وہ راضی ہو تس میں گرم رہ
چاہنے میں اس کے تو بے شرم رہ

جس کے ملنے سے آتی ہو رشک
اس کے جان و دل کے تئیں کھاتی ہو رشک

اس سیتی اے جان تو ہرگز نہ مل
(رنا) تو کہ آزردہ نہ ہو عاشق کا دل

سینکڑوں دیکھے ہیں تجھ سے خوبرو
عاشق صادق نہیں ملتا کبھو

ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں سارا جہاں
بوالہوس ہیں بیشتر عاشق کہاں

جس اوپر امید کا ہو ہے کرم
اس کو عاشق سمجھتے رہینگے ہم

حسن ہی ہے میرزائی کر تلاش
وہ نہیں معشوق جو ہو بد معاش

میرزائی ہو ہے معشوق کی جان
خوبصورت کے تئیں لازم ہے شان

قدر اپنی دل میں بوجھا چاہیے
ابرو کی بات . . . . . چاہیے

کام معشوق کا ہو جاتا ہے بند
جو نہ ہو معشوق کو مطلق گھمنڈ

میرزا ہو کر نہ کر زیادہ غرور
آدمی کو آدمیت ہے ضرور

خلق و خوبی خرچ کی ہو شان سے
سب سے خوش ہو مل بڑا ہی مان سے

اس طرح سے مل کر بے عزت نہ ہو
اہل مجلس میں تیری ذلت نہ ہو

جو . . . ہو آدمی اور لے وقار
ہوش والے اس کو کب کرتے ہیں پیار

خوب روئی بادشاہی ہے بڑی — سلطنت زیبا نہیں جو ہووے دنو) کری
شاہ ہے معشوق سب عاشق امیر — ایک بخشی ہے انھوں میں ایک وزیر
ایک کو خدمات رہیں دربار کی — ایک کو تدبیر کار زار کی مام
ایک کو صحبت ہے روز و شب تمام — ایک کو تنہا یہی اسلام
ایک کو خدمت ہوتا ہے بار — ایک کے تئیں کاڑھ دی ہیں چوبدار
کیا ئی شاہی کا بڑا دربار ہے — کوئی خوشدل ہے کوئی بیزار ہے
پس شہنشاہی کو لازم ہے کہ سب — حکم کے تابع ہوں اور بانیں ادب
دشمن گران میں (رہوے) یکدیگر — کوئی کسی کے تئیں نہ پہنچاوے ضرر
بردالفیں) باہم یہ ڈر ہے شاہ کا — خار ہے نہیں کوئی کسی کی راہ کا
خوبرو کا ایسا استعداد ہو — سلطنت کو طرح اس کو یاد ہو

جان معشوقوں کو کہتے ہیں اگر — کہہ رہا جن اس کو جو ہوئے سگھڑ
(قدر) سگھڑائی کی دل کی جان... — حسن کے رہنے کی سگھڑائی رہی، جان
عشق سے باہوش کرتے ہیں حذر — دیکھتے ہیں خوبرو کو بھر نظر
پر سگھڑ کو دیکھ کر ہر ہوشیار — چاہنے لگتا ہے دل بے اختیار
خوبصورت جب کہ ہوتا ہے سگھڑ — دیکھ اسے میں جان سے جاتا ہوں مر
حسن کے جو ساتھ سگھڑائی نہ ہو — تو نہیں ہے پھول میں خوبی کی بو
حسن اور خوبی کو آخر ہے قضا — ایک سی رہتی ہے سگھڑائی سدا
راگ و ناچ و شعر جگ میں... — ہے سخن موقوف سگھڑائی پہ سب

تو سکر .. یہ اپنا چیت لگا — .... رہنے سیتی ہے مرنا بھلا
غیر صحبت مل کے تو مت پی شراب — آدمی اس طرح ہوتا ہے خراب
سادہ رو جب مست اور سرشار ہو — بے تکلف ہر کسی سے یار ہو
تب تو نہیں رہتی ہے معشوق کی شان — اس سے سارا شہر ہووے بدگماں
سب سے کہتے ہیں خوار و مبتذل — ہووے بدنامی بیچ نام اس کا مثل
پس تو پیارے خوارے حذر کر رسوائی نہ ہو — ڈر کو بدنامی و رسوائی نہ ہو
مبتذل ہونے ستی جاتا ہے حسن — کب خرابی بیچ بھر آتا ہے حسن
علبش کر ..... چھوڑ مت — سب سیتی مل ... صحبت چھوڑ مت

زر کا لالچ اپنے دل میں تو نہ رکھ — فسق اور عصیاں کے .. سیتی ڈر
خوبرو زر کی طرح سے خوار جا — سب کے دل سے آخر اس کا پیار جا
دل میں جب معشوق کے ہو زر کا میل — دیکھنے والوں کا وہ ہووے ذلیل
خوبرو کو جو کہ ایک پیسہ بھی دے — ایک بوسہ کیا ہے جو چاہے سو لے
کیا کرے جب دل ..... ہو چکا — کیونکہ اچھا ہو کہ .... ہو چکا
بے طمع رہنا عجب ایک چیز ہے — وہ سمجھتا ہے جو کچھ تمیز ہے
چاہتا ہوگا جو کوئی نداں — آپ سے قرباں کرے کا مال و جان
مانگنا کچھ اس سیتی درکار نہیں — آپ سیتے لا نہ دے سو یار نہیں
تو طمع مت کر جو کچھ قسمت میں ہے — سو ملے گا بن ملے وہ کیا رہے

جب کہ تیرے مکھ سے آغاز ہو — حسن خوبی کا نمایاں راز ہو
سب طرف سینتی اٹھے خط کا غبار — گرد مکھڑے کے ہووے سبزہ آشکار
مت لگا مقراض سے یا راسترا — ابتدا میں چھیڑنا ہو ہے برا
مدتوں پر چھوٹا اپنے حال پر — سیر کر صنعت خدا کی گال پر
کر دیوانہ سب کو دکھلا کر بہار — حال بارے شوق سے کر دل شکار
رہ .... کے کاموں میں گرم — جب .. بال تیرے منہ کے نرم
جب کہ جانے تو کہ اب خط نے دھوم — . . . . کر کر ہجوم
ہو گئے ہیں بال سارے منہ کے سخت — بدنما لگتے ہیں نازیبا کرخت
تب تراش ان کے تئیں ہر صبح و شام — صاف کر مقراض سے اول تمام
. . . . . . اول آخر منڈاؤ — کام معشوقی کا ان طروں چلاؤ
جب کہ جانے تو کہ اب خوبی گئی — نازک اندامی و محبوبی گئی
حسن کی جو بے وفائی کی خبر — کان سے سنتا تھا سو اب کر نظر
چاہنے والوں کا اب دل پھر گیا — عشق بازوں کی نظر سے گر گیا
باغ سیتی اوڑ گیا رنگ بہار — پھول کی جاگہ نظر آتے ہیں خار
تب نہ رکھ معشوق پن کے دل میں چاؤ — چھوڑ زینت آپ کے تئیں مت بناؤ
مت توقع رکھ کسی سے پیار کی — بے غرض کر دلبری ہر یار کی
بیچ میں مل آشنائی کی طرح — خرچ مت کر دلربائی کی طرح
چھوڑ دعوی کر کے تو مت ہو تنگ — ناز بے جا بدنما ہے اور جنگ

ہوئے جا معشوق کے تب دل سے بات　　شوق کر ملنے کا اور خوباں کے ساتھ

کہہ چکا میں دل بری کی سب طرح　　ناز کی جلوہ گری کی سب طرح

اس موافق کو . . اپنے بتاؤ　　. . . خوباں کو . . . . باتیں سناؤ

تا کہ اپنے تئیں بنا دیں اس طرح　　عاشقوں کے تئیں رجھا دیں اس طرح

اہل دل دیکھ تب اُسے خورسند ہوں　　دل انہوں کے ان سے دونے بند ہوں . .

عاشقوں کے دل کی حاصل ہو مراد　　خاطر اہل غم کی ہو خورسند و شاد

مجھ کو ان کے دل کی خوشی مطلوب ہے　　ان کو خوش کرنا بہت ہی خوب ہے

شاہدان میں سے ہیں کوئی مبتلا　　میرے حق میں کرے کوئی دعا

کیا عجب ہے جو اس دعا سُن کر شتاب　　فضل سے اپنے کرے حق مستجاب

دو جہاں میں ہو نہ محتاج، کدھو کبھو　　دین و دنیا بیچ رکھے آبرو